بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

(درس قرآن وحدیث)

اعلیحضرت (رحمۃ اللہ علیہ) کا پیغام — صلحکلیوں (اتحادیوں) کے نام

"مسلمانو:۔ خدا و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو ● اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلا وجہ گالیاں دینا اپنا شیوہ کر لیں ● بلکہ اپنا دین ٹھہرا لیں ● کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملو گے حاشا ہرگز نہیں ● اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے اگر تم میں انسانیت ہے اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو ● تو انہیں مخالفین والدین کو دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے۔ تمہاری آنکھوں میں خون اتر آئے گا تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہ کرو گے

للہ انصاف:۔ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما زائد یا تمہارے باپ ● ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زائد یا تمہاری ماں ● ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمد للہ کہ ام المؤمنین کے بیٹے کہلاتے ہیں ● (پھر) ان کو گالیاں دینے (تبرا بکنے) والوں سے برتتے ہیں تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے بُرے ناخلف بیٹے ہیں

● ایمان کا تقاضہ یہ ہے آگے تم جانو یا تمہارا کام۔

نیچری تہذیب کے مدعیوں (صلحکلیوں) کو ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی کلمہ ان کی شان کے خلاف کہا ان کا تھرک اڑنے لگتا ہے آنکھیں لال ہو جاتی ہیں۔ گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری پھرتی ہے وجہ کیا ہے (یہی) کہ اللہ و رسول اور معظمانِ دین سے اپنی وقعت دل میں زیادہ ہے ایسی ناپاک تہذیب انہی کو مبارک۔

فرزندانِ اسلام اس پر لعنت بھیجتے ہیں ● خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی سے بدمذہبوں کو نام لے کر اٹھا دیا۔ بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن نام بنام ایک ایک کو فرمایا۔ "اُخْرُجْ یَا فُلَانُ فَاِنَّکَ مُنَافِقٌ"۔ اے فلاں نکل جا۔ تو منافق ہے۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔ یہ حدیث طبرانی و ابن حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

ربُّ العزّت:۔ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ۔ (اے نبی جہاد فرما کافروں اور منافقوں پر اور سختی کر ان پر۔)

● اور فرماتا ہے عزّ و جل مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (محمد اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور جو ان کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل) ● اور فرماتا ہے جل و علا وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً (لازم کہ کفار تم میں سختی پائیں)

خبیث و طیّب:۔ اللہ عزّ و جل نے صاف ارشاد فرما دیا تھا کہ یہ گھیل میل جو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یوں نہ رہنے دے گا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کر دے گا۔ قال اللہ تعالیٰ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ؕ

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے ✽ ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل ✽ یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

صُلحِ کُلّی سے خطاب

باادب بانصیب ہیں بے ادب بے نصیب
فطرت کا ہے تقاضا اس بات کو نہ بھول

جنتی ہیں اہلِ نار سے ممتاز ہر طرح
"لایستوی" قرآن میں لکھا ہے یہ اصول

مومن ہیں مخلص طیب و ستھرے نکھرے
منافق ہیں جھوٹے گندے نہ کر گندگی قبول

سُنّی ہے تو، تو ان سے نہ کوئی میل جول رکھ
گستاخ ہیں اصحاب کے یا شاتمِ رسولؐ

ممکن نہیں یہ دل سے ہوں حامی تیرے کبھی
آ باز اس خیال سے یہ خیال ہے فضول

باطل کے پیروکار کا جب بھی چلا ہے بس
مسلے ہیں اس نے پاؤں تلے اہلِ حق کے پھول

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانِ حق و باطل نہ کر قبول

تو پیروکارِ حق ہے، حق مسلکِ رضا
ناممکن اس سے ہٹ کے نجات کا حصول

ہے قادری فقیر کا طاہر کو مشورہ
مسلکِ رضا میں رہ نہ کر غیر میں شمول

(نتیجۂ فکر۔ فقیر قادری محمد حفیظ نیازی)

(ؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

طرف جعلی قادری کے تم نہ جاؤ سُنیو
غوث اعظم ہیں بلاتے آؤ آؤ سُنیو
بات آقا کی نہ مانے عشق کا دعویٰ کرے
ایسے دعویدار جھوٹے کو بھگاؤ سُنیو

اے طاہر القادری

(محمد بجل بلالی سرائی گوٹھ)

جوڑ غیروں سے نہ ناتا اے طاہر القادری
قادریوں کو نہ شرما اے طاہر القادری

غوث اعظم کو بھلا یہ کیسے تو دکھلائے گا
بے وفاؤں کا سا چہرہ اے طاہر القادری

فرمودۂ غوث کو تو نے پشت پیچھے ڈال کر
غلط تو نے دے دیا "فتویٰ" اے طاہر القادری

ایک اعدائے صحابہ۔ دوم گستاخِ رسولؐ
تو نے سب کو ہے سینے لگایا اے طاہر القادری

من میں تیرے کچھ اور ہے اور اسٹیج پہ کچھ اور ہے
دے رہا ہے خود کو دھوکا اے طاہر القادری

جب سے رضائے مصطفےٰ منظر پہ لایا ہے تجھے
ہر بندہ ہے تجھ کو سمجھ گیا اے طاہر القادری

انشاء اللہ تیرے دھوکہ میں نہ آئیں گے سُنّی
چل پتہ تیرا ہے اب گیا اے طاہر القادری

جو کہوں گا وہ چلے گا تم نے سمجھا ہے غلط
میرے علماء بیٹھے ہیں زندہ اے طاہر القادری

اب بھی کافی وقت ہے ہیں باب توبہ کے کھلے
پڑھ لے تو استغفر اللہ اے طاہر القادری

یا قادری کی لسٹ سے اب نام اپنا کاٹ دے
قادری بن کے نہ دے دھوکہ اے طاہر القادری

دو رنگی پالیسی چلنے والوں کو کیا تو بتا؟
خواب میں آئیں گے آقا اے طاہر القادری

یہ بلالی "تم" نہ کہتا "آپ" کر کے بولتا
گر تیرا من صاف ہوتا اے طاہر القادری

(از مولانا محکم دین فیصل آبادی)

ہمنوا صادق و سرور کا ہے محکم دین

طاہر القادری کی کہانی - اُسکی زبانِ حال کی زبانی • یعنی احساسات طاہر القادری اشعار کے لباس میں

علم کا رعب جمایا تو برا مان گئے
مجتہد خود کو بتایا تو برا مان گئے

ہے بجا "نابغۂ عصر" جو کہتے ہیں مجھے
عبقری رنگ دکھایا تو برا مان گئے

قادریت کے لبادے میں حسین لگتا تھا
روپ جب اصل دکھایا تو برا مان گئے

قادری ہوں، مرا مسلک ہے مگر مودودی
نکل کر جب سامنے آیا تو برا مان گئے

جام "منہاج" میں ڈالی تھی شراب اچھرہ
جب نشہ اس نے دکھایا تو برا مان گئے

میں فقیہان زمانہ کو سمجھتا ہوں حریف
اجتہاد اپنا دکھایا تو برا مان گئے

مجھ کو تسلیم ہے مسلک مرا آزاد روی
دوست "مرتد" کو بنایا تو برا مان گئے

ملت و ملک کو فرقوں سے بچانے کیلئے
اک نیا فرقہ بنایا تو برا مان گئے

حکم الہام میں ہوتا ہے جو کرتا ہوں وہی
خواب جب کوئی سنایا تو برا مان گئے

نام پر دیں کے سیاست کی دکاں چمکائی
دام تزویر بچھایا تو برا مان گئے

مرا وعدہ تھا سیاست میں نہیں آؤں گا
جب نہ وعدہ یہ نبھایا تو برا مان گئے

اب یہ وعدہ ہے حکومت میں نہ لونگا عہدہ
حلف قرآں پہ اٹھایا تو برا مان گئے

جن بزرگوں کی عقیدت کا میں دم بھرتا تھا
ہاتھ اب ان سے چھڑایا تو برا مان گئے

جن کے کندھوں پہ کھڑا ہو کے ہوا تھا اونچا
اب انہیں نیچا دکھایا تو برا مان گئے

ہم نوا صادق و سرور کا ہے محکم دین بھی
راز یہ ان کو بتایا تو برا مان گئے

بزرگوں کی اہانت کر رہے ہیں

(از قلم مولانا محمد صابر نسیم بستوی)

عجب ہے بے نیاز دین و ملت
مسلماں کی قیادت کر رہے ہیں

ستم ہے جس کے ٹکڑوں پر پلے ہیں
اسی در سے بغاوت کر رہے ہیں

سلیقہ بھی نہیں جن کو زباں کا
وہ دعوائے صحافت کر رہے ہیں

نمک خواران سلطانِ دو عالم
شیاطیں کی ضیافت کر رہے ہیں

سراپائے جہالت بھی شب و روز
عیاں زور خطابت کر رہے ہیں

ہے جن کی متحد ہونے کی کوشش
الگ اپنی جماعت کر رہے ہیں

نسیم یہ مدعی دین و ایماں
بزرگوں کی اہانت کر رہے ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

احقاقِ حق و ابطالِ باطل کی سرگزشت

خدا تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء دنیا کے تمام فتنوں اور آخرت کے عذابوں سے محفوظ رکھے یوں تو ہر فتنہ ہی خطرناک ہوتا ہے اور فتنہ کا نام ہی خطرہ کی نشاندہی کرتا ہے لیکن "فرقۂ طاہریہ" کی طرح بعض فتنے اپنی دورنگی و دوغلہ پالیسی کے باعث کچھ زیادہ ہی پیچیدہ و خطرناک ہوتے ہیں جنہیں پہچاننا اور ان سے بچنا بچانا عام فتنوں کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ "فرقۂ طاہریہ" کے سربراہ پروفیسر طاہر القادری نے محض ہوسِ شہرت کی بنا پر "لیڈر بننے" کی خاطر جب اپنے پر پرزے نکالنے اور دین میں فتنہ انگیزی و سنیوں میں تفرقہ اندازی کا سلسلہ شروع کیا، تو **اولاً** انہیں ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ میں ایک ہلکے پھلکے مضمون کے ذریعے مختلف امور میں اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی۔ **ثانیاً** انہیں ایک مدلل دستی مکتوب کے ذریعے اجماعِ امت کی پیروی کرنے اور اکابر اہلسنت کے دامن سے وابستہ رہنے کے متعلق عرض کیا گیا۔ **ثالثاً** عورت کی نصف دیت کے مسئلہ پر جب طاہر القادری کی تردید میں حضرت علامہ احمد سعید صاحب کاظمی مرحوم۔ حضرت علامہ عطا محمد صاحب بندیالوی اور علامہ محمد عبداللہ صاحب قصوری کی تصانیف منظرِ عام پر آگئیں۔ تو فقیر خود پروفیسر صاحب سے ملاقات کی ——— اور کہا کہ اب جب کہ ایسے جید و نامور علماء کی تصانیف آپ کے موقف کے رد میں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کو اپنے موقف (عورت کی مرد کے برابر دیت) پر نظرِ ثانی کر لینی چاہیے۔ مگر انہوں نے اس مخلصانہ درخواست پر عمل کرنے سے بھی صاف انکار کر دیا اور اپنے گمراہ کن انفرادی و شخصی موقف پر اصرار کیا۔ **رابعاً** پندرہ روزہ رسالہ "دید شنید" لاہور کے انٹرویو میں مسلک اہلسنت کے خلاف دیگر باتوں کے علاوہ جب پروفیسر صاحب نے یہاں تک کہہ دیا کہ "شیعہ وہابی علماء کے پیچھے میں نماز صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہوں" تو اس کے بعد ازرہِ دینی خیرخواہی پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا۔ اور بھولے بھالے سنیوں کو پروفیسر صاحب کی سازش سے خبردار کرنا ضروری ہو گیا۔ چنانچہ رسالہ "رضائے مصطفیٰ" میں باقاعدہ طور پر پروفیسری سازش کو بے نقاب کیا گیا۔ اور ساتھ ہی پروفیسر صاحب کو دعوت دی گئی کہ "اگر وہ اپنی صفائی میں کچھ لکھنا چاہیں تو "رضائے مصطفیٰ" کے صفحات حاضر ہیں۔" مگر "رضائے مصطفیٰ" کے نعرۂ حق اور مبنی برحقائق لاجواب مضامین کے مقابلہ میں پروفیسر صاحب کی یہ حالت ہو گئی کہ "چناں خفتہ اند گوئی کہ مردہ اند" یا "نہ زمین جنبد نہ جنبد گل محمد"

خامساً نہایت پرخطر اور پیچیدہ و گہری سازش سے برادرانِ اہلسنت کو مزید خبردار کرنے کیلئے "رضائے مصطفیٰ" میں شائع شدہ ضروری مضامین اور بعض دیگر اہم مضامین پر مشتمل مستقل طور پر ۱۶۰ صفحات کی کتاب "خطرہ کی گھنٹی"

شہرت و رہزنی - تفصیل صدائے دل میں ہے

شائع کی گئی۔ جو "رضائے مصطفےٰ" کے مضامین کی طرح ماشاء اللہ آج تک لاجواب ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ بہت مقبول و مفید ثابت ہوئی ہے۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ میں کتاب "خطرہ کی گھنٹی" کا اعلان ہوا تو بفضلہٖ تعالیٰ ڈیڑھ دو ماہ میں پہلا ایڈیشن ختم اور دوسرا ایڈیشن تیار ہوگیا۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ نہ کوئی شخص کتاب پر حرف گیری کرسکا اور نہ کوئی دلائل و حوالہ جات کی تغلیط و تکذیب کرسکا۔ برعکس اس کے جس بھی تحقیق و انصاف پسند شخص نے کتاب کو دیکھا اور پڑھا وہ اس سے متاثر ہوا۔ کلمۂ خیر کہا اور حوصلہ افزائی و دعائے خیر فرمائی اس سلسلہ میں کراچی کے احباب اہلسنت نے بالخصوص دلچسپی لی اور کثیر تعداد میں کتاب منگوا کر تقسیم کی اور پھر ادارہ سے اجازت لے کر خود چھپوا کر مفت شاعت کی۔ اس سلسلہ میں تحدیث نعمت کے طور پر بروقت کلمۂ حق کی پذیرائی کے متعلق بعض علماء و احباب کے تأثرات پیش خدمت ہیں۔

"خطرہ کی گھنٹی" نے مسلکِ اعلیٰحضرت کی لاج رکھ لی

فیصل آباد: "سلام مسنون! آپ کی کوششیں مشکور ہیں۔ "خطرہ کی گھنٹی" کو جس نے پڑھا تعریف کی اور بروقت اقدام فرمانے کو سراہا۔ اللہ کرے زور بیان اور زیادہ" (مولانا) محمد احسان الحق غفرلہٗ

کراچی: "الحمد للہ "رضائے مصطفےٰ" اپنی صحیح منزل پر گامزن ہے کتاب "خطرہ کی گھنٹی" ماشاء اللہ بہت عمدہ ہے۔ حق قبول کرنے کے لئے اور کیا دلائل چاہئیں۔" (شفیع محمد قادری نوریہ منزل کراچی)

● کتاب "خطرہ کی گھنٹی" کا مطالعہ کیا۔ بہت خوشی ہوئی کہ آپنے اہلسنت کے اس عظیم کام کو سرانجام دیا۔ جو وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ یہ عظیم خدمت ہے جسے جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔" (محمد سلیم دارالعلوم عطاریہ کراچی) ● "یہاں اکثر لوگوں نے "خطرہ کی گھنٹی" دیکھ کر تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کو حق کا پرچم بلند کرنے کی اور بھی توفیق دے۔ اور صلحکلیت ایسے فتنوں کا سدباب کرنے کی توفیق بخشے آمین۔" (محمد عنایت اللہ قادری۔ فضل الرحمٰن قادری کراچی)

حیدر آباد: "گزشتہ ہفتہ "خطرہ کی گھنٹی" کا آرڈر دیا تھا۔ اس میں ۲۵ لکھی تھیں۔ اب فی الفور ۶۰ جلدیں ارسال فرمادیں۔" (مولانا مفتی احمد میاں برکاتی پرنسپل دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد) ● "جناب نے اہلسنت جماعت کی جس بے باکی سے اشاعت و ترویج کا بیڑا اٹھایا ہے۔ وہ قابلِ تعریف ہے آپ کی ہی کاوش سے لوگ طاہر القادری کا اصل روپ سمجھ سکے۔ اس سلسلہ میں آپ کی کتاب "خطرہ کی گھنٹی" ایک اہم دستاویز ہے۔" (مشتاق احمد قادری لطیف آباد حیدر آباد)

چنیوٹ: "کتاب "خطرہ کی گھنٹی" ملی فوراً پڑھ ڈالی۔ ماشاء اللہ دریا کوزے میں بند کردیا ہے اور اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے مشن کی لاج رکھ لی ہے۔ الحمد للہ جب بھی مسلکِ حق پر گرد و غبار، غلاف پڑھانے

کی ایسی ناپاک کوشش کی گئی۔ تو "رضائے مصطفٰے" نے میدان عمل میں نکل کر جہاد کیا اور کلمۂ حق بلند کیا۔ یہ مرتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا۔ صلح کلیوں نے حق و باطل کے درمیان اعلیحضرت کی قائم کردہ دیوار میں شگاف ڈالنے کی جو ناکام کوشش کی۔ ماشاء اللہ "رضائے مصطفٰے" نے اس کو ناکام بنا دیا ہے۔ "رضائے مصطفٰے" زندہ باد۔ ابو داؤد محمد صادق زندہ باد۔" (محمد اسمٰعیل راجپوت ناظم انجمن رضائے مصطفٰے بازار گلاں)

سرگودھا: السلام علیکم۔ کتاب مستطاب "خطرہ کی گھنٹی" دستیاب ہوئی۔ ایک مرتبہ نہیں بار بار پڑھنے کے باوجود تشنگی دور نہ ہوئی اور دوران مطالعہ یہ محسوس ہوتا رہا گویا کہ آپ کے شیخ طریقت حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز ہیں۔ رب العزت کا احسان ہے کہ حضرت کی علمی و روحانی سرداری آج بھی قائم ہے اور مولانا ابوداؤد محمد صادق کے روپ میں آج بھی ان کا سکہ رواں دواں ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اپنے مسلک کے دیگر رسائل وجرائد بھی منافقین کا تعاقب اور محاسبہ کرتے۔ (محمد ایوب قادری سرگودھا)

حصہ دوم

بہر حال "خطرہ کی گھنٹی" کی اشاعت و مقبولیت و افادیت کے بعد "فرقہ طاہریہ" کے سربراہ کے کردار و تضاد کے کئی دوسرے نمونے بھی دیکھنے میں آئے۔ اور بالخصوص ۲۵ رمئی ۱۹۸۹ء کو موچی دروازہ لاہور کے جلسہ عام میں "پاکستان عوامی تحریک" کے نام سے سیاسی جماعت کا اعلان کرنے اور اس کا "چیئرمین" بننے کے بعد بعض اور باتوں کا بھی انکشاف ہوا۔ اور اپنوں بیگانوں کے مختلف تبصرے اور تاثرات دیکھنے سننے میں آئے۔ اور آستانہ عالیہ بریلی شریف و دیگر مقامات سے علماء اہلسنّت کے فتاویٰ و بیانات بھی جمع ہو گئے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس پُراسرار اور بجائے خویش ہوشیار شخص کے متعلق مزید معلومات پیش کی جائیں۔ تاکہ اہل حق و انصاف اس شخص کی تہ بہ تہ "شخصیت" کو پہچان سکیں۔ بالخصوص بریلوی اہلسنّت اس سے اور زیادہ باخبر ہو جائیں اس شخص کی محفل میلاد۔ نعت خوانی کی مجالس اور عشق رسالت کے عنوانات سے دھوکہ نہ کھائیں۔ کیونکہ اس شخص

کا دوسرا منہ بدمذہبوں اور گستاخوں کی طرف ہے اور درحقیقت یہ شخص شیعہ، دیابنہ، وہابیہ اور مرزائیہ کا ایجنٹ بن کر ایک طرف ان لوگوں کو اہلسنّت کی نظر میں مقبول و بے ضرر ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور دوسری طرف خالص سُنّیوں بریلویوں کو اپنے جال میں پھنسا کر نیم شیعہ، نیم وہابی، نیم دیوبندی یا کم از کم گول مول صلح کلی بنا کر ان کی غیرت ایمانی و حرارت عشق ختم کرنے کے درپے ہے۔ **لہٰذا اسلامی سُنّی بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے** کہ فرقہ مودودیہ کی طرح "فرقہ طاہریہ" بھی ایک ماڈرن لامذہب فرقہ ہے جس کی ایک مشہور مثال ہے کہ عجب مسلمان اللہ اللہ بابرہمن رام رام۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ مولوی مودودی نے کہا ہے کہ "حنفی، بریلوی، شیعہ، سُنّی یہ اُمتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔" (خطبات مودودی ص۸۲) اور "جس شخص کو آپ اپنے نزدیک گمراہی اور شرک میں مبتلا پاتے ہیں۔ اگر آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ تو اگر نماز قبول ہونے کے قابل ہے۔ بہر حال قبول ہو کر رہتی ہے خواہ امام کی نماز مقبول ہو یا نہ ہو۔" (رسائل

و مسائل مودودی چ امتنٰ۲) جسطرح مودودی نے
حنفی، بریلوی، شیعہ اور سُنی کو جہالت کی پیداوار کہہ کر
اور گمراہ و مشرک تک کے پیچھے نماز جائز قرار دے کر
اپنی "لامذہبی" کا مظاہرہ کیا ہے اس طرح پروفیسر
طاہر القادری نے بھی مودودی کے قدم بقدم بدیں
الفاظ اپنی "لامذہبی" کا اظہار کیا ہے۔ کہ
● "بریلویت، دیوبندیت، اہلحدیثیت شیعیت
ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔"
(کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ ص۱۱) ● "میں شیعہ اور
وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا پسند ہی نہیں کرتا۔
بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔"
(انٹرویو طاہر القادری رسالہ "دید شنید" لاہور ۱۶ تا
۱۹ اپریل ۱۹۸۶ء ملخصاً) **دیکھیے** ● مودودی
طاہر القادری اپنی جہالت و اندھے پن کی بنا پر شیعہ،
سُنی، حنفی، وہابی، دیوبندی، بریلوی سب کو ایک ہی
لڑی میں پرو کر اور سب سے اپنی لاتعلقی ظاہر کر کے
دونوں نے اپنی "لامذہبیت" کا کتنا واضح ثبوت
مہیا کیا ہے ● اور مودودی و طاہر القادری دونوں
نے شیعہ، سُنی، حنفی، وہابی، دیوبندی، بریلوی میں
یعنی خبیث و طیب، حق و باطل، مومن و منافق، عاشق و
گستاخ، ناجی و ناری اور سُنی و غیر سُنی میں فرق و امتیاز
نہ کر کے کس قدر حماقت و ضلالت اور ظلم و ناانصافی کا
ثبوت دیا ہے۔ بہرحال دونوں کی زبان و بیان سے
صریح طور پر واضح ہو گیا کہ یہ دونوں "لامذہب"
اور مذہب حق اہلسنت و سُنی بریلوی مسلک سمیت سب
سے لاتعلق و غیر جانبدار ہیں ● پہلی "امتوں"
(فرقوں جماعتوں) کی غیر مشروط مذمت اور ان کو

ستر د کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مودودی و طاہر القادری
ان کے مد مقابل اور ان سے جداگانہ اپنے اپنے
الگ جدید فرقہ کے بانی ہیں۔ ورنہ پہلوں میں سے
کسی ایک میں شامل یا ان سے وابستہ ہوتے۔

لمحہ فکر۔ چونکہ شروع سے مودودی و پروفیسری
مسلک میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ۲۵ مئی
کو پروفیسر صاحب کی سیاسی قلابازی بھی "مودودیت"
کی طرف ایک اور قدم ہے اور وہ اسطرح کہ جیسے
مودودی صاحب قیام پاکستان سے پہلے سیاست و
جمہوریت کی مذمت کرتے رہے اور پھر پاکستان
میں حالات کچھ سازگار دیکھ کر سیاست سے لے کر
عورت کی صدارت تک سب کچھ جائز کر لیا۔ اس طرح
پروفیسر صاحب بھی پہلے بارہا سیاست سے لاتعلقی
ظاہر کرتے رہے اور پھر جب کچھ زمین ہموار معلوم ہوئی
تو مودودی صاحب کی طرح فوراً سیاسی پلٹا کھا گئے۔
سچ ہے کہ پھر بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

اور سُنیئے جسطرح مودودی نے پہلے تو عورت
کی سیاست وغیرہ کی مخالفت کی۔ اور جب موقع
آیا۔ تو فاطمہ جناح کی صدارت کے علمبردار بن گئے۔ بالکل اسی
طرح پروفیسر صاحب پہلے تو بےنظیر کی سربراہی کے خلاف
تھے۔ مگر جب سربراہ بن گئی۔ تو فرمایا "علماء کو چاہیے کہ اسے تسلیم کریں
مخالفت کیوں کر رہے ہیں۔" (جنگ لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء ملخصاً)

انکار اجماع اسی مذکورہ پس منظر کی بنا پر عورت کی
نصف دیت (خون بہا) پر تمام اہلسنت و جماعت و
احناف کے اجماع کا انکار کر کے ● اور عورت کی دیت مرد
کے برابر قرار دے کر یہاں بھی طاہر القادری نے اپنے
لامذہب اور منکر اجماع ہونے اور اہلسنت احناف سے
خارج ہونے کا برملا مظاہرہ کیا ہے جسکی اخبارات میں کافی تشہیر ہو چکی ہے۔

لاجواب چیلنج اور پُراسرار خاموشی

(طاہر القادری کو اپنے نظریات باطلہ کی تائید میں کسی ذمہ دار سُنّی عالم کی حمایت حاصل نہیں ہوسکی)

بفضلہٖ تعالیٰ کتاب لاجواب "خطرہ کی گھنٹی" میں پروفیسر صاحب کے متعلق علماء اہلسنت کے بعض فتاویٰ نقل کرنے کے بعد بدیں الفاظ چیلنج کیا گیا تھا کہ

"ان حضرات (علماء اہلسنت) نے شخصی طور پر پروفیسر صاحب اور ان کے نظریات فاسدہ کا رد کیا ہے۔ لہٰذا ان کے بالمقابل اگر کسی مولوی و پیر میں پروفیسر صاحب کی ہمنوائی کی ہمت ہے تو وہ بھی اسی طرح صراحتہً مسئلہ دیت میں پروفیسر صاحب کو انکار اجماع اور صلحکلیت میں حق بجانب ثابت کرے ورنہ "مقامات طاہر" وغیرہ میں کسی مولوی و پیر کا • محض یہ کہہ دینا کہ پروفیسر صاحب "چنیں و چناں" ہیں کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ اور ہوسکتا ہے • کہ ایسا کہنا کسی خوش فہمی یا غلط فہمی پر مبنی ہو • الزامات زیر بحث لائے بغیر کوئی بات معتبر نہیں۔ (خطرہ کی گھنٹی ص۲۷)

مگر پروفیسر صاحب آجتک اس چیلنج کو قبول نہیں کر سکے۔ اور کسی ذمہ دار عالم دین کو اپنے نظریات کی حمایت میں سامنے نہیں لا سکے۔ علاوہ ازیں کتاب "خطرہ کی گھنٹی" سمیت تقریباً درجن بھر کتابیں پروفیسر صاحب کے نظریات باطلہ کے رد اور ان کی گمراہی کذب بیانی کے ثبوت میں شائع ہوچکی ہیں۔ مگر پروفیسر صاحب، صاحبِ وسائل اور صاحبِ قلم ہونے کے باوجود کسی ایک کتاب کا بھی جواب نہیں دے سکے۔ جس سے ان کی ہٹ دھرمی ڈھٹائی کے علاوہ صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنی خاموشی کے پردہ میں درحقیقت اپنی گمراہی و کذب بیانی کو تسلیم کر چکے ہیں۔ ورنہ کسی ایک کتاب کا جواب دے کر وہ اپنی صفائی بیان کر سکتے تھے۔ صرف حضرت مفتی تقدس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مختصر خط کا جواب دینے کی پروفیسر صاحب نے کوشش کی۔ مگر الحمدللہ کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم اپنے انتقال سے قبل اس کا مفصل "جواب الجواب" شائع کر کے پروفیسر صاحب کی گمراہی بدمذہبی پر مکمل طور پر مُہر تصدیق ثبت فرما گئے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ

طاہر القادری کے رد میں شائع شدہ فہرست کتب

نمبر شمار	عنوان	از قلم
۱	اسلام میں عورت کی دیت	علامہ احمد سعید کاظمی مرحوم
۲	دیۃ المرأۃ	علامہ عطا محمد بندیالوی
۳	عورت کی دیت	علامہ محمد عبداللہ قصوری
۴	فتنہ طاہری کی حقیقت	مفتی محبوب رضا خان
۵	علمی گرفت پروفیسر	" " " کراچی
۶	الفتنۃ الجدیدہ	مولانا محمد بشیر کراچی
۷	پروفیسر کا علمی و تحقیقی جائزہ حصہ اول صفحات ۲۵۲	مفتی غلام سرور قادری
۸	" حصہ دوم صفحات ۱۹۲	
۹	تہتر فرقے اور طاہر القادری	" " "
۱۰	حاشیہ الفضل الموہبی	" " "
۱۱	جواب الجواب	مفتی تقدس علیخان مرحوم
۱۲	خطرہ کی گھنٹی	ابو داؤد محمد صادق

اتحاد یا افتراق — سچ یا جھوٹ

پروفیسر طاہر القادری نے اپنے مختلف بیانات و کتاب "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟" میں یہ تاثر دیا ہے کہ وہ اتحاد امت کے بہت بڑے حامی ہیں۔ ● اور اسی بنا پر وہ اپنے حلقۂ عقیدت میں داعیٔ اتحاد امت و قاطع فرقہ واریت کہلاتے ہیں۔ مگر حقیقت کیا ہے ● حقیقت یہ ہے کہ پروفیسر صاحب کا دوغلا پن اور دھوکہ و جھوٹ اب کسی باخبر شخص پر مخفی نہیں رہا۔ یہ شخص اپنے کسی دعویٰ میں صادق و مخلص نہیں۔ کیونکہ اول و آخر اس شخص کا مقصد وحید محض اپنی نمائش و نمائش ہے۔ جسے یہ اپنے مختلف نعروں اور دعووں کے پردہ میں حاصل کرنے کیلئے سرگرداں رہتا ہے ● چنانچہ رسالہ "چٹان" لاہور میں مفتی غلام سرور قادری نے ببانگ دُہل کہا ہے۔ کہ "طاہر القادری کو جھوٹ کا بادشاہ کہنا چاہئے۔ جھوٹ چغل خوری اور غیبت میں اس کا کوئی ثانی نہیں" (چٹان لاہور ۲۵ رمئی ۸۹)

● ماہنامہ "ندائے اہلسنت" میں بھی مفتی صاحب موصوف کا بیان ہے۔ کہ "یہ شخص مذہبی طور پر بے دین علمی طور پر جاہل اور سیاسی طور پر بے شعور ہے۔" (ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور جون ۱۹۸۹ء)

رسالہ "قیامت" کا کہنا ہے کہ وہ جھوٹا ہے مکار ہے۔ فریبی ہے۔ احسان فراموش ہے ● اس کے جھوٹے، فریبی اور مکار ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ سیدنا فاروق اعظم کے اسوہ پر عمل پیرا ہونے کا دعویدار ہے (قیامت پنڈی)

اسی جھوٹی ذہنیت کے تحت پروفیسر کا داعیٔ اتحاد امت اور قاطع فرقہ واریت کہلانا بھی جھوٹ ہے اس لئے کہ وہ ● داعیٔ اتحاد امت اور قاطع فرقہ واریت نہیں۔ بلکہ مسئلہ دیت پر چودہ سو سالہ اتحاد امت میں انتشار و فتنہ ڈالنے والا قاطع اجماع امت ہے ● اس گندم نما جو فروش نے اپنے متعلق سُنّی بریلوی ہونے کا غلط تاثر دیکر سواد اعظم اہلسنت میں اتحاد کی بجائے افتراق کا پارٹ ادا کیا ہے اور ● ۲۵ رمئی ۸۹ء کو اپنی سیاسی جماعت کا اعلان کرکے اہلسنت و جماعت وجمعیت علمائے پاکستان کو مزید تفریق و انتشار سے دوچار کرنے کی کھلی سازش کی ہے ● اور اہلسنت وجماعت وجمعیت علمار پاکستان کے حلقوں میں اضطراب کی لہر دوڑا دی ہے

● یہ قاطع اجماع امت "داعیٔ اتحاد امت" کی بجائے خود داعیٔ فرقہ واریت ہے۔ جو فرقہ مودودیہ کی طرح خود اپنے نئے "فرقہ طاہریہ" کا بانی و داعی ہے ● ۱۹۸۴ء میں جب اس شخص نے اجماع امت کے مدمقابل عورت کی پوری دیت کا شوشہ چھوڑا تو تمام مکاتب فکر کے علمار نے اسے جھوٹا قرار دیا۔ اور عورت کی نصف دیت کے مسئلہ پر اتفاق کا اظہار کیا۔ اگر یہ سچا ہوتا تو یہ بھی اس مسئلہ پر اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرتا۔ مگر یہ اپنی ضد پر اڑا رہا ● اسی طرح اب ۱۹۸۹ء میں سب مکاتب فکر نے عورت کی سربراہی کے خلاف متحدہ موقف اختیار کیا تو طاہر القادری نے اسکی مخالفت کی۔ یہ بے

* مفصل مضمون ودحوالہ صفحہ ۸۶ پر ملاحظہ ہو۔

یومِ جمعہ۔ خانۂ خدا میں منبرِ رسول (علیہ السلام) پر جھوٹ

"یادش بخیر ڈاکٹر طاہر القادری ایک مغرور و متکبر" خود پرست اور ہم چوں ما دیگرے نیست کے روپ میں جلوہ گر ہوئے۔ بد قسمتی سے وہ نہ صرف مندرجہ بالا صفات کے حامل ہیں ● بلکہ معاذ اللہ قدم قدم پر جھوٹ بولنا اور انانیت آرائی کرنا بھی ان کی فطرتِ ثانیہ بن چکی ہے ● انہوں نے سیاست کا جس شدت سے انکار فرمایا اس سے ان کا اب وادیٔ سیاست میں داخل ہونا واقعتاً ایک متضاد خیالی کا شاہکار ہے ● ان کے سیاسی جنم کے بعد ہمارے سامنے ان سے متعلق ذاتی اور قومی سطح کی اتنی خوفناک معلومات کا انبار جمع ہے کہ جن کو پڑھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

طاہر صاحب کے قول و فعل میں اس قدر خوفناک بلکہ المناک تضاد کا لاوا ہے کہ جسے دیکھ کر انسان انگشت بدنداں اور حیرت بداماں رہ جاتا ہے اور اسے لازماً یہ کہنا پڑتا ہے کہ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

علوی صاحب۔ ہمیں طاہر صاحب کے سابق نورتنوں میں سے ایک نوجوان مشتاق احمد علوی نے یہ المناک واقعہ سنا کر غرقِ حیرت کر دیا ● کہ جب جنرل ضیاء الحق اپنے دورِ اقتدار میں میاں نواز شریف کے دولت کدہ پر آئے۔ اتفاق سے اس دن جمعہ تھا ● گیارہ بجے سنتالوں کو صحیح طریقے سے لگانے اور ضیاء الحق کے تشریف لانے کے بارے میں خود "منفکرِ اسلام" کے خصوصی حکم پر سنتالوں کی نوک پلک سنواری گئی ● ضیاء الحق کے انتظار میں معمول کو توڑ کر نمازِ جمعہ پون گھنٹہ لیٹ ادا کی گئی اور پروفیسر صاحب نے ضیاء الحق کو اسلامی ریاست کا سربراہ کہہ کر اختتامی دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ ضیاء الحق نے دعا فرمائی ● اس پر پروفیسر صاحب سے تعلق رکھنے والوں نے ضیاء الحق سے دعا کرانے کو ایک حکمران کی خوشامد اور نمازِ جمعہ میں تاخیر کرنے پر تنقید کی۔ چنانچہ آئندہ جمعہ انہوں نے پورے مجمع کو حیرت اور سکتے میں ڈال دیا۔ اور کھلی آنکھوں سب کے سامنے خانہ خدا میں منبرِ رسول پر کھڑے ہو کر یہ صریح جھوٹ بولا۔ کہ انہیں تو ضیاء الحق صاحب کے مسجد میں آنے سے متعلق پروگرام کا علم ہی نہیں تھا۔ ضیاء الحق اچانک آ گئے تھے (معاذ اللہ) اس غلط بیانی پر مشتاق علوی کے بقول سینکڑوں لوگوں کو حیرت ہوئی کہ اس قدر بے باکی سے تو کوئی سیکولر سیاستدان بھی جھوٹ نہیں بولتا۔ چہ جائیکہ دینی فکر کا دعوے دار منفکر بر سرِ منبر یوں کذب بیانی کرے

دوسرا جھوٹ ۔ رائے ونڈ، رحیم آباد علاقہ نواب صاحب کے بعض حضرات پروفیسر صاحب سے جلسۂ میلاد مصطفےٰ کیلئے وقت لینے آئے تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ مگر تھوڑی مدت بعد سیاست کا اعلان کرنے کے بعد محلے محلے جلسے کروا رہے ہیں۔ (ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور جولائی ۱۹۸۹ء)

ع کہ میرے پاس وقت نہیں۔

جھوٹے حلف کی کہانی - مولانا مجددی کی زبانی

ماہنامہ "ندائے اہلسنت" لاہور جولائی ۱۹۸۹ء میں مولانا محمد سعید مجددی گوجرانوالہ کے شائع شدہ ایک بیان میں کہا گیا ہے۔ کہ "● جو باتیں طاہر القادری صاحب سے منسوب ہوتی ہیں۔ جن میں اہلسنت بریلوی عقائد سے متصادم نظریات ہوتے ہیں ● پروفیسر صاحب قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھاتے ہیں کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی ● پروفیسر صاحب نے ہمارے وفد کے علماء سے ملاقات پر حلفیہ بیان دیا۔ کہ وہ فتویٰ "حسام الحرمین" کے ایک ایک حرف سے متفق ہیں۔ اور ان دیوبندی علماء کو کافر سمجھتے ہیں۔ جن کا نام لے کر (توہین رسالت کی بناء پر) اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تکفیر فرمائی ہے۔" حالانکہ طاہر القادری کی یہ باتیں بھی سراسر جھوٹ ہیں۔ بلکہ اس نے قرآن پر ہاتھ رکھکر جھوٹا حلف دے کر اسطرح "حلفیہ جھوٹ" بولا ہے۔ اور علماء کو دھوکہ دیا ہے۔ اور خوفِ خدا سے بے نیاز ہو کر یوں جھوٹ بولنا قسمیں کھانا اور جیسا موقع اور جیسا آدمی دیکھنا "مت ملاحظہ" کے لئے ویسی ہی بات کر جانا، پروفیسر صاحب کا اصل مرض اور پرانا روگ ہے اور یہ ان کی چالبازی اور ان سے ملنے والوں کی سادگی ہے کہ نہ وہ ایسی "پرائیویٹ" گفتگو کی تحریر دیتے ہیں اور نہ ملنے والے ہی تحریر حاصل کرتے ہیں۔ کہ ایسے مواقع پر انہیں ان کے جھوٹ اور جھوٹی قسموں کا احساس دلایا جا سکے۔ پروفیسر صاحب کے جھوٹا ہونے اور انہیں جھوٹا کرنے کے لئے "خطرہ کی گھنٹی" کی دونوں جلدیں کافی ہیں۔ اگر پروفیسر صاحب میں ہمت وصداقت ہے تو وہ ہمارے ناقابل تردید حوالہ جات کا نمبر وار جواب دیں اور "حسام الحرمین" سے اپنے قول وفعل کی مطابقت ثابت کریں اور یا پھر توبہ کر کے سیدھی راہ پر آئیں۔ اور مخلوق خدا کو دھوکہ نہ دیں۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے۔ کہ یہ وار، وار سے پار ہے

مولانا مجددی اور ان کے اراکین وفد بھی ذرا غور فرمائیں کہ ● شیعہ، وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنا اور پسند کرنا اور ان پر مشتمل "سپریم کونسل" بنانا۔ کیا پروفیسری حلف اور "حسام الحرمین" کے ایک ایک حرف سے مطابق ہے یا صریحاً انحراف وانکار۔ **تنبیہ** - مولانا مجددی موصوف کے مذکورہ بیان کے آخر میں ● میرے متعلق جو یہ ذکر آیا ہے کہ "میں پروفیسر صاحب سے گفتگو پر آمادہ نہ ہوا۔" اس میں بات ادھوری رہ گئی ہے۔ اس لئے کہ **اولاً** میرا موقف یہی تھا کہ پروفیسر صاحب سے ملاقات وزبانی "جمع خرچ" کافی نہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ۔ میرا ان کے ساتھ وسیع تحریری سلسلہ جاری ہے۔ اس لئے وہ تحریر کا جواب تحریر سے اور کتاب کا جواب کتاب سے دیں **ثانیاً** علماء واحباب اہلسنت نے جب پروفیسر سے ملاقات کیلئے ازراہ محبت رفاقت مجھے بھی ساتھ لے جانے پر اصرار کیا۔ تو فقیر بھی ان کے اصرار پر ملاقات وگفتگو پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مگر پھر خود ہی پروفیسر صاحب گوجرانوالہ نہ آئے۔ اور بعد میں جب آئے تو انہوں نے ملاقات وگفتگو کیلئے علماء سے رابطہ قائم نہ کیا یہ سے اہل انصاف کے لیے واقعہ کا منظر پیش

طاہر القادری منافقت کے معیار پر

ماہ جون ۸۹ء میں قومی اسمبلی میں غلام مصطفےٰ جتوئی کی زیر صدارت اپوزیشن کا متحدہ محاذ بننے پر "اسلامی جمہوری اتحاد" کے عبدالولی خاں وغیرہ کے ساتھ اتحاد کرنے پر پروفیسر صاحب نے بڑی ناراضگی کے ساتھ فرمایا کہ "خالص لادینی اور مذہبی جماعتوں کا اتحاد • ایک سیاسی قلابازی ہے • جو انتہائی سیاسی تضاد کا مظہر ہے • قوم ایسی سیاسی منافقتوں سے تنگ آچکی ہے • اپنے اصولوں اور نظریات کی قربانی دینا تشویشناک ہی نہیں۔ بلکہ شرمناک بھی ہے۔" (جنگ لاہور ۱۱ جون ۸۹ء)

کتنا اچھا وعظ فرمایا ہے قادری صاحب نے • اور اصول و نظریات پر قائم رہنا اور لادینی نظریات والوں سے اتحاد نہ کرنا کتنا ضروری قرار دیا ہے • مگر افسوس کہ دیگر تضادات کی طرح قادری صاحب کا عمل اپنے اس وعظ کے بھی سراسر خلاف ہے کاش وہ غور فرمائیں کہ

جسطرح اسلامی جمہوری اتحاد کا خان عبدالولی وغیرہ سے اتحاد • ایک سیاسی قلابازی • سیاسی تضاد و منافقت • تشویشناک و شرمناک • اور اصول و نظریات کی قربانی دینے کے مصداق ہے۔

بالکل اسی طرح طاہر القادری کا ایک طرف خود اہلسنت کہلانا بلکہ اپنے بریلوی ہونے کا تاثر دینا اور دوسری طرف شیعہ، وہابیہ، مرزائیہ سے اتحاد و اشتراک کرنا ان ہی کے فتویٰ کے مطابق ان کی اپنی قلابازی - تضاد و منافقت اور شرمناک و تشویشناک امر ہے جو اصول و نظریات اور سُنّی مسلک کی قربانی دینے کے مترادف ہے **بلکہ** طاہر القادری کا یہ تضاد و منافقت مذکورہ سیاسی تضاد و منافقت سے زیادہ بدتر اور غیرت ایمانی و عشق رسالت اور محبت صحابہ کے زیادہ خلاف ہے۔ اس لئے کہ سیاسی لیڈروں اور سیاسی نظریات کی بہ نسبت مذہبی و اعتقادی اصول و نظریات کی اہمیت بہت بڑھ کر ہے • اور عبدالولی خان کے لادینی نظریات و قیام پاکستان سے اختلاف کے باوجود شیعہ، وہابیہ مرزائیہ کی طرح عبدالولی خان سے شان رسالت اور شان صحابہ کے خلاف ایسی گستاخیاں بھی نہیں سنی گئیں جیسا کہ شیعہ، وہابیہ مرزائیہ کی تحریر و تقریر میں پائی جاتی ہیں • لہذا پروفیسر صاحب اپنے وعظ پر خود بھی دیانتداری سے عمل کریں۔ ورنہ وضاحت کریں کہ • بدمذہبوں، گستاخوں سے اتحاد کیوں منافقت نہیں اور شیعہ وہابیہ، مرزائیہ کی بہ نسبت عبدالولی خان کا جرم کیوں زیادہ ہے۔؟ کہ اس سے اتحاد نہیں ہو سکتا۔ مگر پروفیسری مسلک کے تحت ہر بے ادب، گستاخ اور مخالف اہلسنت سے اتحاد و معانقہ ہو سکتا ہے؟ چونکہ پروفیسر صاحب حق سننے حق کہنے اور حق و باطل میں فرق و امتیاز کرنے سے محروم ہو چکے ہیں اسلئے ان سے تو کسی وضاحت و جواب کی توقع نہیں۔ مگر یہ بہرحال واضح ہو گیا کہ وہ خود تضاد و منافقت کی راہ پر چل رہے ہیں۔

طاہر القادری کی کذب بیانی و مرزائیت نوازی

مسلک اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے نام سے دھوکہ دینے اور گستاخان شان رسالت و مخالفین صحابہ۔ دیابنہ، وہابیہ اور شیعہ سے گٹھ جوڑ کرنے کی طاہر القادری پر ایسی پھٹکار پڑی۔ کہ وہ براستہ تجدد و ارتداد "قادیانی" پہنچ گئے اور بدیں الفاظ قادیانیوں سے بغلگیر ہونے کی کوشش کی۔ کہ "ہماری جماعت بلا تفریق مذہب و نسل وہی کردار ادا کرے گی۔ جو قائداعظم کی مسلم لیگ نے انجام دیا تھا۔ ہماری نئی سیاسی جماعت (عوامی تحریک) میں تمام اقلیتوں کو نمائندگی دی جائے گی۔ ہماری پارٹی ترقی پسندانہ اور انقلابی نظریات کی حامل جماعت ہوگی۔

سوال۔ گویا آپ قادیانیوں کو بھی نمائندگی دیں گے؟

طاہر القادری:۔ جی ہاں۔ ہم قادیانیوں کو بھی بطور اقلیت تحفظ اور نمائندگی دیں گے۔ ہم غیر مسلموں کو دوسرے شہریوں کی طرح احترام کریں گے۔ اور ان سے کسی قسم کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔ قادیانی خود کو اقلیت تسلیم کریں یا نہ کریں۔ بہر حال وہ آئین کی رو سے اقلیت ہیں۔ اور ہم ان سے شہریوں کی طرح ہی سلوک کریں گے" (انٹرویو طاہر القادری۔ ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۵ مئی ۸۹ء)

کذب بیانی:۔ مذکورہ انٹرویو میں بغور پڑھیے کہ طاہر القادری نے غیر مشروط طور پر قادیانیوں کے تحفظ اور ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا ہے۔ مگر اس بیان و انٹرویو پر جب چاروں طرف سے لے دے ہوئی۔ اور طاہر القادری کے ہوش ٹھکانے لگے۔ تو پھر صریح کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے مذکورہ غیر مشروط انٹرویو کو بدیں الفاظ مشروط کر دیا کہ "خود کو اقلیت تسلیم کیے بغیر قادیانی اپنے حقوق حاصل نہیں کر سکتے" (نوائے وقت لاہور ۱۳ مئی ۸۹ء)

ادارہ رضائے مصطفیٰ نے "چٹان" و "نوائے وقت" میں شائع شدہ طاہر القادری کے اس تضاد پر جب ادارہ "چٹان" سے وضاحت طلب کی اور اس تضاد پر توجہ دلائی۔ تو مدیر "چٹان" نے بدیں الفاظ طاہر القادری کی کذب بیانی پر مہر تصدیق ثبت کی۔ کہ

"**چٹان**" میں مولانا طاہر القادری کا انٹرویو ان کے اپنے الفاظ ہیں۔ ہم نے ان میں کمی بیشی نہیں کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ طاہر القادری صاحب نے اپنی پارٹی کے اعلان سے دو روز قبل ہلٹن ہوٹل لاہور میں صحافیوں کے اعزاز میں دیئے گئے ایک عشائیے میں تقریباً تمام صحافیوں کی موجودگی میں چٹان والی بات کہی تھی اور بعض صحافیوں کے وضاحت طلب کرنے پر انہوں نے کہا تھا۔ کہ "قادیانی اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کریں یا نہ کریں۔ آئین میں تو انہیں اقلیت قرار دیا گیا ہے لہٰذا ہم ان کا تحفظ کریں گے" (زاہد بلند شہری ایڈیٹر انچارج چٹان لاہور ۱۰ر جون ۸۹) **یہاں بھی** طاہر القادری کی اس دوغلہ پالیسی سے اس کی کذب بیانی ابن الوقتی اور موقع پرستی سے اس شخص کی دیانت و امانت اور عشق رسالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے؟ اللہ اکبر۔ کہاں

• شرعاً واجب القتل باغیان ختم نبوت قادیانی • ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ کی رات لاہور میں طاہر القادری کا ان سے "مباہلہ شو" اور کہاں پھر اسی طاہر القادری کی حکومت پارٹی میں قادیانی مرتدین کی نمائندگی۔ ان سے حسن سلوک اور ان کا تحفظ و احترام۔

طاہر القادری کی اہل سنت سے لاتعلقی اور نجدیوں کی دوستی پیروی

لاتعلقی

"میں حنفیت یا مسلک اہلسنت و جماعت کی بالاتری کے لئے کام نہیں کر رہا" ۔ (انٹرویو ماہنامہ ضیائے حرم) • "جو جماعت میں بنا رہا ہوں وہ محض اہلسنت کی جماعت نہیں ہوگی" (ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء) • "ہمارے اور (مولانا نورانی و) جمعیت علمائے پاکستان کے راستے جدا جدا ہیں ۔ جے یو پی محض ایک مسلکی فرقہ کی نمائندہ ہے جبکہ ہمارا نقطۂ نظر وسیع ہے ہمارے موقف قطعی مختلف ہیں" (حوالہ مذکورہ)

نجدیت نوازی

پروفیسر طاہر القادری کا زعم • تو اپنے مفسر قرآن ہونے کا اور • دعویٰ اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مسلک ہونے کا ہے ۔ مگر حکم قرآن و فرمان رحمان اور مسلک اعلیحضرت و فتاویٰ رضویہ کے بالکل برعکس نجدیوں، دیوبندیوں، وہابیوں سے ان کے اتحاد و گٹھ جوڑ کا یہ عالم ہے کہ وہ برملا کہتے ہیں کہ

نماز

"شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند نہیں کرتا ۔ بلکہ جب بھی موقع ملے ۔ میں ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں" (انٹرویو رسالہ دید شنید لاہور ۴ اپریل ۱۹۸۶ ملخصاً)

امام

"نماز میں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا واجبات نماز میں سے نہیں ۔ اہم چیز قیام ہے میں قیام میں اقتدار کر رہا ہوں ۔ (امام چاہے کوئی بھی ہو) یہ ضروری نہیں کہ امام نے ہاتھ چھوڑ رکھے ہوں ۔ اور مقتدی ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرتا ہے یا ہاتھ چھوڑ کر" (انٹرویو نوائے وقت میگزین ۱۹ دسمبر ۱۹۸۶ء) • ہماری جامع مسجد میں رفع یدین (غیر مقلدین وہابیہ) سے لے کر ارسال یدین تک کرنے والے (ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والے شیعہ) تمام اسلامی مکاتب فکر کے افراد ایک ہی صف میں اکٹھے نظر آتے ہیں ۔ اور ان کے درمیان غیریت و بیگانگی کا فرق ختم ہوتا جا رہا ہے" (انٹرویو قومی ڈائجسٹ مارچ ۱۹۸۵ء) • "یہاں (ہماری مسجد میں شیعہ سے لیکر وہابی تک سب لوگ آتے ہیں ۔ اس لئے آتے ہیں کہ یہاں (سب کیلئے) محبت و اخوت دوستی بھائی چارے کا پیغام دیا جاتا ہے نفرتوں کا پیغام نہیں" (انٹرویو رسالہ دید شنید ۴ اپریل ۱۹۸۶ء) ۔

ظہیر و یزدانی کی پریشانی

قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو اہلسنت و جماعت (فقہ حنفی) کے شدید مخالفین اور دشمن اعلیحضرت (فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) مولوی یزدانی وہابی و احسان الٰہی ظہیر (مصنف کتاب البریلویت) وغیرہ نجدی جب بم کے دھماکہ میں ہلاک و زخمی ہوئے تو طاہر القادری نے "منہاج القرآن" میں باقاعدہ پریس کانفرنس منعقد کر کے ان کے لئے دعائے مغفرت و دعائے صحت کی ۔ (نوائے وقت لاہور ۲۶ مارچ ۸۷ء) (حالانکہ نجدی وہابی اہلسنت و جماعت کو مشرک سمجھتے اور ناقابل مغفرت قرار دیتے ہیں ۔ مگر قادری صاحب کو بہر حال ان کی صحت و مغفرت مطلوب ہے علاوہ ازیں اسی لاہور میں چند سال پہلے مودودیوں کی اہلسنت کے جلوس پہ فائرنگ سے حافظ محمد صدیق مرحوم شہید ہوئے تو قادری صاحب نے کسی پریشانی کا اظہار نہیں کیا ۔

طاہر القادری اندر سے وہابی

(غیر مقلدین کے ترجمان "الاسلام" کی شہادت)

"محترم علامہ طاہر القادری صاحب نے کچھ عرصہ سے وہابیانہ باتوں کا اعادہ شروع کر دیا ہے اور اپنی تقریر و تحریر میں بیشتر حد تک وہابیوں کی نمائندگی شروع کر دی ہے۔ اپنے ادارہ کا نام "منہاج القرآن" رکھ کر اسی نام سے مختلف شہروں میں اس کی شاخیں قائم کرنا شروع کر دی ہیں۔ یہ بھی وہابیوں والا نام ہے کیونکہ بریلوی حضرات کے نام تو رضویہ، غوثیہ، چراغیہ، قادریہ، چشتیہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ کل آپ اپنے ادارہ کے نام کے ساتھ منہاج السنۃ کا بھی اضافہ کر لیں گے۔ پھر آپ نے عالمی نظم کا تصور بھی پیش کرایا ہے۔ آپ اندر سے وہابی تو نہیں ہو گئے آخر کچھ تو ہے جس کی وجہ سے آپ نے دھیرے دھیرے بریلویت سے گلو خلاصی شروع کر دی ہے۔ ان کے برعکس سلسلہ کار کا آغاز کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر کرے بریلویت کے خلاف آپ کے عزائم اچھے دکھائی نہیں دیتے۔" ("الاسلام" لاہور ١٩ دسمبر ١٩٨٨ء)

غیر مقلدین وہابیوں کے ترجمان ہفت روزہ ... "الاسلام" کا مضمون بغور پڑھیں کہ مصداق۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

"الاسلام" نے طاہر القادری کے اندر کے وہابی کو جان پہچان کرا کے ● وہابیوں کی نمائندگی ● اندر سے وہابی ● بریلویت سے گلو خلاصی ● اور بریلویت کے خلاف اس کے عزائم اچھے دکھائی نہ دینے کا۔ طاہر القادری کو کس فراخدلی سے اتنا واضح سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے۔ کاش طاہر القادری اپنے روایتی دوغلے پن کو چھوڑ کر قادری کہلانے کی بجائے اپنے اندر کے وہابی کی طرح باہر سے بھی اپنی وہابیت کو آشکارا کر دیں۔ تاکہ بھولے بھالے سُنی بریلوی غیر مقلدین کی طرح اہلسنت کے خلاف اس کی سازش اور وہابیت کے لئے اس کی جاسوسی کے جال میں پھنسنے سے بچ جائیں۔

یہ تو طرح مصرع ہے "الاسلام" کے سرٹیفکیٹ کی بناء پر۔ ویسے جہاں تک ● ہماری تحقیق اور لٹریچر کا تعلق ہے۔ طاہر القادری صرف وہابی ہی نہیں۔ غیر مقلدین سے بھی بڑھ کر غیر مقلد ہے۔ اس لئے کہ

● وہابی غیر مقلد ہونے کے باوجود عورت کی نصف دیت پر اجماع امت کو تسلیم کرتے ہیں۔ جبکہ "طاہر الوہابی" اس کا منکر ہے ● نیز غیر مقلدین کی وہابیت اندر باہر سے آشکارا ہے جس کے باعث عوام اہلسنت کو انہیں دیکھنے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اور خوش نصیب لوگ کافی حد تک ان سے خبردار اور محفوظ رہتے ہیں ● جبکہ "طاہر الوہابی" خود کو سُنی حنفی ظاہر کر کے اپنی ابن الوقتی و تقیہ بازی اور اپنی قسموں اور کرامتوں کی بناء پر عوام اہلسنت کو دھوکہ بازی سے ورغلا لیتا ہے۔ لہٰذا یہ غیر مقلدین سے بڑھ کر غیر مقلد اور خطرناک ہے۔ خدا تعالیٰ دونوں کے شر سے بچائے۔

آمین

طاہر القادری کی شیعہ نوازی و مخالفین صحابہ سے بھائی چارہ

مخالفین صحابہ و خلفاء اور دشمنان عائشہ و امیر معاویہ (رضی اللہ عنہم) یعنی فرقہ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنے اور ان سے محبت و اخوت و دوستی و بھائی چارہ کے پروفیسری حوالے گذشتہ صفحات پر گذر چکے ہیں۔ دوبارہ ذہن نشین فرما کر مزید شیعہ نوازی ملاحظہ ہو۔

امتیاز ختم "جو جماعت میں بنا رہا ہوں۔ وہ محض اہلسنت کی جماعت نہیں ہو گی بلکہ شیعہ سنی سبھی شامل ہوں گے۔ ہمارے نزدیک شیعہ سنی میں کوئی امتیاز نہیں۔" (چٹان لاہور ۲۵ مئی ۸۹ء)

بھائی بن جاؤ شیعی مرکز "قصر بتول شادمان کالونی لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا "شیعہ۔ سنی دونوں طبقے آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ اگر کوئی چھوٹی بڑی بات ایک دوسرے کو کہہ بھی دیا کرے۔ تو حضرت علی کی غلامی کے حوالے سے دل بڑے کر لیا کرو۔ نہ شیعیت کا کوئی حشر میں سوال ہوگا۔ نہ سنیت کا۔ حضرت علی کی محبت کی خاطر آپس کے اختلافات کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیجیے۔"

شیعہ نوازی (مخالفین صحابہ و خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم) کی مزید خوشنودی کے لئے اسی مذکورہ تقریب میں کہا۔ کہ "سیدنا عمر فاروق فرماتے گئے۔ بیٹے حسین۔ آپ نے ہمیں غلام زادہ قبول کر لیا۔ اور قیامت کو ہماری بخشش کا سامان ہو گیا (حوالہ کوئی نہیں) ● حضور کے تمام صحابہ نے شہادت دی ہے سیدنا فاروق اعظم نے شہادت دی ہے۔ کہ ہم اگر سارے صحابہ بھی اکٹھے ہو جائیں تو علم میں علی کا کوئی ثانی نہیں۔" (حوالہ کوئی نہیں) مطبوعہ پمفلٹ (حب علی)

خمینی کی قصیدہ خوانی شیعہ روافض کے امام خمینی کی یاد میں منعقدہ تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "امام خمینی تاریخ اسلام کے شجاع اور جری مردان حق میں سے ہیں جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے۔ خمینی کی محبت کا تقاضا ہے۔ کہ ہر بچہ خمینی بن جائے اور فرعونیت کے نقوش کو مسمار کر دے جس کو پاش پاش کرنا امام خمینی کا پیغام ہے۔" (نوائے وقت لاہور ۸ جون ۱۹۸۹ء)

طاہر القادری کے مخالفین صحابہ کے لئے اس قصیدہ خوانی کی طرح کیا کسی شیعہ رافضی نے بھی اس طرح خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی قصیدہ خوانی کی ہے؟ آہ قادری صاحب

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

وکالت حکومت۔ ایران میں سنیوں کے حقوق یہاں تک پامال ہیں۔ کہ لاکھوں کی آبادی تہران میں اہل سنت کی ایک بھی مسجد نہیں۔ جس سے باقی ملک کی صورت حال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن اس کے باوجود حکومت ایران کی وکالت کے طور پر وہاں کے مشیر وزیر اعظم کے انٹرویو میں یہ تأثر دیا گیا۔ کہ "انقلاب ایران کے ثمرات سے شیعہ سنی بلاتفریق مستفید ہو رہے ہیں ایران کے اہل سنت کو شیعہ حضرات سے کوئی تکلیف نہیں۔ وہاں شیعہ سنی کوئی مسئلہ ہی نہیں۔" (ماہنامہ منہاج القرآن فروری ۸۹ء)

غیرتمند سنیو کیا تمہیں طاہر القادری کی طرح مخالفین صحابہ کی امامت و بھائی چارہ اور انکی قصیدہ خوانی گوارا ہے۔ ہرگز نہیں۔

طاہر القادری کی قصیدہ خوانی کا ردِّ عمل

"ہزاروں خمینی اکٹھے ہو جائیں تو حضرت علی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی خاکِ پا کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ پروفیسر طاہر القادری کے اس بیان پر کہ "امام خمینی حضرت علی کی طرح جئے اور امام حسین کی طرح رخصت ہو گئے" علماء نے سخت احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حضرت علی اور امام حسین کی توہین ہے۔ اس پر طاہر القادری کو پوری قوم سے معافی مانگنی چاہیے۔ اور اللہ و رسول کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔ ان کے اس بیان کے بعد جمعہ کے اجتماعات میں علماء نے اس پر سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص جلد سے جلد اقتدار حاصل کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ بیان دے رہا ہے جسے امت مسلمہ کا کوئی طبقہ پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

علماء اہلسنت نے کہا کہ ● ہمارا بہت پہلے سے یہ طے شدہ موقف ہے۔ کہ یہ شخص اہلسنت نہیں۔ صرف اہلسنت کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے سُنّی بنا ہوا ہے ● حقیقت میں یہ شخص ابن الوقت ہے ذاتی مفاد کے لئے ضیاء الحق کو امیر المؤمنین۔ میاں نواز شریف کو فرشتہ کہنے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا اور وقت نکل جانے کے بعد انہیں منافق۔ دھوکہ باز اور یزید تک کے الفاظ سے موسوم کرتا ہے ● کبھی قادیانیوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اور کبھی اہل تشیع کو خوش کرنے کے لئے اس طرح کے بیان دینے سے گریز نہیں کرتا جن سے حضرت علی اور حضرت حسین جیسے صحابہ رسول کی توہین کا پہلو نکلتا ہو۔ (رضی اللہ عنہم)

علماء اہلسنت نے کہا کہ ● جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی صحابہ کرام کی محبت ہو وہ کبھی خمینی کو حضرت علی جیسا نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ علماء جانتے ہیں۔ کہ خمینی کا صحابہ کرام کے بارے میں کیا عقیدہ تھا۔ اور وہ ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ علماء نے حیرت کا اظہار کیا کہ ● پروفیسر صاحب اقتدار میں نہ آنے کی قسمیں بھی کھاتے ہیں لیکن اس کے باوجود اقتدار کے حصول کے لئے انہوں نے اپنا عقیدہ و مذہب مسلک سب کچھ داؤ پر لگا دیا ہے" (ماہنامہ ندائے اہلسنت جولائی ۸۹ء)

انتباہ طاہر القادری نے اپنی منافقانہ روش کی بنا پر جس طرح خمینی کے تعزیتی اجلاس میں "اسے جینا علی اور مرنا حسین کی طرح" قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس نے ایک اور موقع پر یہ بڑ ہانکی ہے کہ "ہم نوجوان نسل کو سیدنا علی کی طرح جینا اور امام حسین کی طرح مرنا سکھائیں گے۔" (بحوالہ ہفت روزہ زندگی لاہور ۲۵ مئی ۸۹ء)

حالانکہ حفظ مراتب سے ناآشنا یہ انداز بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ اسلئے کہ علی کا جینا خلفائے ثلاثہ کی معیت اقتدار میں تھا جبکہ

طاہر القادری کے ممدوح خمینی کے لرزہ خیز عقائد و نظریات

خمینی کا جینا ان کی عداوت و مخالفت پر مبنی رہا

● اسی طرح امام حسین کی شہادت عظمیٰ بھوکے پیاسے دشتِ کربلا و نرغۂ اعداء میں ایک انفرادی و نرالی شہادت ہے ● جبکہ خمینی صاحب کی طبعی موت بسترِ مرگ پر اپنے گھر اپنے مداحین و اقربا اور معالجین کے ہجوم میں واقع ہوئی۔ جہاں انہیں ہر قسم کی سہولتیں میسر تھیں۔ الغرض خمینی کی موت و حیات کو سیدنا علی و حسین (رضی اللہ عنہما) کی حیات و شہادت سے کسی لحاظ سے بھی کوئی مناسبت نہیں۔ چہ جائیکہ ہر طرح کی سہولتوں اور آسائشوں میں پر تکلف زندگی گزارنے والا طاہر القادری "نوجوان نسل کو سیدنا علی کی طرح جینا اور امام حسین کی طرح مرنا سکھائے" ● بہر حال مخالفین صحابہ و منکرین خلفاء ثلاثہ کے امام خمینی کی ایسی مبالغہ آمیز قصیدہ خوانی کر کے طاہر القادری نے حیات علی و شہادت حسین اور حضرات صحابہ و خلفاء ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) سب کی ناقدری و تنقیصِ شان اور سب سے بے وفائی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس کا امام عالی مقام (رضی اللہ عنہ) کی شہادت عظمیٰ کو "مرنا" کے لفظ سے تعبیر کرنا بجائے خود اس کی مردہ دلی و بے ضمیری کا ثبوت ہے۔ موقع کی مناسبت سے طاہر القادری کے

ممدوح خمینی کے عقائد کا ایک مختصر نمونہ پیش خدمت ہے۔ تاکہ قارئین کی معلومات میں اضافہ کے علاوہ اس گندم نما جو فروش، نام نہاد سنی طاہر القادری کی چھپی ہوئی شیعیت و شیعہ نوازی اور دو رخی کا مزید پتہ چل جائے۔ اور جو اب بھی نہ سمجھے تو پھر اُس سے خدا سمجھے۔ سنیئے خمینی کا عقیدہ تھا کہ

شانِ نبوت پر حملہ۔ "جو نبی بھی آئے۔ وہ اسلام کے نفاذ کے لئے آئے … لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ محمد رسول اللہ بھی اپنے زمانے میں کامیاب نہ ہوئے" (کتاب اتحاد و یکجہتی ص۱۵ خانہ فرہنگ ایران)

تنقیصِ شانِ نبوت و شانِ صحابہ "روح اللہ خمینی نے واضح کیا۔ کہ شوقِ شہادت میں ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں۔ ان کی کوئی مثال نہیں جتنی کہ حضور کے لئے صحابہ نے بھی ایسی قربانی پیش نہیں کی۔ کیونکہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جب حضور اپنے رفقاء کو بلاتے تو حیلے بہانے کرتے تھے جبکہ میری افواج اشارۂ ابرو پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے" (خطبہ جمعہ قم۔ بحوالہ جنگ کراچی ۲۰ر نومبر ۱۹۸۲ء)

حضرت ابوبکر خلافِ قرآن؟ "ابوبکر نے خلیفہ ہونے کے بعد صریح قرآنی حکم کے خلاف حضرت فاطمہ کو ترکے سے محروم کر دیا۔ اور رسولِ خدا کی طرف حدیث گھڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کی"۔ (کشف الاسرار خمینی ص۱۱۵)

تبرا بر عمر (رضی اللہ عنہ) ● "عمر نے رسول خدا کے آخری وقت آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی۔ کہ آپ اسی صدمہ کو لے کر دنیا سے رخصت ہوئے"۔ (کشف الاسرار خمینی ص[illegible])

● نیز حضرت کے بارے میں لکھا ہے کہ "وہ کافر اور زندیق تھے"۔ (کشف الاسرار ص۶۳)

انکارِ خلافت "ابوبکر، عمر، عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نہ تھے۔ بلکہ انہوں نے احکام الٰہیہ بدل دیئے۔ حرام کو حلال کر دیا۔ اولادِ رسول پر ظلم کیا۔ اور

قوانینِ ربّی و احکامِ دینی میں جہالت کی" (کشف الاسرار صفحہ ۱۱۰)

عثمان و معاویہ "ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جو عدالت و دینداری کی ایک ایسی عالیشان عمارت تیار کرائے اور پھر اس کی بربادی کی کوشش کرے اور معاویہ و عثمان جیسے بدقماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کر دے"۔ (کشف الاسرار خمینی صفحہ ۱۰۷)

دو بُت "میں خمینی جب فاتح بن کر مکہ مدینہ میں داخل ہوں گا۔ تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہوگا۔ کہ حضور کے روضہ میں پڑے دو بتوں (ابوبکر و عمر) کو نکال باہر کر دوں"۔ (پمفلٹ بہ خطاب بہ نوجوانان) بحوالہ کتاب "کیا شیعہ مسلمان ہیں"؟) معاذ اللہ۔ استغفراللہ۔ اور جیسے

● "ہمارے مذہب کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے کہ ہمارے امام اس مقام و مرتبہ کے مالک ہیں جس تک کوئی فرشتہ مقرب اور نبی مرسل نہیں پہنچ سکتا"۔ (الحکومۃ الاسلامیہ (خمینی) صفحہ ۵۲)

● "معاویہ چالیس سال تک قوم کی سرداری کرتا رہا مگر اس دوران اس نے اپنے لئے دنیا کی لعنت اور عذاب آخرت کے سوا کچھ نہیں کمایا"۔ (الجہاد الاکبر صفحہ ۱۹)

● (حضرت) معاویہ لوگوں کو محض اس وجہ سے قتل کیا کرتا تھا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے"۔ (الحکومۃ الاسلامیہ صفحہ ۱) **انتباہ** مذکورہ بعض عقائد صرف خمینی کی زبان و قلم سے بمصداق علہ نقل کفر کفر نباشد نقل کئے گئے ہیں۔ اور خمینی کا باقی سارا شیعہ مذہب اور توحید و رسالت۔ قرآن مجید اور شانِ خلافت و صحابیت کے خلاف سارا گستاخانہ شیعی لٹریچر ابھی اس کے علاوہ ہے۔ جس پر خمینی و شیعہ مذہب کا دارومدار ہے۔ اس کے باوجود بعض جہلاء یہ سمجھتے ہیں کہ شیعیت صرف ماتم و سینہ کوبی کرنے اور کالے کپڑے پہننے کا نام ہے بہرحال

مسلمانو، غیرتمند سُنّیو! سُنو اور دل پر جبر کرکے دوبارہ پڑھو۔ یہ ہیں طاہر القادری کے ممدوح امام خمینی کے شانِ نبوت و خلافت اور مقامِ صحابیت سے بغاوت پر مبنی عقائد و نظریات ● وہی خمینی جس کی طاہر القادری نے قصیدہ خوانی کرتے ہوئے اسے امام و شجاع اور مردانِ حق میں سے شمار کیا ہے۔

● جس کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح قرار دیا ہے

● اور جس کی محبت کے تقاضہ میں ہر بچہ کو خمینی بن جانے کا مشورہ دیا ہے" تاکہ بچہ بچہ خمینی بن کر اس طرح شانِ نبوت کے خلاف زبان درازی اور صحابہ کرام و خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر تبرا بازی کرے۔ **لمحہ فکریہ** اپنی مذکورہ بالا خمینی و شیعی عقائد و لٹریچر کی بنا پر بزرگانِ دین و بالخصوص امام ربانی مجدد الف ثانی نے کتاب "ترد روافض" اور اعلٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما نے کتاب "ردّ الرفضہ" میں بحکم شرعی ایسے عقائد والوں کی تکفیر فرمائی ہے اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے لیکن اس کے باوجود طاہر القادری

● ایک طرف تو ان دونوں بزرگوں کے عقیدتمندوں کے سامنے ان کی عظمت و امامت کا خطبہ پڑھتا ہے اور ● دوسری طرف خمینی کی قصیدہ خوانی کر کے اور یہ کہہ کر "ردّ روافض" و "ردّ الرفضہ" کا ردّ کرتا ہے۔ کہ "ہمارے نزدیک شیعہ سنی میں کوئی امتیاز نہیں"۔ یہ طرزِ عمل صریح منافقت بے دینی اور بددیانتی نہیں تو اسے اور کیا نام دیا جائیگا اگر طاہر القادری حضرات صحابہ و خلفاء ثلاثہ اور ان بزرگوں کا وفادار، نمک خوار، اہل عقیدت و نیازمند ہوتا تو وہ ان سب کو ناراض کرکے ان کے مخالفین و شیعہ اقلیت کی خوشنودی اور بزعم خویش اُنسے ووٹ بٹورنے کیلئے ایسا نہ کرتا

ــــ غمِ دل کی حسرت دل میں رہی اور مجبوراً عراق کے ساتھ جنگ بند کرکے پسپائی اختیار کی۔ اور اسی ناکامی میں دنیا سے چل بسے۔

حکومت کی خوشنودی و مسئلہ سربراہی میں عجیب قلابازی

کوئی باخبر اور اخبار بین شخص اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ پروفیسر طاہر القادری کی شہرت و فروغ میں ● ٹیلیویژن کی "خطابت" اور وزیر اعلیٰ نواز شریف کی معیت و دوستی اور ان کی "اتفاق" مسجد لاہور میں خطابت کا بہت بڑا دخل ہے ۔

● اور چونکہ میاں نواز شریف اور سابق صدر ضیاء الحق کے باہمی تعلقات بہت گہرے تھے ۔ اس لئے پروفیسر صاحب کے تعلقات بھی ان دونوں سے خوشگوار رہے ● اور ضیاء الحق کے دور حکومت میں پروفیسر صاحب نے ڈنکے کی چوٹ عورت کی سربراہی کو ناجائز و ناممکن قرار دیا ● اور بالخصوص بے نظیر کے نام سے عورت کی وزارت و سربراہی سے شدید اختلاف کیا ● مگر ادھر اگست ۸۸ء میں ضیاء الحق کی حادثاتی موت واقع ہوئی اور نومبر ۸۸ء کے انتخابات کے نتیجہ میں بے نظیر برسر اقتدار آگئی، اور ادھر نام نہاد مفسر قرآن و مفکر اسلام کا فتویٰ تبدیل ہونا شروع ہو گیا ● ور فتویٰ کی تبدیلی کے ساتھ ہی "مفکر اسلام" نے میاں نواز شریف کی مسجد اتفاق کی خطابت کو بھی خیر باد کہہ دیا ۔ اور پھر ضیاء الحق اور میاں نواز شریف اور ان کے اسلامی جمہوری اتحاد کو نشانہ کی نوک پر رکھ لیا ۔ اور ایسا انداز اختیار کیا جس سے خاتون وزیر اعظم اور برسر اقتدار حکومت کی خوشنودی حاصل ہو ۔ اور بات کسی نہ کسی طرح حکومت کے حق میں جائے ۔

ضیاء دور کا فتویٰ

چنانچہ ضیاء الحق کے دور میں جب "مفکر اسلام" کا بلا استثناء یہ فیصلہ کن فتویٰ تھا کہ

سوال ۔ کیا کسی عورت کو قائد (سربراہ) بنایا جانا ممکن ہے؟

جواب ۔ یہ از روئے شریعت جائز نہیں ۔

سوال ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مس بے نظیر بھٹو کے وزیر اعظم بننے کے مخالف ہیں ۔

جواب ۔ خالی بے نظیر ہی نہیں ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی رو سے کوئی عورت بھی سربراہ (مملکت) نہیں ہو سکتی ۔ اسلام نے (مرد و زن کے درمیان) تقسیم کے ذریعے توازن قائم کیا ہے ۔

سوال ۔ مولانا مودودی نے محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کیوں کی تھی ۔

جواب ۔ انہوں نے غلط حمایت کی تھی ۔

سوال ۔ آپ عورت کے سیاسی قائد ہونے پر بھی معترض ہیں ۔

جواب ۔ ایک عورت عورتوں کی قیادت کر سکتی ہے مگر سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی

سوال ۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے باقاعدہ ایک لشکر کی قیادت کی تھی ۔

جواب ۔ وہ اور نوعیت تھی ۔ یہ نقطہ نظر "جنرلائز" نہیں ہوتا ۔ انہوں نے کسی تحریک کی قیادت نہیں کی ۔ وہ ام المومنین ہیں ۔ پوری امت کی قیادت چاہیں تو کر سکتی ہیں ۔ ان کی حیثیت ایک والدہ کی ہے ۔

(بہرحال) انہوں نے سیاسی قیادت نہیں کی۔

سوال۔ فرض کریں کہ مس بے نظیر پاکستان کی وزیراعظم بن جائیں۔ اس صورت میں آپ ان کی مخالفت کس طرح کریں گے۔

جواب۔ یہ وقت طے کریگا۔ میں شرعًا عورت کے سربراہ ہونے کے غلط اقدام پر مخالفت ضرور کروں گا۔ (روزنامہ "جنگ" میگزین ۲۴ر فروری ۸۸ء ملخصًا)

دُوسرا انٹرویو

• "کیا عورت کی سربراہی کسی صورت قابل قبول ہو سکتی ہے؟"

جواب۔ حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی تباہی کے بارے فرمایا جس نے اپنے امور اور اپنی ولایت امارت عورت کے سپرد کی۔ کہ

• "وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے معاملات (سربراہی) عورت کو سونپ دیئے۔"

• اب انہیں استثناء کی کوئی صورت نہیں رہی

• ایسی بات میری سمجھ میں تو نہیں آسکتی کہ ملک کے سارے مرد بالکل نااہل ہو گئے ہوں۔ اور سربراہی ناگزیر ہو عورت کے لئے • حضرت عائشہ صدیقہ کے ہوتے تیس سال تک خلافتیں بنتی رہیں۔ لیکن وہ خلیفہ نہ ہوئیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرام کو تمام یقین تھا اس بات پر۔ حالانکہ وہ اماں تھیں اور سب بیٹے اور ان سے زیادہ برگزیدہ خاتون تو دنیا میں کوئی نہیں تھی۔ (کتابچہ عہد حاضر کے جدید مسائل پر اہم انٹرویو)

یہ تھا ضیاء الحق اور نواز شریف دور کا لفظی و کاغذی فتویٰ۔ جب کہ بے نظیر سیاسی طور پر حکومت کی معتوب تھیں۔ دونوں تفصیلی انٹرویوز کے سوال وجواب دیکھ لیں۔ بقول پروفیسر • اس میں بے نظیر یا کسی عورت۔ حتیٰ کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حکومت وخلافت اور سربراہی کے جواز کی بھی کوئی گنجائش نہیں • کوئی امکان نہیں۔ کوئی استثناء نہیں • اس پر حدیث پاک کی نص صریح بیان کی ہے • اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اجماع کی دلیل دی ہے • اور مودودی صاحب کی مس فاطمہ جناح کی حمایت کی بھی تغلیط کی ہے۔

"بے نظیر" دور۔ مگر جب سُوءِ اتفاق سے ایک خاتون سربراہ و وزیراعظم بن گئیں۔ اور بے نظیر کا دور آیا۔ تو پھر اپنی روایتی ابن الوقتی۔ تقیہ بازی۔ دوغلہ پالیسی بدعہدی اور حکومت کی خوشنودی کے تحت پروفیسر صاحب کا لب ولہجہ بدل گیا۔ اور اپنے عہد کے مطابق عل اور خاتون وزیر کی شرعی مخالفت کرنے کی بجائے الٹا اس سے اختلاف کرنے والوں کو ڈانٹنا اور رگیدنا شروع کر دیا۔ ریکارڈ کی درستی کے لئے حوالہ جات محفوظ رکھیں

فرمایا • "وہ عورت کے سربراہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے کسی قسم کا تبصرہ نہیں کریں گے • کیونکہ اس معاملہ کا مذہب سے زیادہ تعلق سیاست سے ہے۔" (اخبار جنگ لاہور ۱۴ر دسمبر ۸۹ء) • فرمایا۔ "مذہبی جماعتوں کے قائدین نے عوام کو اب عورت کی حکمرانی جیسے مسئلہ پر لگا دیا ہے۔ یہ وقت (ان) مسائل میں الجھنے کا نہیں۔ اسلام میں عورت اور مرد کے حقوق میں توازن (برابری) ہے۔" (جنگ لاہور ۱۹ر دسمبر ۸۹ء) • کھاریاں کی مجلس سوال وجواب میں جب عورت کی سربراہی کا جواب گول کر گئے تو پیپلز پارٹی والوں نے خوش ہو کر کہا۔ کہ "مولانا تو اپنے ہی آدمی ہیں"۔ (نوائے وقت ۲۹ر دسمبر ۸۹ء) • فرمایا۔ علماء عورت کی سربراہی کی مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ چاہیے کہ اسے تسلیم کریں۔ (رسالہ چٹان لاہور ۲۵ر مئی ۹۰ء)

* اسی لئے ٹی وی پر طاہر القادری کو مسلسل اہمیت دی جاتی ہے۔

مسلکِ اعلیٰحضرت کے خلاف ناپاک رات میں مخلوط پروگرام

(غیرتِ ایمانی سے سرشار باخبر دردمند سُنّیو، صلح کلیت کے جال میں پھنسنے سے بچ جاؤ)

تصویر کا پہلا رخ:- فرقہ طاہریہ صلح کلیہ کے بانی نے گذشتہ سال • اپنے رسالہ "منہاج القرآن" کا "اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نمبر" شائع کر کے بھولے بھالے سُنّیوں کو یہ تاثر دیا کہ گویا طاہر القادری بھی اعلیٰحضرت کا بڑا نیاز مند پیروکار اور سکہ بند سُنّی بریلوی ہے۔

• علاوہ ازیں اس نے علماء حیدر آباد کے سامنے یہ بیان دیا کہ "اعلیٰحضرت کے جو عقائد و نظریات ہیں۔ وہی بعینہٖ میرے ہیں، میرے اور ان کے نظریاتی عقائد میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی فرق نہیں، اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام فتووں پر میرا مکمل یقین اور ایمان ہے۔ جو فتویٰ بھی انہوں نے دیا ہے۔ وہ بالکل درست اور صحیح ہے (رسالہ "وید شفید" لاہور ۱۰ نومبر ۱۹۸۰ء) • طاہر القادری نے مزید کہا کہ "اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے خوانِ علمی کا میں ادنیٰ سا خوشہ چیں ہوں، اعلیٰحضرت نے پوری مومنانہ بصیرت اور مجتہدانہ فراست سے مقام رسالت کے تحفظ کے لئے جدوجہد کی" (کتاب اہم انٹرویو ص ۱۴-۱۵)

حالانکہ:- یہ ساری باتیں اہل سُنّت کے ساتھ دھوکہ بازی سراسر جھوٹ اور منافقانہ صلح کلی روش پر مبنی ہیں۔ اس لئے گستاخانِ شانِ رسالت کے خلاف اعلیٰحضرت کی کتاب "حسام الحرمین" اور گستاخانِ شانِ صحابہ کے خلاف کتاب "ردّ الرفضہ" کے ایمان افروز، باطل سوز فتاویٰ مبارکہ کسی اپنے بیگانے پر مخفی نہیں۔ جبکہ طاہر القادری نے مذہب اہل سُنّت اور مسلکِ اعلیٰحضرت کے خلاف سازش کے لئے پاک رات میں اس ناپاک منصوبہ کا اعلان کیا ہے۔ کہ

دوسرا رخ:- "ادارہ منہاج القرآن نے اتحاد کا فارمولا تیار کر لیا ہے۔۔ اہلحدیث شیعہ، دیوبندی، بریلوی تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کو دعوت دے دی گئی ہے"۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۱ ستمبر ۱۹۸۰ء)

• ادارہ منہاج القرآن کے زیر اہتمام گیارہ بارہ ربیع الاوّل کی درمیانی رات ختم نبوت کانفرنس لاہور کے پروگرام کیلئے ادارہ کے مرکز میں مولانا عبد المالک (دیوبندی) شیخ الحدیث دار العلوم منصورہ کی زیر صدارت مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام نے شرکت کی۔ پروفیسر طاہر القادری نے کہا۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس رات مختلف مکاتب فکر کے مابین علمی اتحاد کا فارمولا تیار کیا جائے۔ "تاکہ باہمی تضاد و تصادم اور جنگ و جدال کی نوبت ختم ہو اور غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے"۔ (نوائے وقت ۲۲ ستمبر ۱۹۸۰ء)

• ۱۱، ۱۲ ربیع الاوّل کی درمیانی رات تمام مکاتب فکر (شیعہ، سُنّی، وہابی، دیوبندی، بریلوی) کے جید علماء خطاب فرمائیں گے اتحادِ امت کا ایمان افروز مظاہرہ ہوگا۔ (اشتہار منہاج القرآن)

سُنّیو! دو منہ والے شخص کی تصویر کے دونوں رخ سامنے رکھ کر اپنی غیرتِ ایمانی، غیرتِ عشقِ محمدی اور عقل سلیم و بیدار ضمیر کے ساتھ فیصلہ کرو کہ کیا یہ شخص بظاہر سُنّی بریلوی بن کر اور اعلیٰحضرت کی قصیدہ خوانی کر کے در حقیقت مومن و منافق، عاشق و گستاخ، خبیث و طیب اور سُنّی غیر سُنّی کا امتیاز ختم کر کے مذہب اہل سُنّت و مسلکِ اعلیٰحضرت کے خلاف سازش نہیں کر رہا؟

منہاج القرآن الازہر اور دیوبند کی طرح ادارہ بن جائیگا

روزنامہ جنگ لاہور نے ۱۹ جون ۸۹ء کی اشاعت میں پورے صفحہ پر "منہاج القرآن انٹرنیشنل کانفرنس" کا تعارف و پروگرام شائع کیا ہے۔ اور اس کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ ادارہ ملک گیر شہرت حاصل کرے گا۔ اور شاید مصر کے الازہر اور بھارت کے دارالعلوم دیوبند کی طرح عظیم ادارہ بن جائے گا۔"

جنگ :۔ کے کالم نویس و تبصرہ نگار نے اگرچہ بظاہر شہرت کی نسبت سے "منہاج القرآن" کا الازہر اور دیوبند سے رشتہ جوڑا ہے۔ مگر حقیقت و معنویت کے لحاظ سے بھی منہاج القرآن کی ان ہر دو اداروں سے گہری مناسبت و مماثلت ہے۔ اس لئے کہ جس طرح مسلک اہلِ سنّت و اتباع سنّت کی الازہر میں پابندی نہیں بلکہ آزادانہ ماحول ہے۔ اسی طرح منہاج القرآن کا بھی ماحول ہے۔ اور جس طرح

دیوبند :۔ میں گستاخانِ شانِ رسالت کا اعزاز کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ادارہ منہاج القرآن میں بھی اپنے آزادانہ ماحول کے باعث ایسے لوگوں سے کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا اور مومن و منافق اور عاشق و گستاخ میں کوئی فرق ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ جیسا کہ پروفیسر طاہر القادری نے خود لکھا ہے کہ ● "بریلویت دیوبندیت اہلحدیثیت، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔" (فرقہ پرستی کا خاتمہ صلا) ایک دوسری جگہ پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ ● "ہمارے ادارے (منہاج القرآن) میں جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی رکن بن سکتے ہیں۔ اہلحدیث، شیعہ بھی منہاج القرآن کے رکن ہیں۔ ہم امتیاز کی بجائے امت مسلمہ کے اتحاد کی بات کرتے ہیں۔" (انٹرویو جنگ، ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

یہاں تک :۔ کہ پروفیسر صاحب گستاخانِ شانِ رسالت و گستاخانِ صحابہ کو امام بنانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے فرماتے ہیں۔ "شیعہ وہابی کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔" (انٹرویو رسالہ دید شنید ۴ اپریل ۱۹۸۶ء)

تھانوی کا اعتراف :۔ اسی کانفرنس کے متعلق ۲ اپریل کے جنگ میں جو تعارف شائع ہوا۔ اس میں یہ تصریح کی گئی۔ کہ "پروفیسر صاحب وسیع قلب و ذہن رکھتے ہیں مثال کے طور پر وہ مولانا سلیمان ندوی اور مولانا اشرفعلی تھانوی کی بعض تصانیف کے زبردست معترف ہیں۔"

جی ہاں :۔ وہی اشرفعلی تھانوی جس نے کتاب "حفظ الایمان" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کو چوپاؤں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دے کر گستاخی کی اور رسالہ "الامداد" تھانہ بھون صفر ۱۳۳۶ھ میں اپنا کلمہ و درود چھپوا کر علماء عرب و عجم سے کفر کا فتویٰ لگوایا۔ اسی اشرفعلی تھانوی اور اس کے مرید سلیمان ندوی کی تصانیف کے پروفیسر صاحب زبردست معترف ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اسے کیا کہئیے؟

فرقہ طاہریہ صلحکلیہ کے بانی پروفیسر طاہر القادری
اپنے طور پر جو کچھ بھی کہلاتے اور سمجھے جاتے ہوں۔ ان
کی کذب بیانی، دوغلہ پالیسی اور تقیہ بازی بہت ہی
افسوسناک ہے۔ جس کی
کتاب لاجواب "خطرہ کی گھنٹی" میں بھی پوری نشاندہی
کی گئی ہے اور پروفیسر صاحب کا اب تک جواب نہ دے
سکنا اس کی صداقت کی بیّن دلیل ہے۔ **تازہ واقعہ**
باوثوق و مصدقہ ذریعہ کے مطابق پروفیسر صاحب نے
اپنی ایک مجلس میں یہ جھوٹا انکشاف کیا کہ "ابوداؤد
محمد صادق مولانا غلام رسول صاحب شیخ الحدیث
جامعہ رضویہ فیصل آباد کا شاگرد ہے جسے مولانا موصوف
نے جا کر ڈانٹا تھا کہ پروفیسر صاحب کے متعلق تم یہ کیا کر
رہے ہو تمہیں شرم نہیں آتی" چنانچہ ایک دوست نے
اس بات کی جب براہ راست بذریعہ مکتوب شیخ الحدیث
موصوف سے وضاحت چاہی تو انہوں نے حسب ذیل
جواب ارسال فرمایا۔ جو بلفظہ درج ذیل ہے۔

"مولانا محمد صادق صاحب سرپرست "رضائے مصطفےٰ"
گوجرانوالہ۔ نیک سیرت اور نڈر عالم دین ہیں وہ دین حق
اہل سنت کی تبلیغ میں شب و روز مصروف رہتے ہیں۔
یہ ان کا ذوق اور جذبہ قابل ستائش اور بعد تحسین کے
لائق ہے۔ مولانا ابوداؤد مجھ سے تلمذ نہیں البتہ وہ
ہم سے وابستہ ضرور ہیں۔ جو الفاظ آپ نے تحریر کئے
ہیں۔ میں نے یہ الفاظ صرف آپ کے خط میں ہی دیکھے
نہ میں نے مولانا کو بلایا ہے اور نہ ڈانٹا ہے خدا
جانے یہ الفاظ میری طرف کیسے منسوب ہوئے اللہ
تعالیٰ سچ کی توفیق دے۔ والسلام ۲۴-۱۱-۸۸ء
(غلام رسول رضوی خادم الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد)"
حق و صداقت کے قدردان حضرات کیلئے واقعہ ہذا لمحہ فکریہ ہے۔

جھوٹ کا ایک نیا شاہکار

مرکزی ادارہ
منہاج القرآن لاہور کے زیر سایہ اخبار "نوائے وقت"
میں ۳۰ / جولائی ۸۹ء کو لاہور ہی سے یہ خبر لگوائی گئی ہے کہ
"گوجرانوالہ کے دس علماء کرام کے ایک وفد نے اہلسنت کے
دینی راہنما اور جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان کے امیر
مولانا ابوداؤد محمد صادق کی قیادت میں گزشتہ روز پاکستان
عوامی تحریک کے مرکزی دفتر ۳۶۵-ایم ماڈل ٹاؤن میں
چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری سے (فیصل آباد روانگی
سے قبل) ملاقات کی۔ مولانا ابوداؤد محمد صادق نے ایک
بیان میں کہا ہے کہ علماء کرام ملک کی سالمیت اور بقا
کی خاطر اپنے اختلافات ختم کر کے ایک پلیٹ فارم پر
جمع ہو کر طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کریں۔"

حالانکہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ اول تا آخر یہ پوری خبر
من گھڑت ہے اور اس کا ایک ایک لفظ جھوٹ پر مبنی
ہے۔ اس لئے کہ اس تاریخ کو فقیر راقم الحروف ابوداؤد
سرے سے لاہور گیا ہی نہیں (چہ جائیکہ عوامی تحریک کے
دفتر میں جانا ہوتا) اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی دس رکنی
وفد تشکیل پایا۔ اور نہ ہی فقیر نے مذکورہ بالا بیان دیا۔ یہ
انداز بیان فرقہ طاہریہ کذابیہ کے سربراہ کا انداز بیان ہے
اور اس سراسر جھوٹے واقعہ کی یہ خبر لگوانے میں کسی سوچی سمجھی سکیم کے
تحت فرقہ طاہریہ کے کارکنان کا ہی ہاتھ نظر آتا ہے جو کلمہ حق سے
بوکھلا کر ایسے اوچھے اور جھوٹے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
جھوٹوں، شریروں اور صلحکلیوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

نوٹ: اس جھوٹے انکشاف کا کیسٹ بھی موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کا فتویٰ

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس بارے میں کہ ایک شخص محمد طاہر القادری جو عالم، مقرر اور مفسر بھی کہلاتا ہے اور ساتھ ہی متعدد کتب کا مصنف بھی ہے۔ اتحادِ اُمت کا داعی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ● بریلویت، دیوبندیت اور شیعیت وغیرہ تمام فرقے بنیادی عقائد میں متحد اور مسلمان ہیں ● فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے مل جل کر کام کرنا چاہیئے ● یہ ساری باتیں اس کی کتاب بنام ”فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟“ میں تحریر ہیں۔ مذکورہ کتاب بھی حاضرِ خدمت ہے۔ برائے کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ ● آیا یہ شخص سُنّی ہے یا نہیں ● اس کے درس قرآن میں جانا کیسا ● اس کی صحبت میں بیٹھنا اور اس کے ادارے کی رُکنیت اختیار کرنا اور اس کے مدرسے میں داخلہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس کی تصانیف کا مطالعہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا المستفتی۔ فقیر عبدالحمید قادری رضوی

الجواب :۔ اُمت کے دو معنی ہیں (۱) اُمتِ دعوت (۲) اُمتِ اجابت۔ اُمتِ دعوت میں کفار بھی داخل ہیں اور اُمتِ اجابت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام کو سچے دل سے قبول کرنے والے سچے مسلمان ہیں۔ جنہیں اہلِ سُنّت و جماعت کہتے ہیں ● بریلویت کوئی فرقہ نہیں آج کل عرفِ عام میں سُنّیت و حقانیت کو بریلویت کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ چودھویں صدی کے اہلِ سُنّت و جماعت کے بہت بڑے عالم اور مجدد امام احمد رضا فاضل بریلوی نے سُنّیت و حقانیت کی بہت زبردست تائید و حمایت و حفاظت کی ہے اسی لئے سُنّیت کی تعبیر بریلویت سے بھی کی جاتی ہے۔ قرآن عظیم میں لَا تَفَرَّقُوْا کا خطاب سچے مسلمانوں کو ہے یعنی امت اجابت اہل سنت و جماعت کو حکم ہو رہا ہے کہ متفرق و منتشر نہ ہو بلکہ آپس میں متحد اور مل جل کر رہو۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً۔ (امت یعنی امت دعوت) تہتر فرقے ہو جائے گی۔ ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی۔ مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ وہ ناجی فرقہ کون ہے یا رسول اللہ

فرمایا: مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی وہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ۔ ● دوسری روایت میں فرمایا۔ ھُمُ الْجَمَاعَۃُ وہ جماعت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اعظم فرمایا۔ اور فرمایا جو اس سے الگ ہوا۔ جہنم میں الگ ہوا۔ اسی وجہ سے اس ناجی فرقہ کا نام اہلِ سُنّت وجماعت ہوا ● ان بہتر گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہو گئے بہت سے موجود ہیں۔ جیسے وہابیہ و رافضیہ وغیرہما۔

اتحاد:۔ ان سے اتحاد و اتفاق ہرگز ہرگز جائز نہیں ان سے تو قرآن وحدیث میں دُور رہنے کا حکم دیا گیا ہے ● جب حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُمّت میں فرقہ بندی ہوگی تو فرقہ بندی کے ختم کا قائل اِس حدیثِ پاک کا منکر ٹھہرے گا۔

فرقہ پرستی کا خاتمہ:۔ مذکور فی السوال کتاب کا جگہ جگہ سے مطالعہ کیا کتاب میں وہی ہوتا ہے جو صاحبِ کتاب کے دل و دماغ میں ہوتا ہے ● کتاب میں کفر و ایمان سُنّیت وہابیت و رافضیت وغیرہا کی بنیاد کو ایک بنایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کفر و ضلالت ہے ● صاحبِ کتاب (مصنف) ضال مضل گمراہ اور گمراہ کن ہے۔ شریعتِ مطہرہ سے ناواقف صرف لفاظ و قلمکار ہے ● جیسے مودودی تھا ہو سکتا ہے اسی کا ہم خیال ہو۔ یہ اپنے کو قادری لکھ رہا ہے۔ حالانکہ قادری تو وہ ہے جو صحیح العقیدہ سُنّی اور حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سچی عقیدت ومحبت رکھنے والا ہو۔

● ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس گمراہ شخص کی صحبت اِس کی کتاب کے مطالعہ اِس کی تقریر سُننے سے اجتناب کرے ● اور اِس آیت کریمہ کے حکم کے تحت آنے سے بچے کہ فرمایا گیا۔ لَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ (ترجمہ: نہ مائل ہو اُن کی طرف جنہوں نے ظلم کیا کہ جہنم کی آگ تمہیں چھوئے) اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور شیطانی راستے پر نہ چلنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مفتی) محمد اعظم غفرلہ، خادم رضوی دارالافتاء بریلی شریف

نبیرۂ اعلیحضرت جانشین مفتی اعظم علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری بریلی شریف

"... پروفیسر صاحب سے دریافت کرنا چاہیے کہ آپ جو اسلام کے نام پر اجتماعیت کے داعی اور مسلکی اختلافات کے تحت مخالف ہیں اور ایک ہی رسی میں سب کو باندھ کر سب کو فرقہ پرست گردان رہے ہیں۔ آپ سے یہی سوال ہے کہ اسلام کے نام پر (مختلف بنیادی) افکار و خیالات کے حاملین کا باہم اسلام کے نام پر اجتماع و اتحاد کیسے ممکن ہے؟ ● ان کے معتقدات میں کون سے عقائد اسلام ہیں اور کون سے غیر اسلام یا سب اسلام ہیں؟

● اگر ان میں صرف ایک گروہ کے عقائد ہی اسلام ہیں تو باقی فرقوں کا اتحاد اسلام کی بنیاد پر باہم اجتماع اضداد کو مستلزم ہے ● اور سارے مختلف خیالات اسلام ہیں جب بھی اجتماع اضداد لازم جس کا حاصل حق و باطل کفر و اسلام کا اتحاد ہے اور اجتماع ضدین محال ہے ● اسے آپ کیسے ممکن بنائیں گے؟ ● پھر کیا جناب کے نزدیک یہی اسلام ہے جس کی خاطر آپ متحد ہونے کی دعوت دے رہے ہیں؟

جناب نے اہل سنت و جماعت کو (جسے بریلویت سے تعبیر کرتے ہیں) فرقہ پرستوں میں کیوں گن لیا اور یہ لکھ ڈالا کہ "بریلویت دیو بندیت اہلحدیثیت شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے!"

● جناب کی اس عبارت کے تیور یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت (بریلویت) سمیت کوئی مسلک اسلامی نہیں بلکہ اسلام سے بیزار کرنے والا اور وحشت کا موجب ہے ● پھر مسلک اسلامی کیا ہے؟ ● (بقول جناب) جب فرقہ پرستی اس سوچ اور زاویۂ نگاہ کو کہتے ہیں جو ہر دوسرے کو غیر مسلم لادین کافر و مشرک بنانے سے عبارت ہو ● تو پھر آپ نے یہ کہہ کر "اجتماعیت کو چھوڑ کر الگ الگ اکائیوں میں منقسم ہو جانا اور اپنے اپنے تشخصات میں گم ہو جانا تشتت و انتشار کو جنم دینا ہے۔ جو قرآن کی اصطلاح میں کفر کی موت ہے" ● خود جناب نے فرقہ پرستی کیوں اوڑھ لی۔ ایک طرف تو حسب زعم خویش اسلامی فرقوں کو ایک دوسرے کی تکفیر سے منع کیا اور دوسری طرف سنیت (بریلویت) سمیت سب کو فرقہ پرست کہہ کر سب کی تکفیر کر دی۔ آپ کا یہ فعل خود آپ کے اقرار سے دین میں رخنہ اندازی و تفرقہ پروری ہو کر صریحاً کفر کے مترادف ہوا۔ تو یہ آپ کا اقراری کفر ہوا کہ نہیں، ضرور ہوا ● آپ رقمطراز ہیں کہ "خدا اور رسول نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا" الخ کیوں جناب کیا سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ فرمایا کہ "میری امت تہتر فرقہ ہو جائے گی۔ سب جہنمی ہیں سوائے ایک کے اور وہ جماعت وہ ہے جو اُس دین پر قائم ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں" ● پھر بھی یہ کہہ دینا کہ خدا و رسول نے کسی فرقہ اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا سراسر قرآن و حدیث کے ارشادات سے اعراض اور ہر شخص کو ذاتی عقیدے کی چھوٹ دینی ہے ● پروفیسر صاحب اگر "حسام الحرمین" کی تصدیق کریں تو خود ان کا یہ سارا کلام دریا برد اور انکار کریں تو دلائل عدم قبول دیں۔ ورنہ صریح ہٹ دھرمی اور ان کے لئے بھی وہی احکام جو دیابنہ وغیرہم کیلئے علماء نے ارشاد فرمائے۔ "واللّٰہ اعلم"

نواسۂ اعلحضرت مولانا مفتی تقدس علی خان صاحب (علیہ الرحمۃ)

سوال:۔ پروفیسر طاہر القادری صاحب کے مؤقف عورت کی پوری دیت کے رد میں علامہ احمد سعید صاحب کاظمی مرحوم نے فرمایا ہے کہ "اجماع کے انکار کرنے والے کو علماء نے ضال یعنی گمراہ قرار دیا ہے نیز فرمایا کہ سواد اعظم کی اتباع سے باہر جانا سواد اعظم سے خروج قرار پائے گا۔ اور مذاہب اربعہ کے اتفاق کا انکار بہت بڑی جسارت بلکہ صراط مستقیم سے انحراف ہو گا" آپ بھی اس مسئلہ میں شرعی حکم کی وضاحت فرما کر مشکور ہوں۔

الجواب:۔ عبارت مندرجہ بالا جو حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "اسلام میں عورت کی دیت" میں تحریر فرمائی اس سے میں بالکل متفق ہوں بے شک اجماع کا انکار کرنیوالے کو علماء نے ضال فرمایا ہے ایسے شخص پر جو اجماع کا انکار کرے توبہ واجب ہے (فقیر تقدس علی قادری شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ) مصیب فیما اجاب (مفتی محمد رحیم ناظم جامعہ راشدیہ)

تصدیق علمائے سکھر:

"الجواب صحیح واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم

(مفتی) ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

● اصاب من اجاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
محمد ابراہیم القادری الرضوی غفرلہ، خادم دارالافتاء جامعہ غوثیہ سکھر

● جواب درست ہے۔ محمد رفیق غفرلہ، مہتمم مدرسہ انوار المصطفےٰ سکھر

● الجواب صحیح:۔ فقیر محمد عارف نائب مہتمم مدرسہ انوار المصطفےٰ سکھر

● الجواب صحیح واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم
قاری عزیز احمد مدرسہ عربیہ انوار العرفان پرانا سکھر

● جواب صحیح ہے۔ انیس احمد قادری خادم حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ

کراچی:۔ "یہ فقیر اپنے استاذ مکرم حضرت غزالئ دوراں کے موقف سے متفق ہے۔ پروفیسر صاحب کا مسلک اہل سنت و جماعت سے مختلف ہے۔" (راقم بندہ کوکب نورانی اوکاڑوی کراچی)

● الجواب صحیح۔ (مولانا) محمد صدیق ملتانی۔ کراچی)

شکار پور:۔ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب۔
الفقیر (مفتی) محمد قاسم یاسینی مدرسہ ہاشمیہ گڑھی یاسین ضلع شکارپور)

حیدر آباد:۔ "فقیر اپنے اکابر سے علیحدہ کوئی رائے نہیں رکھتا" ● کتاب "خطرہ کی گھنٹی" ساٹھ عدد ارسال فرمائیں۔" (مفتی احمد میاں برکاتی پرنسپل دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد)

ڈیرہ غازیخاں:۔ قد اصاب المجیب، محمد اسماعیل (ابن علامہ محمد فضل حق) دارالافتاء ڈیرہ غازی ● خواجہ محمود مہتمم آفتاب علوم ڈیرہ غازی خاں۔

تشکر گڑھ:۔ مندرجہ بالا سوال کا جواب بالکل درست و صحیح ہے مجھے اس سے مکمل اتفاق ہے (محمد غیاث الدین امیر جمعیت... شکر گڑھ)

سکھیکی:۔ الجواب صحیح والمجیب مصیب ابوالمنصور نذیر احمد دارالعلوم چشتیہ رضویہ منڈی سکھیکی۔

دو دھنڈ شریف:۔ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (فقیر محمد عارف حسین غفرلہ، دو دھنڈ شریف)

علی پور شریف:۔ "مندرجہ بالا سوال کا جواب بالکل درست ہے لہٰذا بندہ ناچیز اس کی مکمل تائید کرتا ہے (سید عابد حسین سجادہ نشین آستانہ نقشبندیہ لاثانیہ علی پور شریف)۔

علامہ الٰہی بخش ایم اے لاہور "یہ فتویٰ بالکل حق اور صائب ہے۔ میں کامل طور سے اس سے اتفاق کرتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ ان اکابرین ملت نے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھ کر عظیم الشان فریضہ ادا کیا ہے۔ بلکہ جہاد عظیم فرمایا ہے۔ علماء حق کی یہی پہچان اور کردار ہے اور اس قافلہ میں جتنے علماء حق شامل ہیں اُن کو دل کی گہرائیوں سے سلام عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ابن الوقت، زمانہ ساز اور صلحکلی قسم کے خطرناک ٹولہ سے ہمیں محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ علماء حق کا باادب غلام بننے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

● پروفیسر طاہر القادری شروع سے ہی قوم اور ملک کے دھوکہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے لندن کانفرنس کے ذریعے بھی علماء و مشائخ کو دھوکا دیا۔ حضرت سید طاہر علاؤ الدین کے صاحبزادوں کے نام پر دجل و فریب کا مظاہرہ کیا اور مینار پاکستان کی گراونڈ میں مباہلہ کا نوٹس کر کے اصل میں قادیانیوں سے معانقہ کانفرنس کی تھی۔ علماء و مشائخ اس شخص کے چہرے کو پہچانیں اور اسکے فریب سے اہلسنت کو

آستانہ عالیہ علی پور شریف

● جواب صحیح ہے۔ شمس الائمہ سرخسی صاحب ہدایہ۔ صاحب جوہرہ نیرہ۔ ابن المنذر۔ علامہ ابن عبد البر۔ لیث ابن سعد۔ امام نووی۔ ابن ابی لیلیٰ۔ ابن شبرمہ۔ امام ابن سیرین۔ ملا علی القاری اور دیگر (اکابر امت) فقہاء یہی فرماتے ہیں، کہ "عورت کی دیت نصف ہے" جب یہ مسئلہ اجماعی ہے تو انکار کا کیا مطلب ہے؟" (مفتی) غلام رسول دار العلوم نقشبندیہ علی پور سیداں، ضلع سیالکوٹ ● الجواب۔ صحیح صاحبزادہ سید حیدر حسین شاہ جماعتی علی پور شریف ● صاحبزادہ سید افضل حسین جماعتی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف ● صاحبزادہ سید نذر حسین ● (مولانا) محمد رفیق رضوی عفی عنہ، مدرس دار العلوم ہذا ● (مولانا) محمد اسماعیل جماعتی"

مولانا ضیاء اللہ قادری

"آپ کی کتاب "خطرہ کی گھنٹی" کا مطالعہ کیا آپ نے پروفیسر صاحب کی چند عبارات پر جو تبصرہ فرمایا ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی ہے ● اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے ساتھ صحیح معنیٰ میں عقیدت و محبت رکھنے والا۔ اور ان کی تحقیق کی تعریف کرنے والا ● کبھی بھی وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں اور دیگر بد عقیدہ حضرات کے پیچھے نماز پڑھنے اور ان سے دوستانہ مراسم رکھنے کا قطعاً قائل نہیں ہو سکتا ● پروفیسر صاحب کا مشن جو انہوں نے اپنی تحریروں میں بیان کیا ہے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ اور شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ کے صریحاً خلاف ہے۔"
(ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری جامع مسجد علامہ عبد الحکیم سیالکوٹ)

حیدر آباد

"دیوبندیوں کی جن کتابوں میں کفریہ عبارات موجود ہیں جن کی بنا پر ان کے مصنفین کو حرمین شریفین کے علماء نے کافر قرار دیا ہے۔ کوئی شخص جو ان عبارات کو صحیح سمجھے۔ یا ان کے مصنفین کے کفر میں شک کرے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یونہی روافض زمانہ کہ وہ بھی مرتد ہیں۔ بیشک اگر طاہر القادری نے بھی اکابر دیوبند کی کفریہ عبارات کو پڑھا ہے اور پھر بھی دیدہ و دانستہ ان کو صحیح سمجھا۔ تو یہ شخص بھی حکم عام کے تحت اسلام سے خارج ہوا۔ اس پر تجدید اسلام اور توبہ فرض ہوئی۔" (ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد)

مراڑیاں

"عورت کی دیت شرعاً مرد کی دیت سے آدھی ہے یہی احادیث نبویہ مرفوعہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اور آثار صحابہ تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت اور اس پر صحابہ، تابعین اور آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے۔ سیدنا فاروق اعظم سیدنا علی مرتضیٰ۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور سیدنا زید بن ثابت وغیرہم رضی اللہ عنہم (جیسے اجلہ صحابہ و خلفاء) نے یہ مسئلہ صراحتاً بیان فرمایا اور باقیوں نے خاموشی سے قبول کیا۔ اور رد نہ فرمایا لہٰذا عورت کی نصف دیت کا انکار دو وجہوں سے موجب فسق و ضلال ہے انکار احادیث کی وجہ سے بھی۔ اور رد اجماع صحابہ کی وجہ سے بھی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

اصولی اختلاف

شیعہ اور وہابیہ ملعونہ طور پر ضروریات دین کے منکر ہیں۔ قطعیات و ضروریات دین کے اس انکار کی بنا پر علماء عرب و عجم نے ان کے بکثرت عقائد کو کفر

قرار دیا ہے۔ لہذا ان فرقِ ضالہ کے اختلافات اہل سنت وجماعت کے ساتھ اصولی اور ایمان و کفر کے اختلافات ہیں۔ ان اختلافات کو فروعی قرار دینا اور صلح کلیت کا پرچار کرنا کم از کم جہالت و سفاہت یا ضلالت و مداہنت فی الدین ہے۔ (مولانا مفتی محمد اشرف القادری مراڑیاں شریف گجرات)

الجواب صحیح۔ صاحبزادہ محمد افضل مراڑیاں شریف

راولپنڈی۔ عورت کی دیت کے مسئلہ میں پروفیسر طاہر القادری کا تعاقب کرتے ہوئے حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تحقیق فرمائی ہے اس سے فقیر کو اتفاق ہے (مولانا ابو الخیر سید حسین الدین راولپنڈی)

پنڈی گھیب۔ الجواب صحیح (مولانا) غلام مرتضیٰ

ڈیرہ پیرو۔ ضلع بنوں۔ اصاب من اجاب۔ (مولانا) محمد عبد المنان مہتمم جامعہ غوثیہ سلیمانیہ۔

ساہیوال۔ جواب بالکل صحیح ہے۔ الفقیر محمد بشیر احمد مدنیہ مسجد۔ ساہی وال۔

گوجرہ منڈی۔ الجواب صحیح۔ مولانا ابو الانوار محمد اقبال مرکزی جامع مسجد گوجرہ۔

حیدر آباد۔ مذکورہ جواب سے کلیتہً متفق مولانا مفتی سعید احمد قادری (مولانا) عبد العزیز نقشبندی

لاہور۔ الجواب صحیح۔ مفتی عزیز احمد قادری جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور۔

گوجرانوالہ۔ الجواب صحیح (مولانا) محمد نواز مہتمم جامعہ نوریہ رضویہ • الجواب صحیح۔ حافظ محمد حمید اختر دار العلوم سلطانیہ رضویہ گکھڑ • بندہ جواب سے متفق ہے (مولانا محمد اکرم نقشبندی۔ گوجرانوالہ)

مشترکہ فتویٰ۔ جمعیت علماء جموں و کشمیر کے صدر مولانا ظہور احمد صدیقی کی زیر صدارت علماء کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر کہا گیا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں عورت کی دیت نصف ہے اور اس پر آئمہ کرام کا کوئی اختلاف نہیں۔ اجلاس میں طاہر القادری سے کہا گیا کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی کی پالیسی ترک کر کے علماء امت کی طرف رجوع کریں۔ اجلاس میں • مولانا طالب حسین • مولانا محمد سعید احمد مجددی • مولانا اعجاز احمد جلالی • بشیر احمد قادری • قاری عبد العزیز • مولانا نور احمد نقشبندی • صاحبزادہ اسد نورانی • سردار بشارت حسین • علامہ نوری • قاری محمد اعظم • مولانا شبیر اختر • مولانا عبد الرزاق اور صاحبزادہ وقاص درانی نے شرکت کی۔ (پریس نوٹ)

حضرت شیخ رفاعی (کویت) کی تائید۔ حضرت شیخ سید ہاشم الرفاعی (سابق وزیر اوقاف کویت) کی پاکستان آمد پر لاہور میں مفتی غلام سرور قادری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ تو مفتی صاحب نے انہیں پچاس سے زائد معتبر حدیثوں کے حوالوں کی طرف توجہ دلائی۔ جس سے عورت کی نصف دیت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ شیخ رفاعی نے اس موقف کی بھرپور تائید کی اور فرمایا کہ "واقعی یہ مسئلہ اجماعی ہے جس **میں اختلاف کی قطعاً گنجائش نہیں بلکہ اجماع کے خلاف سوچنا بھی** گمراہی ہے۔" (بحوالہ رضائے مصطفےٰ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۷ھ)

شام۔ شام کے سابق وزیر انصاف ڈاکٹر مصطفےٰ زرقا نے بتایا • کہ احادیث میں یہ واضح ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے مقابلے میں نصف ہو گی۔ بعض علماء کے سوا تمام متعلقہ حکام اور فریقوں نے اسے قابل قبول قرار دیا ہے اور ڈاکٹر معروف دوالیبی اور اردن کے پروفیسر احمد زرقا نے اسلامی قوانین کی ان کوششوں کو سراہا ہے (جنگ لاہور ۶ - ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء)

فتویٰ علاّمہ غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

"الجواب وہو الموفق للصواب۔ قتل خطاء میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ اس پر ساری اُمت کا اجماع ہے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے موقوف و مرفوع حدیث منقول ہے۔ جبکہ صحابی کی موقوف بھی رفع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اُمّت و اجماع اور حضرات ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف محض قیاس سے علیحدہ موقف اختیار کرنا خرق اجماع ہے اور اسلام میں ایک نئے فرقہ کی بنیاد کے مترادف ہے۔ اور انتشار کی آب پاشی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی ہدایت دے۔ حدیث شریف میں ہے۔ جو اُمتِ مسلمہ سے علیحدہ راستہ اختیار کرے وہ ناری ہے۔ "مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار" اگر اسی طرح سلف کی مخالفت ہوتی رہی تو بے شمار تناقضات کھڑے ہو جائیں گے۔ واللہ الہادی۔ غلام رسول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد۔"

تصدیقات علماء فیصل آباد:۔

"الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ اعلم (مفتی) ابو سعید محمد امین دارالعلوم امینیہ رضویہ محلہ محمد پورہ فیصل آباد۔

- ذٰلِکَ کَذٰلِکَ وَاِنِّی مُصَدِّقٌ لِذٰلِکَ محمد علی النقی (شیخ الحدیث جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد) علیہ الرحمۃ
- الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ الفقیر ابو المعالی محمد معین الدین القادری الرضوی جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد۔
- "سُنّی ہونے کے لئے ہر اجماعی مسئلہ کا ماننا ضروری ہے۔ اجماع واجب العمل ہے قابل بحث نہیں" الفقیر محمد احسان الحق فیصل آباد

قاضی محمد عبد الرحمٰن (لاہور):۔

"بندہ کی رائے طاہر القادری صاحب کے بارے میں یہ قائم ہوئی ہے کہ وہ گم کردہ راہ ہیں ● ایک طرف تو اعلیٰحضرت عظیم البرکت کے مسلک کے عین مطابق اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں ● اور دوسری طرف بریلویت سے ان کو وحشت ہوتی ہے ● جو اعلیٰحضرت کے مسلک کا عنوان سمجھا جاتا ہے۔ انہیں حق کو حق اور باطل کو باطل یقین کرنا چاہئیے جو مذہب اہل سُنّت کا خاصہ ہے۔" (مولانا قاضی محمد عبد الرحمٰن مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور)

مولانا محمد عبد الکریم خانقاہ ڈوگراں:۔

"پروفیسر طاہر القادری نے حضرت مفتی تقدس علی خاں (قدس سرہٗ) کے خط کے جواب میں جو پمفلٹ صفائی کے طور پر لکھا ہے اس کا زیادہ حصہ بغور پڑھا ہے۔ جس میں تضاد بیانی ہے ● اور عورت کی دیت کے بارے میں ان کا موقف اجماع اُمت کے خلاف ہے ● پروفیسر صاحب سے بڑی توقعات وابستہ تھیں۔ مگر وہ بھی ہمچو ما دیگرے نیست کی مرض میں مبتلا ہو گیا۔" (مولانا عبد الکریم خانقاہ ڈوگراں)

علاّمہ محمد شریف مُلتانی:۔

"بزرگان سلف کے متفقہ فیصلوں کے خلاف اگر کوئی شخص اپنی رائے کو ترجیح دے یا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے مسلکِ حق (مسلک اہل سُنّت) کے خلاف اپنی نام نہاد تحقیق کو ترجیح دے اور صحیح سمجھے اور علماء اہل سُنّت کے فتاویٰ اور

فیصلوں سے انحراف کرے اور ائمہ سلف کے
مقابلے میں اپنے اجتہاد کو فوقیت دے۔ اور اپنے
آپ کو ان کا مقابل سمجھے۔ میرے نزدیک وہ گمراہ
ہے اور مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار کا مصداق ہے۔
پروفیسر جناب ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی تقریر و
تحریر میں تضاد ہے۔ اور اہل سُنّت وجماعت کے
فیصلوں سے انحراف کی بُو آتی ہے اور ان کی گفتگو
اور تحریر سے تکبر ٹپکتا ہے مولیٰ کریم انہیں ہدایت
عطا فرمائے۔ آمین!

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

"بلاشبہ عورت کی دیت
مرد کی دیت کے مقابلے میں نصف ہے" یہ کسی امام یا
مجتہد کا قیاس یا اجتہاد نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ چنانچہ ہدایہ شریف اور بیہقی
شریف میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت
کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ اسی کے مطابق
امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔
عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ (ہدایہ)
اس کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت
عمرو بن حزم کو لکھوائے گئے نامہ مبارک میں بھی
ثابت ہے کہ عورت کی دیت مرد سے نصف ہو گی
اور صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہوا اور فقہا میں سے
کسی فقیہ نے بھی اس کا انکار نہ کیا لہٰذا اجماع امت
ہو گیا (ملاحظہ ہو بدائع الصنائع اور المغنی وغیرہ) ہماری
دونوں جہان کی سلامتی اسی میں ہے کہ ہم اللہ اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو دل وجان سے تسلیم کریں۔"

مولانا کوکب نورانی ابن مولانا محمد شفیع اوکاڑوی

پروفیسر صاحب نے امت میں پہلا فتنہ انتشار کے لئے یہ
پیدا کیا کہ ● عورت کی دیت کے مسئلے میں اجماع امت
کے خلاف مؤقف اختیار کیا جس کے لئے شریعت
اسلامی کا فتویٰ یہ ہے کہ اجماع امت کے خلاف
کہنے والا گمراہ ہے۔ کسی گمراہ کا خود کو مجتہد اور مجدّد دیا
عظیم مفکر و مفسر لکھنا، کہلوانا وغیرہ سراسر ظلم ہے اور
قرآن کہتا ہے کہ ظالموں کے لئے ہدایت نہیں ہے۔
● پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ "وہابیہ اور دیوبند کے
عقائد رکھنے والوں کی اقتداء میں بلاکراہت نماز جائز
ہے اور حرمین میں (بالخصوص) احتیاط کا تقاضا یہ ہے
کہ وہاں کے ائمہ (جو اپنے عقائد باطلہ کے لئے مشہور ہیں)
کے پیچھے نماز ضرور پڑھی جائے اور میں پڑھتا ہوں"۔
● نیز فرماتے ہیں کہ داڑھی معمولی سی بھی ہو تو سُنّت
پوری ہو جاتی ہے ● وہ دیوبندی، وہابی، مودودی، رافضی
خارجی وغیرہ سب کو درست جانتے ہیں ● اور اپنے مصدقہ
انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ میں کسی بھی فرقے پر تنقید نہیں
کرتا یعنی حکم الٰہی وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ الخ پر عمل
نہیں کرتا۔ اپنے اقوال پر اہل حق کی گرفت سے فرار کے
لئے پروفیسر صاحب جھوٹ بولنے اور اپنے قول و فعل کے انکار
میں ذرا دیر نہیں کرتے ● امام اہل سُنّت علامہ سید احمد سعید
کاظمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا کہ پروفیسر طاہر القادری اب
سُنّی نہیں رہا اور یہ اس قدر فتنے برپا کرے گا کہ اس کی
اصلیت سب پر کھل جائے گی ● اکابر علماء حق کا یہی
اعلان ہے کہ پروفیسر بھٹکا ہوا ہے۔ کیا ان حقائق کے باوجود
طاہر القادری کو صحیح العقیدہ سُنّی حنفی اور مجتہد و مفسر تسلیم کیا جا
سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مولانا محمد بشیر القادری رضوی کراچی

آپ نے بھی فتنہ طاہریہ کی حقیقت کے انکشاف کے لئے کتاب "الفتنۃ الجدیدہ" تحریر فرمائی ہے۔ جس میں تفصیل کے ساتھ طاہر القادری کے نظریات باطلہ کی گرفت کی ہے۔ ایک جگہ فرمایا "صاحبو! جاننا چاہیئے کہ (طاہر القادری) جملہ علماء کو بے اعتبار بنا رہا ہے۔ اجماعِ امت کا کھلم کھلا انکار کر رہا ہے۔ صلح کلیت کا پرچار کر رہا ہے۔ درہم و دینار اور اپنی تشہیر کے لالچ میں آکر اپنا دین و دنیا برباد کر رہا ہے اور اسلام کا رنگ دے کر دوسروں کے عقائد بھی برباد کرنا چاہتا ہے۔"

علاوہ ازیں مولانا موصوف نے کتاب کے آخر میں طاہر القادری کو چیلنج مناظرہ بھی کیا ۔۔ کہ یا وہ سامنے آکر مناظرہ کرے اور یا اپنی خلافِ اسلام و اہل سنت عبارات سے رجوع کرے۔

تصدیق: "پروفیسر طاہر القادری فرقہ پرستی کا خاتمہ کرتے کرتے ایک اور فرقہ صلح کلیہ کو جنم دے کر اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔۔۔۔ اب فرقہ دیوبندیہ۔ وہابیہ فرقہ روافض وغیرہ کا مجموعہ فرقہ صلح کلیہ طاہریہ ہے۔ جو تمام باطل عقیدوں کا مجموعہ ہے۔ اور باطل کا مجموعہ بھی باطل ہوتا ہے۔"

(مولانا) ابو العلاء محمد عبد اللہ قادری قصور شہر

دیگر تصدیقات: علاوہ ازیں کتاب کے آخر میں جو بکثرت علماء کی تصدیقات نقل کی گئی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں ● (مولانا) مفتی وقار الدین دار العلوم امجدیہ کراچی ● (مولانا) محمد ولد احمد دار العلوم حامدیہ رضویہ کراچی ● (مولانا) محمد الیاس قادری ● (مولانا) کوکب نورانی ● (مولانا) محمد علی قصوری وغیرہم۔

پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد مسعود احمد صاحب

(ایم اے (گولڈ میڈلسٹ) پی ایچ ڈی)

● "جن مسائل پر جمہور علماء کا اتفاق ہو چکا ہے۔ ان پر از سرِ نو تحقیق کرنا اور زیرِ بحث لانا فتنے کو دعوت دینا ہے۔ اس طرزِ عمل سے سوائے انتشار کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ● جہاں تک اتحاد بین المسلمین کا تعلق ہے تو حقیقی اتحاد فکری ہم آہنگی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے مختلف الخیال جماعتوں کا اتحاد ایک نئے فرقے کو تو جنم دے سکتا ہے۔ یک جہتی پیدا نہیں کر سکتا ● عالم اسلام کے حالات کے پیش نظر اب کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ سب مسلمانوں کو ان کے اسلاف کے حوالے سے سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کے بین الاقوامی مسلک کی طرف دعوت دی جائے۔ اگر ایسی کوشش کی گئی تو یقیناً اس کے مفید اور مثبت نتائج برآمد ہونگے۔"

(احقر محمد مسعود احمد ٹھٹھہ سندھ)

سمندری: کتاب "خطرہ کی گھنٹی" کے بعض مضامین پڑھے۔ بفضلہ تعالیٰ آپ نے بلا خوف لومۃ لائم اظہارِ حق و ابطال باطل فرمایا ہے ● مولیٰ تعالیٰ آپ کی اس سعی مبارک کو قبول فرمائے ● پروفیسر طاہر القادری کو جیسا کہ علمائے حقہ نے لکھا ہے کہ وہ ضال و مضل متجدد ہے ● جب تک توبہ نہ کرے صحیح العقیدہ اہل سنت نہیں ● فقیر اس کی تائید کرتا ہے اور دعا گو ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (مولانا) محمد عبد الرشید غفرلہ، مدرسہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری)

طاہر القادری اپنے استاذِ محترم کے فتویٰ کی روشنی میں

پروفیسر طاہر القادری جو داعئ اتحادِ اُمت و قاطع فرقہ واریت کے بہروپ میں شیعہ سُنّی حنفی وہابی اور دیوبندی بریلوی اختلافات کو فروعی قرار دے کر ان کے اتحاد کیلئے تمام مکاتبِ فکر کے علماء پر مشتمل "سپریم کونسل" قائم کر چکے ہیں ——— اور دیوبندی وہابی کے پیچھے نماز پڑھنے اور انہیں امام بنانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ ان کی اس روش و بدمذہبوں گستاخوں سے ایسے معاملات و تعلقات کے سلسلہ میں پروفیسر صاحب کے استاذِ محترم مولانا علامہ محمد عبدالرشید صاحب جھنگوی نے ایک بڑے اشتہار کی صورت میں بدیں الفاظ فتویٰ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ "ان (دیوبندیوں وہابیوں) سے ترکِ معاملات ہر صورت ضروری ہے۔ گستاخِ رسُول گستاخ صحابہ سے یقیناً بدتر ہے اور گستاخِ صحابہ کے متعلق حدیث پاک موجود ہے۔ جسے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے "غنیۃ الطالبین" میں نقل فرمایا ہے۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اخیر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی۔ جو میرے اصحاب کی تنقیصِ شان کرے گی ● خبردار۔ نہ ان کے ساتھ مل کر کھانا پینا ● نہ ان کے ساتھ رشتہ داری کرنا ● نہ ان کے ساتھ مل کر نمازیں پڑھنا ● نہ ان کے جنازوں میں شریک ہونا ● ایسی قوم پر لعنت کرنا جائز اور حلال ہے۔" (الحدیث)

● ایسے (گستاخ) لوگوں کے پیچھے نماز محض باطل ● ان لوگوں سے میل جول حرام ● بدمذہبوں مفسدوں اور موذیوں کو بشرطِ استطاعت مسجد سے روکا جائے ● خصوصاً جماعت میں شامل نہ ہونے دیا جائے ● بدمذہب بدعقیدہ کو مسجد کی کمیٹی میں شامل نہ کیا جائے (جیسا کہ انہیں منہاج القرآن کے ارکان میں شامل کیا جاتا ہے) ● ان کی تمام عبادتیں مردود ہیں ● ان کے ساتھ دوستی حرام ● ان کے ساتھ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ان کے ساتھ شادی بیاہ حرام۔ ● ان کی تعظیم و توقیر کرنا حرام ● ان کے مدرسوں، اداروں کی ہر قسم کی مدد کرنا حرام (جبکہ طاہر القادری نے اس سے بھی بڑھ کر پشاور میں دیوبندی مکتبِ فکر کے ایک ادارہ کا سنگِ بنیاد رکھا) ● ان کے ساتھ کھانا پینا، میل جول۔ ان کی دعوت کرنا اور ان کی دعوت میں جانا ● ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا اور ان کی کسی تقریب میں شریک ہونا ● ان سے کسی قسم کا کوئی اسلامی تعلق باقی رکھنا، قائم کرنا سب ناجائز اور سخت گناہ ہے ● ان کی اپنی معلومات مقدورات کے بقدر علی الاعلان بلا رعایت تردید کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے ● اگر کسی مسلمان نے دل میں بھی ان کو کافر مرتد اخبث الناس نہ سمجھا تو اس کے پاس رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں رہا۔ ● ان مرتدوں پر نیز اس عالم پر بھی جو اپنی معلومات و مقدورات کے بقدر قصداً بلاعذرِ شرعی

ان کی تردید عام فہم نہ کرے۔ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت تمام جہان کے لوگوں کی لعنت۔ ان کی تمام عبادتیں فرضی و نفلی مردود۔" (مطبوعہ فتویٰ از اشتہار)

انہی استاذِ محترم کا یہ فتویٰ ہے۔ جس کا ذکر کتاب "نابغۂ عصر" میں نابغۂ عصر بننے کیلئے پروفیسر نے بڑے اہتمام سے کیا ہے۔ لیکن جب ان کے فتویٰ پر عمل کا وقت آتا ہے۔ تو پروفیسر صاحب مقابلہ میں آتے۔ دامن کھسکاتے اور کنی کتراتے ہیں۔ اور دیدہ دلیری سے سینہ زوری کے ساتھ فتویٰ کی ہر شق کی نافرمانی کرتے ہیں اور ذرا بھی وفاداری کا احساس نہیں رکھتے۔

فتویٰ بابت روافض:۔

"رافضیوں کے متعلق اہلِ سُنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں حدیث پاک میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں سے مجھے چُن لیا اور میری صحبت کے لئے میرے صحابہ کو چُن لیا۔ آخر زمانہ میں ایسی قوم آئے گی جو ان کی تنقیصِ شان کرے گی۔ خبردار ان کے ساتھ مت کھاؤ اور مت پیو اور ان کے ساتھ رشتہ داری مت کرو اور ان کے ساتھ مل کر نماز مت پڑھو اور ان کی نماز جنازہ مت پڑھو ان پر لعنت کرنا حلال ہو چکا ہے (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۹)

● قرآن پاک کے وہ منکر ہیں ● حضور کے صحابہ کرام کو وہ مسلمان نہیں سمجھتے ● ازواجِ مطہرات پر وہ الزام لگاتے ہیں ● اس واسطے فتاویٰ عالمگیری میں جو پانچ سو علماء کرام کی سعیٔ بلیغ سے مرتب ہوا ہے۔ اس کے باب البغاۃ میں ہے کہ رافضی قوم ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے اور ان کے احکام مرتدوں جیسے ہیں۔"

● جس شخص نے تبرائی کو اپنی لڑکی کا رشتہ دیا ہے وہ عمداً زنا کو حلال سمجھ کر اپنی بیٹی سے بدکاری کروا رہا ہے۔ ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا شرعاً حرام ہے اور امام مسجد اسی سے اذان کہلانے پر مصر ہے۔ وہ بھی اسی زمرہ سے ہے۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "جو شخص یہود اور نصاریٰ (اور بد عقیدہ لوگوں) سے دوستی اور موالاۃ رکھے وہ یقیناً انہی میں سے ہے تحقیق اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔" (الآیہ پ ۶ رکوع ۱۲)

(مولانا محمد عبدالرشید رضوی غفرلہٗ مہتمم و صدر مدرس دار العلوم شیخ الاسلام رضویہ سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ صدر۔ المرقوم ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۸۸ء)

نصف دیت کا مسئلہ:۔

پروفیسر صاحب کے عورت کی پوری دیت کے مؤقف کے رد میں فرمایا ہے کہ "عورت کی دیت نصف ہونے پر تمام سلف و خلف کا اتفاق ہے۔ آج اس طے شدہ مسئلہ کو چھیڑ کر ملت میں انتشار و افتراق کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ دورِ حاضر کے کسی عالم کی تحقیق کو مجتہدین علی الاطلاق کی تحقیق کے مقابل لانا ان کے تبحر علمی کے انکار کے مترادف ہے۔" (مکتوب گرامی مولانا علامہ محمد عبدالرشید صاحب جھنگوی)

مفتی غلام سرور قادری بنام پروفیسر طاہر القادری

اجماعِ امت کے مقابلہ میں پروفیسر صاحب نے جب عورت کی پوری دیت کا شوشہ چھوڑا تھا تو اس وقت علامہ مفتی غلام سرور صاحب قادری لاہور نے پروفیسر کو مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ جسے قبول کرنے اور مفتی صاحب کے سامنے آنے کی پروفیسر صاحب کو جرأت نہ ہو سکی، پروفیسر صاحب کا دعویٰ تھا کہ نصف دیت پر ایک بھی صحیح حدیث نہیں جبکہ مفتی صاحب نے اس مسئلہ پر درجنوں احادیثِ مبارکہ جمع فرمائی تھیں۔

علاوہ ازیں:۔ مفتی صاحب نے پروفیسر صاحب اور انکے ہمنوا اہلِ علم حضرات پر اتمامِ حجت کے لئے ایک خوبصورت محققانہ کتاب دو جلدوں میں بعنوان

"پروفیسر طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ"

شائع کی ہے۔ جس میں پروفیسر صاحب کا مکمل علمی و تحقیقی محاسبہ و مؤاخذہ کیا گیا ہے۔ اور ان کی جہالت و خیانت اور قرآن و حدیث میں پے در پے تحریفات کی تفصیل کے ساتھ پوری فہرست شائع کر کے علمی و واقعاتی طور پر ثابت کیا ہے۔ کہ بزعمِ خویش مفکرِ اسلام و مفسرِ قرآن عربی زبان و عربی گرامر سے جس قدر جاہل ہے اسی قدر قرآن و حدیث میں تحریف و خیانت کا ماہر اور گمراہ ہے۔ کتاب ہذا نہ صرف تمام اہلِ علم بلکہ خود پروفیسر صاحب کے لئے ایک بہترین علمی و تحقیقی ذخیرہ اور دعوتِ فکر ہے۔

اللہ اجیر؟:۔ مفتی صاحب نے پروفیسر صاحب کی تحریفات کا انکشاف کرتے ہوئے ان کی اس ہولناک غلطی و گمراہی کا بھی تفصیلی رد فرمایا ہے۔ جس کے مطابق پروفیسر نے معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ خدا تعالیٰ پر لفظِ اجیر (مزدور) کا اطلاق کر کے اپنی بدترین جہالت و گمراہی کو آشکار کیا ہے۔

مفتی صاحب:۔ کا کہنا ہے۔ کہ جو شخص فقہاء کرام و ائمہ دین اور سلف صالحین کا دامن چھوڑ کر بزعمِ خویش اجتہاد کا دعویدار ہو۔ اس کا انجام اسی طرح ٹھوکریں کھانا اور پے در پے گمراہیوں میں مستغرق ہونا ہے۔

جس طرح:۔ "کنز الایمان" ترجمہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے دیوبندی وہابی تراجم کے ساتھ تقابلی جائزہ پر مشتمل کئی کتابیں چھپ چکی ہیں اسی طرح مفتی صاحب نے کمال مہارت و نفاست کے ساتھ "کنز الایمان" اور نام نہاد تفسیر منہاج القرآن کا تقابلی جائزہ پیش کر کے "کنز الایمان" کی علمی و فنی برتری اور پروفیسری ترجمہ و تفسیر کی خرابی و غلط کاری کو نمایاں کر دیا ہے۔ الفضل الموہبی: اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی عظیم تصنیف ہے جسے مفتی صاحب نے مع حاشیہ شائع کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اعلیٰحضرت کی یہ کتاب جس طرح غیر مقلدین کی رد میں ہے۔ بعینہٖ اعلیٰحضرت کے قلم سے اس میں منکرِ اجماع و فقہ پروفیسر طاہر القادری کا بھی رد ہے اس لئے کہ پروفیسر صاحب صرف غیر مقلد وہابیوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔

حضرت خواجہ حمید الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف کے استاذِ محترم

استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی صاحب کی تصدیق وفتویٰ

"اما بعد طاہر القادری صاحب نے عورت کی پوری دیت سے صرف اجماع صحابہ اور اجماع امت کا ہی انکار نہیں کیا۔ بلکہ اس اجماع کی تحقیر کا ارتکاب کیا ہے۔ جو کہ صرف گمراہی ہی نہیں بلکہ ایسے آدمی کے ایمان کو خطرہ لاحق ہے۔۔ لہٰذا قادری صاحب کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس انکار سے توبہ کریں۔ کیونکہ معلوم نہیں کس وقت موت آجائے اور قادری صاحب کے مداحوں اور معاونین پر لازم ہے کہ وہ اپنے رویہ پر نظرثانی کریں۔ اور انکارِ اجماع کی معاونت سے باز رہیں۔"

حررہ الفقیر (مولانا) عطا محمد چشتی بندیالوی مدرس بھکھی شریف

بھکھی شریف: الجواب صحیح واللہ تعالیٰ ورسولہ الکریم اعلم

(مولانا) سید محمد منظور حسین شاہ خادم دربار عالیہ بھکھی شریف۔

کیرانوالہ: "جناب علامہ عطا محمد اور دیگر علماء نے دیت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے۔ عین صواب اور شریعت کے مطابق ہے۔ طاہر القادری سراسر غلطی پر ہے اور گمراہی پھیلا رہا ہے۔ مولیٰ کریم اس کو ہدایت دے۔"

السید محمد یعقوب شاہ فاضل بریلی شریف کیرانوالہ سیداں ضلع گجرات

● "حضرت علامہ عطا محمد صاحب۔ اور حضرت سید محمد یعقوب شاہ صاحب آف کیرانوالہ شریف نے جو کچھ لکھا ہے۔ یہی درست ہے طاہر القادری کا فیصلہ غلط ہے۔"

سید محمد شعیب (کیرانوالہ) خطیب جامع مسجد شیر ربانی گوجرانوالہ

صاحبزادہ حامد سعید کاظمی ملتان نے فرمایا کہ "غزالی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی بہت پہلے طاہر القادری کو گمراہ قرار دے چکے ہیں اسلئے ہم پر انکی کسی سیاسی و غیر سیاسی قلابازی کا کچھ اثر نہیں۔" (ندائے اہلسنت لاہور جولائی ۸۴ء)

علامہ محمود احمد رضوی مہتمم مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور نے فرمایا ہے "مستورات کو میراث بھی نصف ملتی ہے اور دیت کا معاملہ بھی اسی طرح ہے جب نصف میراث پر اعتراض نہیں تو نصف دیت پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے ● اصل قانون یہی ہے جو کتاب و سنت اور اجماع اُمت سے ثابت ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے ● اور سب مکاتب فکر کے علماء اس بات پر متفق ہیں!" ● "پروفیسر طاہر القادری نے قصاص و دیت کے مسئلہ میں اجماع امت سے جو الگ لائن اختیار کی ہے اس سے جمہور علماء نے اختلاف کیا ہے اور اختلاف درست ہے ● لیکن دو مسئلوں میں ان کا جمہور کے خلاف جانے پر میرے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ آئندہ وہ کیا گل کھلائیں گے ● اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ ویسے بھی مروجہ سیاست جو ہے اس میں بڑی لچک ہے اور فکر و عمل میں تضاد کا ہونا اہل سیاست کے نزدیک کوئی بری بات نہیں ہے۔"

مولانا **عبد اللطیف** حیدرآباد: "جو مسئلہ متفق ہو اور اس پر اجماع امت بھی ہو اسی کو اختیار کرنا راہ سلامتی ہے۔ جیسا کہ عورت کی نصف دیت کے مسئلہ پر علامہ کاظمی صاحب مرحوم اور دیگر اکابرین اُمت کا موقف ہے۔" (مولانا) محمد عبد اللطیف ایم اے جامع مسجد لطیف آباد۔ حیدرآباد۔

مولانا حافظ محمد حنیف صاحب فیصل آباد

"● پروفیسر طاہر القادری صاحب علم اصولِ فقہ سے ناواقف ہیں۔ اور علم اصولِ فقہ کے مسائل سمجھنے کے لئے ضروری ہے ● اسی لئے اہلِ سُنّت کے سوا سارے مذاہب والے علم اصولِ فقہ سے ناواقف ہیں۔ جبھی تو ہر مسئلہ میں نہ سمجھنے کی وجہ سے اختلاف کرتے ہیں ● پروفیسر صاحب کا عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر قرار دینے کا دعویٰ بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ فقہ اور حدیث سے مرفوعاً ثابت ہے۔ کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔"

مولانا محمد شفیع

● "پروفیسر محمد طاہر القادری نے صلحکلیت کی جو مذموم مہم شروع کی ہے وہ مسلک اہلِ سُنّت کے لئے زہر قاتل ہے اور پروفیسر کے معتقدین حضرات کا انہیں وقت کا احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) قرار دینا اعلیحضرت عظیم البرکت، مجددِ ملت کی کردار کشی کی گھناؤنی سازش ہے۔ کہاں وہ مجددِ ملت آفتابِ علوم ظاہرہ و باطنہ کہ جن کا ہر فرمان وعمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سُنّت تازہ کردے جو زندگی بھر ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے اور تحریر فرمانے کے ساتھ ساتھ گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برسر پیکار رہے اور کہاں صلحکلیت کے علم بردار حکام کے کاسہ لیس اور مراعات حاصل کرنے والے چہ نسبت خاک را عالم پاک۔

ے اے اہلِ نظر فرق کرو عشق و ہوس میں
سگریٹ کا دھواں اور ہے آہوں کا دھواں اور

حقیقت تو یہ ہے کہ جس راہ پہ پروفیسر مذکور گامزن ہے وہ اہلِ سُنّت اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ ایسا شخص علمائے اہلِ سُنّت اور تعلیمات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں اقتداء کے لائق نہیں۔ اہلِ سُنّت ایسے شخص کو نہ اپنی نمازوں میں امام مقرر کریں اور نہ ہی اس کی مجالس کی رونق بنیں۔" (فقیر محمد شفیع ڈسکہ)

مولانا قاری غلام رسول صاحب فیصل آباد

(ابن مولانا حافظ محمد حنیف صاحب)

"پروفیسر طاہر القادری صاحب گوناں گوں صفات کے حامل ہیں ● پچھلے چند سالوں سے تو محترم موصوف نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں ● خاص کر اس "اتفاق" دور میں تو جو قرآن فہمی محترم موصوف کو نصیب ہوئی وہ کسی اور کو نہ مل سکی (خدا کرے کسی کو نہ ملے) ● آپ ذرا قرآن فہمی کا انداز ملاحظہ فرمائیے ● پروفیسر صاحب کا ایک خط جو انہوں نے حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں صاحب مرحوم کے جواب میں لکھا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

● آپ فرماتے ہیں "میری طرف غلط طور پر منسوب بعض اخبارات و رسائل کے بیانات کی بناء پر کئی اور لوگوں نے مختلف رسائل اور اخبارات میں جو کچھ لکھا ہے۔ میں نے نہ صرف یہ کہ ان کا جواب دینا بھی مناسب نہ سمجھا بلکہ اس طرف توجہ کرنا بھی وقت کا ضیاع تصور کرتے ہوئے ان کے ساتھ قالوا سلما کا طریقہ اپنایا ہے۔"

جاھلون:۔ اس قالوا سلما میں کون کون داخل

ہیں۔ ذرا ان "جاہلوں" پر (معاذاللہ) بھی نظر ڈالتے جائیے۔ غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (مسئلہ قصاص و دیت) علامہ عطا محمد بندیالوی مدظلہ، مولانا تقدس علی خاں رحمۃ اللہ، مفتی محمد حسین صاحب نعیمی، مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی، مولانا محمد الیاس صاحب قادری، مناظرِ اسلام مولانا حافظ محمد احسان الحق صاحب قادری، مفتی غلام سرور صاحب قادری (جنہوں نے مسئلہ دیت وغیرہ میں پروفیسر صاحب کے خلاف فتویٰ شرعی صادر فرمایا ہے) ● غالباً پاکستان میں اہل سنت و جماعت کے جتنے بھی علماء ہیں وہ تقریباً انہی مندرجہ بالا شخصیات کے شاگرد ہیں۔ اس لئے ہم نے انہی کے اسماء گرامی لکھے ہیں ● جبکہ جانشین اعلیٰحضرت حضرت مفتی اختر رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہ بھی چونکہ "نابغۂ عصر" کی شان میں فتویٰ لکھ چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ بھلا اس پیارے خطاب سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک بکری مکان کی چھت پر کھڑی تھی نیچے سے شیر گزرا وہ بکری شیر کو گالیاں بکنے لگی۔ شیر نے اوپر چھت کی طرف دیکھ کر کہا ذرا چھت سے نیچے آ کر گالیاں دو تو پھر دیکھوں۔ محترم پروفیسر صاحب ذرا سرکاری اور "اتفاق" چھت سے نیچے آ کر ڈاکٹر اسرار احمد کی سطح پر کھڑے ہو کر دیکھیں۔

سوالات برطاہر

(۱) آپ فرقہ پرستی کے خلاف ہیں۔ آپ نے لندن میں فرمایا ● دیوبندیت، بریلویت کی لعنت یہاں پہنچ گئی ہے" ● نیز بریلویت، دیوبندیت اہل حدیثیت شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے" ● دیگر میں فرقہ واریت پر لعنت بھیجتا ہوں ● سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ کسی نئے فرقے کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ کیونکہ کسی فرقہ میں نہ ہونا خود ایک فرقہ ہے۔

(۲) کیا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اہل سنت و جماعت نہ تھے۔ کیا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے سُنی ہونے پر فخر نہیں فرماتے تھے؟ کیا حضرت پیر سیدنا طاہر علاؤالدین گیلانی اہل سنت و جماعت نہیں؟ جبکہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی شیعہ تھے۔ نیز یہ کہ اسماعیلی، بوہرہ اور قادیانی بھی خود کو اسلامی فرقے ہی میں تصور کرتے ہیں۔

(۳) جناب پروفیسر صاحب کیا آپ "تقلید" کے قائل ہیں؟ اگر مقلد ہیں تو ائمہ اربعہ میں سے کس کے مقلد ہیں؟ نیز اگر مقلد ہیں تو اجتہاد کا دعویٰ کیسا؟ اگر مقلد نہیں تو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور پیر سید صاحب قبلہ مقلد ہیں لہٰذا ایک غیر مقلد کی ایک مقلد سے بیعت کا کیا معنی؟

(۴) حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً" اتنے علم کے باوجود انہوں نے اجتہاد کیوں نہ فرمایا۔ جبکہ بصیرت و بصارت کے مخزن تھے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کا علم غوث اعظم کے علم سے زیادہ ہے؟

(۵) آپ توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کفر سمجھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جن عبارات کو کفریہ قرار دیا ہے۔ آپ ان کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

(ماہنامہ انیس اہلسنت فیصل آباد ستمبر ۱۹۸۷ء)

آزاد کشمیر:- کتاب "خطرہ کی گھنٹی" میں بعض انکشافات، حوالہ جات اور پروفیسر طاہر القادری کی فکری آزادی کے بارے میں پڑھ کر انتہائی دکھ ہوا۔ ان سے مسلکی خدمات کی بڑی توقعات وابستہ تھیں مگر بعض اجماعی مسائل سے انحراف اور اسلاف کرام کی روایات سے اعراض کا معلوم کر کے ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ احقر نے جناب پروفیسر صاحب کو بھی خط لکھا ہوا ہے۔ جس کا ہنوز جواب نہیں ملا۔ (صحیح جواب ملے گا بھی نہیں)
(مولانا) محمد بشیر مصطفوی عفا اللہ عنہ مہتمم دار العلوم محمدیہ نظامیہ۔ میرپور۔)

کھرکا شریف:- "بندہ پہلے تو پروفیسر صاحب کی بہت تعریف کیا کرتا تھا۔ کیسٹ شدہ تقاریر سماعت کیا کرتا تھا گویا کہ پروفیسر صاحب کا بڑا معتقد تھا۔ لیکن جس وقت مجھے دیت کے مسئلہ کی خبر پہنچی کہ پروفیسر نے اجماع صحابہ و خلفاء و ائمہ اربعہ کی مخالفت کی تو اس کی وجہ سے جو محبت و الفت میرے دل میں تھی وہ اس طرح نکل گئی کہ جس طرح مکھی وغیرہ کو دودھ سے نکالا جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص اجماع صحابہ و ائمہ اربعہ کی مخالفت کرے وہ گمراہ اور بدعتی ہے۔ علاوہ ازیں جب میں نے پروفیسر کی یہ بات سنی کہ میری محفل میں تمام لوگ آسکتے ہیں اہلحدیث و شیعہ وغیرہ اور میں ان کی دعوتوں میں جا سکتا ہوں۔ تو اس سے بھی دل ان سے متنفر ہو گیا۔ اس لئے کہ رب تعالیٰ اور اس کے حبیب دو جہان کے طبیب نے غیر مذہب کی مجلس میں جانے سے سخت ممانعت فرمائی ہے۔ جو قرآن اور احادیث وغیرہ میں واضح ہے۔ (صاحبزادہ سید علی عابد شاہ بخاری کھرکا شریف ضلع گجرات)

مولانا عبد الستار خاں نیازی:- "لاہور (نامہ نگار) جمعیت علماء پاکستان کے ایک اجلاس کے دوران ● اکابرین جمعیت کے مابین پروفیسر طاہر القادری کے خیالات و افکار پر گفتگو ہوئی ارکان نے اس تاثر کا اظہار کیا کہ پروفیسر طاہر القادری کے خیالات و افکار ارکان کے بقول مسلک اہل سنت سے مطابقت نہیں رکھتے ● مولانا عبد الستار خاں نیازی نے کہا کہ وہ پروفیسر طاہر القادری کی کتابیں دیکھنے کے بعد ان کے خیالات سے باخبر ہو گئے ہیں لہٰذا وہ آئندہ ادارہ منہاج القرآن کے سٹیج پر قطعاً نہیں جائیں گے۔ ● جمعیت کے اس اجلاس میں مولانا شاہ احمد نورانی۔ مولانا عبد الستار خاں نیازی اور پیر برکات احمد مہمان خصوصی تھے۔" (جنگ لاہور ۲۳ ستمبر ۱۹۸۷ء)

اجماع:- طاہر القادری وغیرہ منکرین اجماع کے نظریہ کے رد میں لکھا ہے۔ کہ "صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور اولیاء و صلحاء امت کی اتباع..... توسل منہاج خلافت ہے ● ہر مسئلہ میں اجماع امت اور فقہاء امت کے اجماعی فیصلے کی غیر مشروط اطاعت" ● اتحاد بین المسلمین کا یہ مطلب نہیں کہ اجماع ماضیہ کی گرفت کو بھی ڈھیلا کر دیا جائے بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ ماضی کے اجماع کی روشنی میں آئندہ کے اجماع اور اجتہاد کو ختم کیا جائے ● قرآن پاک سورۃ نساء آیت ۱۱۵ میں سبیل المؤمنین سے انحراف کو دین میں افتراق و انتشار کا نام دیا گیا ہے اور اہل ایمان کی کثرت رائے کے فیصلے کو محفوظ سمجھا گیا ہے۔"
(کتاب اتحاد بین المسلمین ص۶۹۔۷۰)

تقدسِ رضویت حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب بریلوی (علیہ الرحمۃ)

تھے نے پروفیسر صاحب سے اپنے ایک خط میں جواب طلبی کی تھی اور پروفیسر صاحب نے اس کا "مفصل جواب" شائع کر کے اپنی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی تھی مگر حضرت مفتی صاحب نے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل پروفیسر صاحب کے جواب کو مسترد کرتے ہوئے اس پر عدم اطمینان کا اظہار کیا اور پروفیسر صاحب کا "جواب الجواب" لکھ کر پروفیسر صاحب کو لاجواب کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کا وہ تاریخی "جواب الجواب" درج ذیل ہے۔

"پروفیسر طاہر القادری صاحب! السلام علیکم!

آپ کا تفصیلی خط مجھے ایسے وقت ملا جب میں حرمین طیبین اور بغداد شریف کی حاضری کے لئے پابرکاب تھا وہاں سے تقریباً ایک ماہ بعد واپس آیا تو آپ کے جواب کی روشنی میں دوبارہ خط لکھنا مناسب سمجھا کیونکہ آپ کے اس جواب سے تو متعلقین کے خدشات اور پختہ ہو رہے ہیں۔ جہاں تک تنقید کی بات ہے اگر اس میں حقیقت ہو تو اسے مان لینا چاہیئے۔ یہ وسیع النظری اور پختہ عمل کی علامت ہے۔ صرف اپنی ہی بات پر اڑ جانے سے تو فرقوں نے جنم لیا ہے۔

دورنگی:۔ آپ کی ذہانت اور مقبولیت کی بڑی خوشی ہوتی اگر اکابرینِ امت سے آپ کے خیالات نہ ٹکراتے اس خط میں آپ ایک مقام پر گستاخانِ رسول کے متعلق کفر و ارتداد کا فتویٰ دے رہے ہیں اور دوسری جگہ ان کو علی التحقیق مسلمان بھی تصور کر رہے ہیں۔

آپ ذرا وضاحت کریں کہ آپ کے نزدیک کون لوگ گستاخِ رسول ہیں اور ان مکاتبِ فکر کی بھی نشان دہی کریں جو آپ کے نزدیک علی التحقیق مسلمان ہیں اور کیا مندرجہ ذیل عبارتیں گستاخی ہیں کہ نہیں؟

عبارات:۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان" میں لکھا کہ ● جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار، سو ان معنوں کہ ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے ● یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی، نیز لکھا کہ ● ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کے شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے" مولوی قاسم نانوتوی "تحذیر الناس" میں لکھتے ہیں "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔" مولوی خلیل احمد نے "براہین قاطعہ" میں لکھا ہے کہ "الحاصل غور کرنا چاہیے۔ کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔" مولوی اشرف علی نے "حفظ الایمان" میں لکھا "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی

کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ
ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے
لئے بھی حاصل ہے۔"

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی مرتبہ کتاب
"صراطِ مستقیم" میں لکھا ہے کہ "نماز میں پیر اور اس
کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ
جناب رسالت مآب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل
اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔"
(ترجمہ فارسی) اسی طرح قرآن پاک کو نامکمل کہنا
جبرائیل امین کو غلطی کا مرتکب بتانا۔ خلیفہ اوّل کی
خلافت کو غلط تصور کرنا۔ صحابہ کرام خصوصاً شیخین
پر سب و شتم کرنا گستاخی ہے کہ نہیں؟ آپ
جس اختلاف کو فروعی اور معمولی سمجھ رہے ہیں ذرا
اس کی نوعیت اور سنگینی کو دیکھیں جو بات کفر و ارتداد
تک پہنچائے وہ معمولی نہیں ہو سکتی آپ نے غلط فہمی
پیدا کرنے والی عبارت کو اس کتاب سے نکلوانے کا
وعدہ کیا اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ مگر رسالہ
"دید و شنید" کے غیر ذمہ دار صحافیوں پر آپ نے
کیا قدم اٹھایا اور ان کے متعلق کونسی قانونی چارہ
جوئی کی صرف مرکز پہ رسالہ فروخت نہ کرنے سے
کیا فرق پڑتا ہے۔ اخبارات اور رسائل میں آپ
کے انٹرویوز اور تقاریر اگر کبھی غلط رنگ سے
چھپ جائیں تو فوری طور اس کے متعلق تردیدی
بیان دیا کریں اسی طرح ناکردہ گناہ اور عوام و خواص
کی غلط فہمی خود بخود ختم ہو جائے گی۔

فرقہ واریت:۔ آپ نے لکھا ہے کہ آپ کا
کسی فرقہ سے تعلق نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔
بُرے فرقہ سے تو اللہ جل شانہ آپ کو بچائے کیا
اچھے فرقے سے بھی آپ کو نفرت ہے؟ واضح ہو
کہ امت میں فرقہ بندی موجود ہے۔ ارشاد گرامی ہے
کہ: "تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة
کلهم فی النار الا ملة واحدة" کی موجودگی کا
انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسا دن کے وقت سورج
کا انکار کرنا اور جس فرقہ بندی سے امت کی تباہی
اور بعض فرقوں کی تکفیر تک نوبت آئی یہ ساری
دنیا میں اور ہمارے پاکستان اور ہندوستان میں
متعارفہ فرقہ بندی ہے لیکن بعض باتیں ایسی بھی
ہوئی ہیں جن میں اختلاف کا ہونا نہ افتراق امت
کا سبب بنا نہ اس کی وجہ سے فساد ہوا اور نہ ہی
مسلمان اس کو فرقہ بندی شمار کرتے ہیں اور یہ
اختلاف، اختلاف امتی رحمة کا مظہر ہے آپ
نے بھی اپنی کتاب میں ایسی گروہ بندی کو مستحسن قرار دیا
ہے اور یہ وجہ لکھی ہے کہ ایسے اختلافات کی وجہ سے
زیادہ تحقیق کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ سمجھئے کہ
اس کی مثال شریعت میں حنفیت، شافعیت، مالکیت،
اور حنبلیت ہے اور طریقت میں قادریت چشتیت
نقشبندیت اور سہروردیت ہے یہ فروعی اختلافات
کہلاتے ہیں ان کی وجہ سے نہ کہیں فساد ہوتا
ہے نہ کوئی ایک دوسرے کو برا بھلا کہتا ہے
اور نہ ہی اس کے متعلق کسی مسلمان کے ذہن
میں فرقہ بندی کا تصور ہے۔

اصل فرقہ بندی:۔ عقائد میں اختلاف
اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام اور خصوصاً حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین

اور ائمہ مجتہدین کی توہین و تنقیص کی وجہ سے پیدا ہوئی اور اسی نے مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ ان میں سے ایک فرقہ شیعہ ہے جو کلام اللہ کو محفوظ و مکمل نہیں مانتا۔ جبرائیل امین کو غلطی کا مرتکب قرار دیتے ہیں کہ اس نے وحی پہنچانے میں غلطی کی تھی۔ خلفاء ثلاثہ خاص طور پر شیخین کو سب و شتم کرنا اور ان پر تبرا کرنا اپنا شعار بنایا ہوا ہے۔ مزید ان کے عقائد کی تفصیل ان کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

فرقہ وہابیہ:۔ سب سے زیادہ تفریق بین المومنین اور مسلمانوں کی جمعیت کو تباہ کرنے والا دوسرا فرقہ وہابیہ ہے جو کہ بعد میں دیوبندیت کے نام سے مشہور ہوا۔ جس کی حدیث میں اطلاع پہلے سے دی گئی اور اس کے پیدا ہونے کی جگہ بھی بیان فرما دی تھی "ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان"۔ چنانچہ اس فرمان کے مطابق ابن عبدالوہاب نجد میں پیدا ہوا اس نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا جس کی بنیاد توہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے پر رکھی● اس نے جو کتاب بنام "کتاب التوحید" لکھی تھی اس میں کفر و شرک کی اتنی بھرمار ہے کہ آج دنیا میں شاید ہی کوئی مسلمان ان کے اس حکم شرک و کفر سے بچا ہو۔ ان کے متعلق فتاوی رشیدیہ میں لکھا۔ "ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے"۔ ہندوستان میں وہابیت کے معلم اول مولوی اسماعیل دہلوی حج کو گئے اور وہ کتاب التوحید عربی سے آئے۔ اکثر جگہ بعینہ اس کا ترجمہ کرکے اور اپنی طرف سے فائدے بڑھا کر ایک کتاب لکھی جس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا۔ اسے دیوبندی اپنے عقائد کی اساس قرار دیتے ہیں۔ "فتاوی رشیدیہ" میں ہے کہ۔ "تقویۃ الایمان" نہایت عمدہ کتاب ہے"۔ مولوی مودودی نے اپنی کتاب "تجدید و احیاء دین" میں مولوی اسماعیل کو مجدد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے "تقویۃ الایمان" اور اس کے مصنف کی تعریف و توصیف کرنے والے سب اسی فرقے کے نمائندے ہیں غیر مقلد، دیوبندی اور مودودی اسی وہابیت کی مختلف شاخیں ہیں انہوں نے وہابیت کے بدنام ہونے کی وجہ سے اپنے نام بدل لئے ہیں مگر عقیدے وہی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

اسے کہتے ہیں:۔ فرقہ بندی اور یہی فرقہ بندی ہے جس نے امت مسلمہ کو گروہوں میں تقسیم کر دیا اور ان کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا۔ اسی فرقہ بندی کو ہر مسلمان فرقہ بندی سمجھتا ہے اور قابل مذمت قرار دیتا ہے۔ آپ اپنی کتاب "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" میں فرقہ بندی کا تذکرہ یوں کرتے ہیں● صفحہ ۵ "فرقہ پرستی کی تنگناؤں میں بھٹکنے والے ناعاقبت اندیش مسلمان کے لئے زوال بغداد کی تاریخ عبرتناک منظر پیش کر رہی ہے"● اسی صفحہ پر ہے "وزیر اعظم کی سیاست شیعہ مسلک کے گرد گھومتی تھی جبکہ خلیفہ کا بیٹا ابوبکر سنی عقائد کا نقیب تھا۔ دونوں فرقے باہم دست و گریبان تھے"
● صفحہ ۶ "پھر جو تباہی ہوگی اس میں نہ کوئی بریلوی بچ سکے گا نہ دیوبندی نہ کوئی اہلحدیث اور نہ کوئی شیعہ"

بریلویت:۔ صفحہ ۱۱۱ "بریلویت، دیوبندیت، اہلحدیثیت، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بھی اسی کو ہی فرقہ بندی قرار دیتے ہیں اور حنفیت و شافعیت اور قادریت و چشتیت وغیرہ کو آپ نے بھی فرقہ بندیت میں شمار نہیں کیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ انہیں قابل مذمت فرقوں میں آپ نے بریلویت کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ بریلویوں کے متعلق ایسی باتوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ جن کی بناء پر آپ نے ان کو بھی گستاخ اور بدعقیدہ فرقوں میں شمار کیا ہے۔ یہ افسوسناک بات ہے۔

بریلوی مسلک:۔ واضح ہو کہ بریلویت کسی مذہب کا نام نہیں ہے جو اس سے کسی کو وحشت ہونے لگے یہ ایک مرکز روحانی و علمی کی نسبت ہے جس نے وہابیت کے فتنہ کا پردہ چاک کیا اور مقامِ نبی و ولی کا تحفظ و دفاع کیا۔ مُقِر اور منکر کے درمیان امتیاز کی خاطر متعلقین نے اپنا تعارف مرکز علمی کی نسبت سے کروانا شروع کیا اور بریلوی کہلائے ورنہ ان کے عقائد وہی ہیں جو سلف صالحین کے تھے اور یہ قرآن و سُنّت کے عین مطابق ہیں آپ کے بقول۔ مسلکِ اہل سُنّت ہرگز فرقہ نہیں ہے اور امت مسلمہ کا سوادِ اعظم ہے ایسے ہی بریلوی مسلک بھی امتِ ناجیہ کا سوادِ اعظم ہے۔ اور اسے وقتی تعارف کی ضرورت کے پیش نظر بریلوی کہا جاتا ہے۔ فقط

(فقیر تقدس علی قادری رضوی بریلوی
شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ ضلع خیرپور سندھ)

مفتی قاری محبوب رضا خان بریلوی کراچی

آپ نے پروفیسر طاہر القادری کے رد میں دو کتابیں لکھی ہیں ● "فتنۂ طاہری کی حقیقت" اور ● "علمی گرفت پروفیسر"۔ ان دونوں کتابوں میں تفصیل کے ساتھ فتنۂ طاہری و پروفیسری مسلک کا رد کیا ہے۔ اور آخر میں بدیں الفاظ اتمام حجت فرمائی ہے۔ کہ ● "پروفیسر صاحب کے اقوال مذکورہ فی السوال بعض حرام و گناہ اور بعض بدعت و ضلالت اور بعض کلمات کفر والعیاذ باللہ تعالیٰ اور قائل مذکور بحکم شرع۔ فاسق و فاجر بدعتی خاسر مرتکب کبائر گمراہ غادر اس قدر پر تو اعلیٰ درجہ کا یقین ● اس کے علاوہ اس پر حکم کفر و ارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا راستہ مسدود ہے ایک ہی راہ ہے جس کو اختیار کرکے وہ مسلمان رہ سکتے ہیں ● صدق دل سے توبہ کریں اور بالاعلان توبہ کریں اور اس کو شائع کریں اور تجدید نکاح و تجدید بیعت کریں اور آئندہ سوچ سمجھ کر لکھا کریں"۔ (فقیر محبوب رضا قادری رضوی مصطفوی سابق مفتی دار العلوم امجدیہ کراچی)

تائید:۔ فقیر اس کی تائید کرتا ہے اور تصدیق کرتا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری مذہب حق مذہب اہل سُنّت سے خارج ہے اور گمراہ بدمذہب ہے اس نے راہ مسلمین سے ہٹ کر الگ اپنا نیا مذہب بنانے کی سعی کی ہے اور اس نے دیوبندیوں وہابیوں شیعہ رافضیوں اور بے دینوں کے پیچھے نماز پڑھنے اور اس کو پسند کرنے کے عمل سے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے مسلک سے انحراف کیا ہے۔ مولیٰ عز و جل مسلمانوں کو اس نئے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ (فقیر ابو الجبر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی غفرلہ، خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر)

طاہر القادری اور اسکے والد حقائق کی کسوٹی پر

(مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد کا متفقہ فتویٰ)

الجواب۔ وھو الموفق للحق والصواب۔

"طاہر القادری نے جب سب سے پہلے ٹھوکر کھائی اور عورت کی دیت کے مسئلہ میں اجماع امت کی مخالفت کی اور علمائے حق کے سمجھانے کے باوجود رجوع نہ کیا۔ بلکہ ائمہ مجتہدین کو اپنا فریق گردانا اور اپنے اس غلط خیال کو قرآن حدیث کے مطابق ثابت کرنے کے لئے "نوائے وقت" کے کئی کالم کالے کئے تو ہم نے اسی وقت اندازہ لگا لیا تھا۔ کہ یہ شخص خطرناک حد تک بہک جائے گا اور امت مسلمہ (صلی اللہ تعالےٰ علیٰ نبیہا وسلم) کو سخت نقصان پہنچائے گا۔ **مخبر صادق** صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ "میری امت کے لئے سب سے زیادہ خطرناک چرب زبان منافق ہے۔" (الجامع الصغیر صفحہ)

طاہر القادری اب بالکل بہک چکا ہے اور اس کی چرب زبانی نے اسے گمراہی کے عمیق ترین گڑھے میں گرا دیا ہے اور اس کا اندرونی خبث کھل کر باہر آگیا ہے اور اب یہ فریب خوردہ سُنیّوں کو ان کے اکابر سے بالکل بے تعلق کرنے کے لئے ان کے اکابر علماء کو پھانسی دینے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ تاکہ نہ علماء حق رہیں نہ فریب خوردہ سُنّی عوام اس کے جال سے نکل سکیں۔ **طاہر القادری** کا خود کو قادری کہنا بھی خطرناک دھوکا ہے کیونکہ قادری کہلانا غوث اعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی غلامی کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر یہ شخص آپ کا غلام نہیں کیونکہ آپ فرماتے ہیں۔

ہدایات غوث اعظم۔ فعلی المؤمنین اتباع السُّنۃ والجماعۃ یعنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ ● سنت وجماعت کی پیروی کریں ● اور اہل بدعت (روافض وخوارج) سے پرہیز کریں ● نہ ان کی تعداد بڑھائیں نہ ان کے قریب جائیں نہ انہیں اپنے قریب لائیں۔ نہ انہیں سلام کہیں ● نہ ان کے جلسوں میں جائیں نہ انہیں اپنے جلسوں میں بلائیں۔ نہ عید و سرور کے موقعوں پر انہیں مبارک دیں ● ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں ان کے لئے رحم کی دعا نہ کریں بلکہ ان سے دور رہیں اور انہیں دور رکھیں ● اور انہیں اللہ کا دشمن جانیں۔ ان کے مذہب کے غلط ہونے کا یقین رکھیں ● اور ان سب باتوں کو بڑے ثواب اور بڑے اجر کے حصول کا ذریعہ جانیں۔" (غنیۃ الطالبین مصری صفحہ)

عبارت مذکورہ میں جو چیز مسلمانوں پر لازم فرمائی گئی ہے۔ اس کو طاہر القادری نے انتہا پسندی سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس کی سزا پھانسی بتائی ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم شریف کا اتنا بڑا باغی ہو کر خود کو قادری لکھنے سے نہیں شرماتا۔ کیا یہ منافقت نہیں کیا یہ دھوکا نہیں کیا یہ جھوٹ نہیں۔؟

والد کی جھوٹی کہانی۔ طاہر القادری نے کہا ہے کہ "علوم دینیہ میں ان کے (والد) کے اساتذہ میں مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ اور مولانا ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ (رحمۃ اللہ علیہ)

کی شخصیت کو چھوڑ کر پاکستان کے اندر اس جیسا استدلال و استنباط و استخراج نہیں دیکھا۔ خلفنا خدا نے ان (والد گرامی) کو عطا فرمایا تھا۔ (قومی ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۹ء ر)

جواب اس عبارت کے ذریعہ طاہر القادری نے • استاذی المکرم محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد صاحب • سیدی المکرم مولانا علامہ ابوالبرکات شاہ صاحب مفتی اعظم پاکستان قدست اسرارہم کی شان میں جہاں سخت گستاخی کی ہے۔ وہاں کئی جھوٹ بھی بولے ہیں۔ کیونکہ ان ہر دو بزرگوں کے علم و فضل کے سامنے ڈاکٹر فرید الدین مرحوم (والد ماجد طاہر القادری) بالکل لاعلم دکھائی دیتے تھے ان ہر دو علم و فضل کے سمندروں سے اپنے باپ کے علم کو بڑھانا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ جس پر جامعہ رضویہ کے وہ مدرسین گواہ ہیں • جن سے ڈاکٹر فرید الدین مرحوم استفادہ کیا کرتے۔ عربی عبارات کے اعراب معلوم کیا کرتے اور فقہی جزئیات دریافت کیا کرتے تھے • اور ان میں یہ نقیر بھی شامل ہے اور مولانا مفتی محمد امین صاحب بھی اور حضرت مولانا محمد عبد القادر شہید (علیہ الرحمۃ) وغیرہ بھی۔ ڈاکٹر فرید الدین جب ہمارے پاس مسائل کی تحقیق کے لئے آتے تو ہمیں بہت خوشی ہوتی کہ ایک داڑھی منڈا دینی مسائل کی جستجو کر رہا ہے۔ بیٹے پر ماں باپ کی اطاعت بھی لازم ہے اور تعریف و توصیف بھی۔ لیکن تعریف و توصیف میں غلط بیانی اور بزرگوں کی توہین درست نہیں۔ محدث اعظم پاکستان۔ مفتی اعظم پاکستان اور غزالی زماں اقدست اسرارہم کے ہزاروں تلامذہ پاک و ہند میں ایسے موجود تھے اور موجود ہیں جن کے سامنے ڈاکٹر صاحب مرحوم صرف طفل مکتب کی حیثیت رکھتے تھے • مولانا محمد عبد اللہ صاحب قصور والے، مولانا مفتی غلام سرور صاحب لاہور والے، مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب گوجرانوالہ والے انہیں مذکورۃ الصدر حضرات کے شاگرد ہیں۔ مگر طاہر القادری علم و عمل میں صحیح اپنے والد مرحوم کے ان کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

واقعہ ایک بار میں اور ڈاکٹر فرید الدین مرحوم جامعہ قطبیہ جھنگ کے سالانہ جلسہ میں حاضر ہوئے مجھے کسی نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب ادراک حیوانات پر اطلاق علم کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ میں نے مَا مِنْ شَيْئٍ اِلَّا وَيَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ حدیث پڑھ کر ڈاکٹر صاحب کے خیالات کا رد کیا اور ثابت کیا کہ کتاب وسنت میں ادراک حیوانات پر علم کا اطلاق موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے میری تقریر سنی مگر مجھ سے گفتگو کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ بعض حضرات نے گفتگو کرنے پر اصرار کیا تو بھاگ گئے ہیں عافیت سمجھ کر جلدی جلدی تشریف لے گئے۔

داڑھی سے گریز - ایک بار ان سے عرض کی گئی کہ آپ دوسروں کو وعظ کرتے ہیں۔ مگر آپ خود داڑھی نہیں رکھتے۔ تو بولے اگر میں داڑھی رکھوں تو مولوی بن جاؤں گا۔ پھر بابو لوگ مجھ سے مستفیض نہ ہو سکیں گے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ لوگ ان کے پاس دوائی لینے اس لئے آتے ہیں۔ کہ وہ داڑھی منڈے ہیں اگر داڑھی رکھ لیں گے۔ تو لوگ دوائی لینی چھوڑ دیں گے (معاذ اللہ) حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے — اور یہ جواب حد درجہ لچر ہے اور اس دعوٰی کے منافی ہے جو دعوٰی طاہر القادری نے اپنے باپ کے علم اور روحانی نسبت کی بابت کیا ہے۔ اگر انہیں سلسلہ عالیہ قادریہ سے پختہ نسبت حاصل ہوتی اور قرآن حدیث و فقہ و تصوف کی تعلیم مکمل کی ہوتی تو ایسا بیہودہ جواب دینے سے ضرور شرماتے اور صاف لفظوں میں اپنی غلطی کا اعتراف کر کے تائب ہوتے اور بال بال کا گناہ تسلیم کرتے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ ~~~

ؑ باپ کی طرح طاہر القادری نے جھگولانا کہنے سے روک دیا ہے اور بیٹے داڑھی بھی منڈانے کتراتے رہے ہیں۔

اگرچہ ریش منڈانے میں ہے صفائی رخ
گنہگار مگر بال بال ہوتا ہے

چونکہ ہزاروں علماء ڈاکٹر صاحب سے علمی تبحر میں بڑھ کر ہیں۔ لہذا طاہر القادری کا یہ جھوٹ ہزاروں جھوٹوں کے برابر ہے۔ **دوسرا جھوٹ** طاہر القادری نے کہا ہے کہ "ایک بڑے اہم مسئلے پر قبلہ کاظمی شاہ صاحب اور قبلہ اباجی کے مابین علمی اختلاف تھا۔ اس مسئلہ پر قبلہ کاظمی شاہ صاحب اور والد صاحب قبلہ کے درمیان دو اڑھائی گھنٹے گفتگو ہوئی۔ قبلہ والد صاحب نے اپنے موقف کے حق میں بیسیوں کتابوں کے حوالہ جات عبارات اور مقامات کاظمی شاہ صاحب کے سامنے رکھے اور ان پر بحث کی۔ والد صاحب جو حوالہ جو عبارت پیش کرتے قبلہ کاظمی شاہ صاحب فرماتے یہ میری نظر سے نہیں گزرا[1]"

جواب۔ پہلی عبارت میں محدث اعظم پاکستان اور مفتی اعظم پاکستان سے اپنے باپ کو بڑھا کر ان کی گستاخی کی تھی۔ اور اس عبارت میں غزالی زماں علیہ الرحمۃ سے بڑھا کر ان کی بھی گستاخی کر ڈالی۔ سچ ہے جس متکبر کے دل کو بزرگوں کے بغض اور بے دینوں کی حب نے کالا کر دیا ہو وہ کسی کو معاف نہیں کرتا۔ قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ جیسے پیکر علم وفضل سے کسی مسئلہ میں اختلاف کر کے ان کے حضور ڈاکٹر فرید الدین جیسے آدمی کا دو اڑھائی گھنٹے تک صرف بیٹھنا بھی ممکن نہیں۔ ان سے بحث کرنا تو بڑی دور کی بات ہے۔

ع۔ ایں خیال است ومحال است وجنوں

کیا طاہر القادری میں ہمت ہے کہ ان بیسیوں کتابوں کے نام بتائے جو علامہ کاظمی صاحب کی نظر سے نہیں گزری تھیں اور اگر ایسی کتب کے نام نہ بتا سکیں اور ہرگز نہ بتا سکیں گے تو انہیں چاہیے کہ اس جھوٹ سے جو بیسیوں جھوٹوں کے برابر ہے۔ علی الاعلان توبہ کریں اور آئندہ جھوٹ جیسی رسوا کن گفتگو سے احتراز کریں اور سچ بولنے کا عزم بالجزم کریں۔ **تیسرا جھوٹ** طاہر القادری نے کہا ہے کہ "والد صاحب کو سلطان العارفین حضرت باہو علیہ الرحمۃ کی بیداری میں زیارت ہوئی۔ دمشق میں انہیں ایک ابدال نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا دکتور کہہ کر پکارا۔ پھر اس ابدال کی مدینہ طیبہ میں تراویح کے دوران زیارت ہوئی۔ سیدنا حضرت علی شیر خدا کی روح مبارک ایک نور بن کر چمکی۔ انہوں نے بیداری کے عالم میں والد صاحب کو اپنی زیارت کروائی اور پکڑ کر مدینہ پاک پہنچا دیا۔ مجھے یہاں میاں صالح محمد نے فرمایا۔ "ہم تمہارے والد کو بڑے بڑے اولیاء کی مجالس میں دیکھتے ہیں۔ یہ اونچی کچہریوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ اباجی اعتکاف میں تھے کہ چھبیسویں شب رمضان حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ فریدالدین اٹھو آج لیلۃ القدر ہے۔ آج بارہ بجکر پچاس منٹ پر وہ مبارک گھڑی ہے۔" (قومی ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۹ء)

جواب۔ یہ سب باتیں فی نفسہ ممکن ہیں۔ لیکن ڈاکٹر فرید الدین مرحوم کے ساتھ اگر ان میں سے کوئی ایک واقعہ پیش آیا تو ان کا دل فی الفور جگمگا اٹھتا۔ اور وہ سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق داڑھی رکھنے کا عزم بالجزم فرما لیتے اور سال ہا سال تک سنت رسول اللہ کے قتل کرنے کا جو جرم عظیم کرتے رہے۔ اس پر اتنے نادم ہوتے کہ ان کے کپڑے آنسوؤں سے تر ہو جاتے اور تادم واپسیں رو رو کر اس گناہ کی معافی مانگتے۔ سنا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کے اخیر

[1] قومی ڈائجسٹ۔

زمانے میں داڑھی رکھ لی تھی مگر سُنت کے مطابق
یکمشت نہ ہو سکی کہ وہ فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چوتھا جھوٹ "نجدی علماء سے توسل شفاعت
وغیرہ مسائل پر والد صاحب نے مناظرے کئے۔ ہر
روز بادشاہ بھری مجلس میں اعلان کرتا۔ اے علماء عرب
تم ہار گئے۔ اور ڈاکٹر فرید الدین تم جیت گئے" (حوالہ مذکور)

جواب - نجدی وہابی مذہب سراسر جھوٹا ہے اس
لئے ان سے جب کبھی کسی سُنی عالم نے مناظرہ کیا۔ تو
نجدیوں نے شکست ہی کھائی۔ اس لئے جتنا علم ڈاکٹر
فرید الدین کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا اتنے علم والا نجدیوں
کو شکست تو دے سکتا ہے۔ مگر طاہر القادری کی گھڑی ہوئی
کہانی ساری کی ساری جھوٹی ہے کیونکہ • اگر بادشاہ نے ہر
روز وہابیوں کی شکست کا اعلان کیا ہوتا تو سارا سعودی معاشرہ
وہابیت کے ناپاک جراثیم سے پاک ہو گیا ہوتا اور ہر
گھر آفتاب سُنیت سے جگمگاتا نظر آتا۔ مگر ایسے ہوا
نہیں۔ بلکہ وہ لوگ وہابیت میں پہلے سے زیادہ پختہ ہو
گئے۔ کہ ہر سال کروڑ ہا ریال وہابیت و نجدیت کی تبلیغ
کے لئے پاک و ہند میں خرچ کر رہے ہیں۔ اور بارگاہِ
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی تعداد دن
بدن بڑھ رہی ہے۔ اور قیامت کے آثار نمایاں طور پر
دکھائی دے رہے ہیں۔ کہ "صبح کو مومن ہوں گے۔ شام کو
کافر ہو جائیں گے۔ شام کو مومن ہونگے۔ صبح کو کافر ہو جائینگے"۔

متفقہ فتویٰ طاہر القادری کی بابت اس کی تحریر و
تقریر کے پیش نظر یہ متفقہ
فتویٰ دیا جاتا ہے کہ • یہ شخص اگر پہلے سُنی تھا تو اب
سُنی نہیں رہا • اگر پہلے قادری تھا تو اب قادری نہیں
رہا • اگر پہلے علماء حق اہلسنت وجماعت کا
محب تھا تو اب محب نہیں رہا۔ دشمن بن چکا ہے۔
• اس کی اقتداء میں نماز پڑھنی منع ہے • اس کے
منہاج القرآن میں بچوں کو تعلیم دلانا خطرناک ہے۔
• اس کی تقریر و وعظ سننا مہلک ہے۔

کیونکہ سُنی ہونے کے لئے صرف میلاد و معراج
کی محافل میں شریک ہونا اور اعراس و فاتحہ خوانی کو جائز
سمجھنا کافی نہیں بلکہ تمام عقائد حقہ کا ماننا بھی ضروری ہے
اور گستاخانِ بارگاہ رسالت و گستاخانِ بارگاہ خلافت و
گستاخانِ بارگاہ اہلبیت سے متنفر بیزار ہونا بھی ضروری
ہے۔ سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔
"اللہ و رسول (جل مجدہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے دوستوں
سے دوستی رکھو اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کرو کیونکہ
اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس
کے بغیر کوئی آدمی لذتِ ایمان نہیں پا سکتا۔ اگرچہ اس
کی نمازیں بھی زیادہ ہوں اور روزے بھی (کنز العمال)
طاہر القادری چونکہ تمام بے دینوں سے خارجیوں۔ روافضیوں
سے شانِ رسالت و شانِ ولایت کے دشمنوں اور باغیوں
سے محبت کرتا ہے۔ انہیں اپنی جماعت میں شامل کرتا ہے۔
شیعوں، سُنیوں میں فرق نہیں کرتا۔ اس لئے یہ اللہ کی
دوستی سے محروم ہے اور لذتِ ایمان سے بھی نا آشنا ہے
مذہب اہلسنت وجماعت سے خارج ہے اور سُنیوں
کا مخالف ہے"۔ (مولانا حافظ) ابو البیان محمد احسان الحق
قادری رضوی مدرس مرکزی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد۔

تصدیق مدرسین - (شیخ الحدیث مولانا) غلام رسول رضوی
• (مفتی) محمد اسلم رضوی • محمد حبیب الرحمٰن • ابو صالح محمد
اللہ بخش • محمد نظام الدین • محمد سعید نقشبندی • قاری محمد اقبال
مدرسین مرکزی دار العلوم اہلسنت جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

شارحِ مشکوٰۃ مفسرِ قرآن علامہ مفتی احمد یار خاں اور اہمیتِ اجماع

آئندہ صفحات میں پیر محمد کرم شاہ صاحب نے جس آیت کے تحت اجماعِ امت کی اہمیت بیان کی ہے۔ اسی آیت کے تحت مفسر قرآن علامہ مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ

"اجماع اُمت:۔ دلیل قطعی ہے..... رب تعالیٰ نے مخالفتِ رسول اور مخالفت اجماع دونوں کی سزا جہنم قرار دی۔ لہٰذا خلافتِ صدیق و فاروق کا منکر قطعی کافر ہے۔ کہ وہ اجماع صحابہ کا انکاری ہے۔

● تقلید ائمہ ضروری ہے۔ کیونکہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے۔ تمام اولیاء علماء محدثین مفسرین مقلد ہوئے۔ ان کی مخالفت کر کے غیر مقلد بننا مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راہ اختیار کرنا ہے۔ اور اس آیت (کی وعید) کے تحت داخل ہے۔

● اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جماعت میں رکھے۔

● ہمیشہ وہی عقائد رکھو۔ جو آج تک عام مسلمانوں کے ہیں۔ عام اہل اسلام کے خلاف عقیدہ اختیار نہ کرو۔" (تفسیر نعیمی ج ۵ ص ۴۵۸)

مرآت شرح مشکوٰۃ:۔ میں حدیث وَھِیَ الْجَمَاعَۃ کے تحت فرمایا "جنتی ہونے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے سُنّت کی پیروی اور جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا۔ اسی لئے ہمارے مذہب کا نام اہل سُنّت وجماعت ہے ● جماعت سے مراد مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے۔" (مرآۃ جلد اوّل ص ۱۷۰)

● حدیث اِنَّ اللّٰہَ لَایَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ کے تحت فرمایا "مسلمانوں کا اجماع برحق ہے، جس پر سارے علماء و اولیاء متفق ہو جائیں۔ وہ ایسا ہی لازم العمل ہے۔ جیسے قرآن کی آیت۔ اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے۔

وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ ...... اجماعِ امت کا حجت ہونا یہ بھی سنت کی خصوصیت ہے.....

● حدیث اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کے تحت فرمایا "ہمیشہ وہ عقیدے اختیار کرو جو مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ہوں یہ حدیث منصوص اور غیر منصوص سارے احکام کو شامل ہے۔ آیات و احادیث کے جو معنی مسلمانوں کی بڑی جماعت نے سمجھے ہیں وہی حق ہیں آج اگر کوئی نئے معنی بتائے تو جھوٹا ہے۔" (مرآت ص ۱۷۱)

● "جس نے مسلمانوں کی بڑی جماعت کے خلاف عقیدے اختیار کئے۔ تو جماعت تو جنت میں جائے گی۔ اور یہ (مخالف) دوزخ میں۔ یہ حدیث تا قیامت بدمذہبیت سے بچنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ اگر مسلمان اس پر کاربند رہیں تو چھوٹے چھوٹے (نئے نئے) فرقے خود بخود ختم ہو جائیں۔" (مرآت ص ۱۷۲)

سوال:۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم نے تفسیر نعیمی میں لکھا ہے کہ "امام اعظم کے ہاں عورت مرد بچہ جوان سب کی دیت یکساں ہے۔" اور اس میں پروفیسر صاحب کے موقف کی تائید ہے۔ کہ عورت کی آدھی نہیں بلکہ پوری دیت ہے۔

جواب:۔ اوّلاً۔ مفتی صاحب کی تفسیر میں عورت کی

دیت پوری ہونے کی کوئی تصریح نہیں، صرف اتنا فرمایا
کہ عورت مرد، بچہ جوان سب کی دیت یکساں ہے۔
اور یکساں کا مطلب عورت کی دیت پوری ہونا نہیں۔
بلکہ یکساں لازم ہونا ہے۔ کہ عورت کی دیت بھی
لازم ہے۔ اس کا خون ضائع نہیں جائے گا۔ باقی رہی
مقدار۔ تو وہ بالاجماع عورت کی نصف دیت ہے۔
اور اجماع کی اہمیت و اجماع پر عمل کے متعلق مفتی
صاحب کی پر زور تصریحات نقل کی جا چکی ہیں۔ لہٰذا
پروفیسر صاحب کے خلافِ اجماع موقف کی تائید
میں مفتی صاحب کا حوالہ دینا سراسر ہٹ دھرمی ہے
یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو وہ اجماع پر اس
قدر زور دیں اور دوسری طرف خود اجماع کے خلاف
قول کریں۔ ثانیاً:۔ مفتی صاحب نے صرف عورت مرد
کی یکساں دیت لکھنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس
عبارت کے ساتھ ہی تفصیل جاننے کے لئے کتب
فقہ تفسیر کبیر اور تفسیرِ خازن ملاحظہ کرنے کا حکم فرمایا
ہے۔ جبکہ ان سب کتب میں عورت کی نصف دیت
ہی کا ذکر ہے۔ لہٰذا مفتی صاحب کی ادھوری عبارت
سے غلط تأثر دینا بالکل ناجائز ہے۔

ثالثاً:۔ تفسیرِ نعیمی میں اسی موقع پر مفتی صاحب
نے "وسوال فائدہ" کے تحت فرمایا ہے۔ کہ "دیت
مقتول کے ورثاء کو بطورِ میراث ملتی ہے" اور چونکہ
میراث میں عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے۔ لہٰذا اس
سے ثابت ہو گیا کہ عورت کی دیت بھی مرد سے نصف ہے
اور دیت و میراث میں مماثلت ہے۔

رابعاً:۔ حضرت مفتی صاحب کے استاذِ محترم
صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ
نے آیۂ مبارکہ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ کے تحت
لکھا ہے۔ کہ "یعنی (دیت) اس (مقتول) کے وارثوں
کو دی جائے۔ اور وہ اسے مثلِ میراث کے تقسیم کر لیں"
(پ۵ رکوع ۱۰) اس سے بھی دیت کا مثلِ میراث ہونا
واضح ہو گیا اور ان تمام شواہد سے عورت کی نصف
دیت کے مسئلہ کی تائید ہو گئی۔ اب ان حقائق کے
بالکل برعکس مفتی صاحب پر عورت کی پوری دیت کا
الزام بڑی زیادتی و ناانصافی کی بات ہے۔ جو کہ نہ صرف
خود صراطِ مستقیم سے بھٹکنا بلکہ بزرگوں کو بھی ناحق
اپنے ساتھ ملوث کرنے کی ناکام کوشش کرنا ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

خامساً:۔ بالفرض تفسیرِ نعیمی میں اگر عورت کی پوری
دیت کی تصریح بھی ہوتی (حالانکہ ایسا نہیں ہے) تو پھر
بھی اجماعِ اُمت کے بالمقابل وہ حجت نہ ہو سکتی۔
اور اجماعِ اُمت ہی واجب العمل ہوتا۔ جیسا کہ مفتی
صاحب نے خود اس کی تاکید شدید فرمائی ہے۔ ویسے
بھی عقل و نقل کی روشنی میں یہ کیسے ہو سکتا ہے
کہ کسی ایک قول کی بنا پر اجماعِ اُمت کو پس پشت
ڈال دیا جائے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ اجماع کے
پیشِ نظر کسی بزرگ کا قول چھوڑ دیا جائے۔ اور اس
بزرگ کو سہو و نسیان وغیرہ کے عذر کے باعث
معذور رکھا جائے ھٰکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق

تائید و تصدیق ۔ ۱۵ رجمادی الآخریٰ ۱۴۰۹ھ
کو مفسرِ قرآن حضرت مفتی احمد یار خان کے صاحبزادے
مولانا مفتی محمد مختار احمد صاحب زینتہ المساجد میں فقیر
کے پاس آئے اور انہوں نے فقیر کی مذکورہ تشریح کی تائید
کی اور فرمایا کہ تفسیرِ نعیمی کے آئندہ ایڈیشن کے حاشیہ پر بھی
اسکی وضاحت کر دی جائے گی

پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری اور ان کی تفسیر ضیاء القرآن

عورت کی نصف دیت اور اجماعِ امت کا مسئلہ

چونکہ بہت اہم اور قطعی مسئلہ ہے اس لئے دیگر کتب احادیث و تفاسیر و فقہ کی طرح مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی نے اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں بھی اس پر روشنی ڈالی ہے۔ آیہ۔ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ کے تحت تفسیر "قرطبی" کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ دِيَةُ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ مِائَةٌ اِبِلٍ فِيْ كُلِّ زَمَانٍ۔ یعنی ہر زمانہ میں آزاد مسلمان مرد کی دیت سو اونٹ ہے (ضیاء القرآن ص۳۷۷) اور تفسیر "ضیاء القرآن" کے ماخذ تفسیر "قرطبی" میں عورت کی دیت کے متعلق بطور خاص لکھا ہے کہ "نصف وراثت اور نصف شہادت کی طرح عورت کی دیت (خون بہا) بھی مرد سے نصف ہے اور اس مسئلہ پر علماء امت کا اجماع ہے (ملخصاً قرطبی ج۳ جز خامس ص۳۲۵)

عورت کی نصف دیت

منکرِ اجماع کا حکم :-

اور اس پر اجماعِ امت کی تصریح کے بعد تفسیر "ضیاء القرآن" میں اجماع کے مخالف و منکر کا حکم بھی بڑی اہمیت و شدت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ آیہ مبارکہ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ کے تحت پیر صاحب نے وضاحت و صراحت کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ "اس بدنصیب کا کیا حال ہوگا رحمت و توفیقِ الٰہی نے جس کی دستگیری چھوڑ دی ہو۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ● اور اجماعِ امت کی مخالفت سے انسان توفیقِ الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے ● اور شیطان کے ہاتھ میں محض ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے اور وہ جیسے چاہتا ہے اسے "نگنی کا ناچ نچاتا ہے"۔ (ضیاء القرآن ص۳۹۲)

صراطِ مستقیم :- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی تفسیر میں پیر صاحب نے لکھا ہے۔ "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" ان الفاظ میں راہِ حق کی ایسی نشاندہی فرما دی تاکہ تعصب اور ضد سے بلند ہو کر جو اس کا متلاشی ہو۔ وہ اسے پہچان لے۔ فرمایا جن لوگوں پر میں نے انعام و اکرام فرمایا ہے (انبیاء صدیقین شہداء و صالحین) جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں وہی سیدھا راستہ ہے۔ اب خود سوچ لو کس راہ پر ان نفوسِ قدسیہ کے نقوشِ پا ہیں (ضیاء القرآن ص۲۶)

خلاصہ :- تفسیر "ضیاء القرآن" و قرطبی کے مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ ● مرد کی بہ نسبت عورت کی دیت نصف ہے جیسا کہ اس کی وراثت و شہادت بھی نصف ہے ● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی طرح اجماعِ اُمت کی مخالفت کرنے والا شخص بھی بدنصیب اور شیطان کا کھلونا ہے ● بزرگانِ دین و اجماعِ امت کا راستہ ہی صراطِ مستقیم و راہِ حق اور سیدھا راستہ ہے۔ اور جس بدنصیب نے ان کی پیروی کی بجائے از خود کوئی نیا راستہ اختیار کیا اس نے راہِ حق و صراطِ مستقیم سے بھٹک کر گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تصویر کا دوسرا رُخ

جناب پیر محمد کرم شاہ صاحب کا فتویٰ اور خاص قرآن و تفسیر قرآن "ضیاء القرآن" کا مسئلہ نفصف وحیث اور منکر اجماع کے متعلق کتنا واضح و صحیح و صریح ہے مگر افسوس کہ اس فتویٰ و تفسیر اور حکم شرعی و قرآنی کے مخالف طاہر القادری کی پیر صاحب بطور خاص سرپرستی فرماتے ہیں۔ بلکہ "ارشادات الاکابر فی مقامات طاہر" وغیرہ میں باقاعدہ اس کی قصیدہ خوانی کرتے ہیں اور توجہ دلانے کے باوجود برابر اس کو نوازتے ہیں۔ اگر پروفیسر صاحب کو پیر صاحب کے فتویٰ و تفسیر قرآن و فرمان رحمان اور اجماع امت کا کوئی احترام و لحاظ نہیں تو کم از کم پیر صاحب کو تو اپنے لکھے ہوئے فتویٰ و تفسیر قرآن کا لحاظ و پاس فرمانا چاہیئے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ لوگ تو پیر صاحب کی تفسیر کے حوالے دیں اور خود پیر صاحب طاہر القادری کی سرپرستی فرمائیں مسئلہ اجماع کیطرح بسلسلہ صلح کلیت بھی پیر صاحب سے استفسار ملاحظہ ہو

پیر صاحب سے استفسار

فرمانِ رسالت:۔ وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً۔ یعنی میری امت تہتر گروہ میں متفرق ہوگی۔ جن میں سے بہتر جہنمی اور ایک گروہ ناجی و جنتی ہوگا (الحدیث مشکوٰۃ شریف ص۳۰)

دوسری حدیث:۔ میں فرمایا کہ "آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو میرے صحابہ کی شان میں تنقیص و کمی کرے گی ● خبردار ان کے ساتھ کھانا پینا نہ رکھو۔ ● خبردار۔ ان کے ساتھ رشتہ ناطہ نہ کرو ● خبردار ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو ● خبردار۔ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو ● ان پر لعنت پڑ چکی ہے" (غنیۃ الطالبین ص۱۶۰) "کتاب الشفاء" میں اس کا بھی اضافہ ہے ● کہ ان کے ساتھ مجلس نہ کرو ● اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کے لئے نہ جاؤ" (شفاء ص۲۶۶)

لیکن:۔ گیارہ بارہ ربیع الاوّل ۱۴۰۹ کی درمیانی رات ادارہ منہاج القرآن کے زیر اہتمام مینار پاکستان لاہور میں منعقدہ کانفرنس میں جس علماء کونسل کا پیر محمد کرم شاہ صاحب کو چیئرمین بنا کر اُمت مسلمہ کا اتحاد قائم کیا گیا ہے* اس میں چار "شیعہ علماء" کو شامل کیا گیا ہے۔

لہٰذا پیر صاحب سے یہ استفسار ہے۔ کہ کیا طاہر القادری اور آپ کی یہ مخلوط کونسل مندرجہ بالا دونوں احادیث صریحہ کی صریحًا خلاف ورزی تو نہیں؟

اس لئے:۔ کہ پہلی حدیث کے مطابق اُمّت ۷۳ گروہ میں متفرق ہوگی۔ متحد نہیں ہوگی۔ تو آپ حضرات کا "اتحاد اُمّت کا فارمولا" اور طاہر القادری کا قاطع فرقہ واریت و داعئ اتحاد امت کہلانا کیا حدیث پاک کا انکار و مقابلہ نہیں اور کیا فرمان رسالت کے خلاف کوئی فارمولا کامیاب ہو سکتا ہے؟

ثانیًا:۔ دوسری حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بار بار خبردار فرما کر مخالفین شانِ صحابہ کے ساتھ جملہ تعلقات سے منع فرمایا ہے۔ تو کیا آپ حضرات کا ایسے لوگوں کو اپنے پروگرام میں شامل کرنا حدیث کی مخالفت نہیں؟ تعجب ہے۔ کہ حدیث کی تو مخالفت کی جائے

* ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۸ء روزنامہ جنگ کے ایک بیان میں اس اتحاد کو "اثنا عشری" فارمولا سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور جن کے متعلق حدیث کی وعید ہے۔ ان سے اتحاد رچایا جائے۔ **ثالثًا**:۔ جب آپ حضرات نے شیعہ مودودی دیوبندی وہابی مکاتب فکر سے اتحاد قائم کرکے ان سے تعلقات بحال کرتے ہیں۔ اور مابین حد پامال کرکے ان کے ساتھ مخلوط کانفرنس کرکے مخلوط کونسل بنائی ہے۔ تو اس کے بعد حدیث پاک کی مخالفت سے بچانے کے لئے عوام اہل سنت کو آخر کس بنا پر مخالفین اہل سنت کی مجالس و تقریر و تحریر سے روکا جا سکتا ہے؟ یا اب سب کچھ جائز ہو گیا ہے؟

رابعًا:۔ جن شیعہ علماء کو آپ نے اپنے ساتھ متحد کیا ہے ● کیا وہ حضرات صحابہ و خلفاء ثلاثہ کے مخالف نہیں کیا وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ اور خال المسلمین امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے مخالف نہیں ● اگر مخالف نہیں تو تحریری ثبوت دیں کہ شیعہ ان حضرات کو مومنین مخلصین جانتے ہیں ● اور اگر وہ ان کے مخالف ہیں۔ تو جن کا صحابہ و خلفاء اور ام المومنین و خال المسلمین سے کوئی تعلق اور اتحاد و اتفاق نہیں۔ آپ حضرات کا ان سے اتحاد کیونکر روا ہے ● اور قیامت کے دن ان حضرات کے سامنے ان کے مخالفین سے اس اتحاد کا کیا جواز و جواب ہو گا۔؟

خامسًا:۔ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما پر جن لوگوں کے ناپاک حملوں کے رد میں آپ نے شیعہ امامیہ کا نام لے کر ان کے خلاف "ضیاء حرم" کا "صدیق اکبر نمبر" اور "فاروق اعظم نمبر" شائع کیا ہے۔ اب انہیں کے ساتھ اتحاد کی کھچڑی پکانا کیونکر درست ہے ● آپ نے تفسیر "ضیاء القرآن" میں سورۂ فتح کے بالکل آخر میں مخالفین صحابہ کے رد میں مزید جو احادیث صریحہ نقل کی ہیں کیا ان کی موجودگی میں ایسے لوگوں کے ساتھ اتحاد جائز ہے؟ ● اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں خود آپ نے صحابہ کو برا بھلا کہنے اور طعنہ و تشنیع کرنے والوں پر حدیث پاک سے اللہ ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت نقل کی ہے۔ اور اب خود ان لوگوں کو "اتحاد امت مسلمہ" میں شامل کر لیا ہے۔ لہٰذا بتایا جائے کہ تنقیص صحابہ کے مرتکبین اہل لعنت اور اہل سنت میں وجہ اتحاد اور قدر مشترک کونسی ہے؟

سادسًا:۔ سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی نے کتاب "رد روافض" اور اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (رحمۃ اللہ علیہما) نے کتاب "رد الرفضہ" میں روافض کے متعلق جو شرعی احکام بیان فرمائے کیا ان فتاویٰ کی موجودگی میں آپ کا ان سے اتحاد جائز ہے؟ اور اگر آپ کے اتحادی روافض ان فتاویٰ سے مستثنیٰ ہیں۔ تو پھر ان دونوں اماموں کی دونوں کتابیں جن روافض کے رد میں ہیں۔ اس کی وضاحت فرمائیں۔

پیر صاحب:۔ چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمۂ حق کہنے اور کسی دلیل و سوال کا جواب دینے کی اہلیت سے محروم ہیں اور انہوں نے اپنے خلاف شائع ہونے والی دس مستقل تصانیف کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے آپ کی طرف ان کا ہمنوا ہونے اور مخلوط علماء کونسل کا چیئرمین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔ خدارا آپ ضرور توجہ فرمائیں۔ اور اس استفسار کی ساری شقوں کا ترتیب وار جواب تحریر فرما کر اپنی دینی اخلاقی شرعی اور منصبی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔ نیز گذارش ہے کہ آپ کے شیخ طریقت حضرت علامہ خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ نے مخالفین صحابہ کے متعلق جو کتاب اور فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں۔ ان پر بھی نظر فرمائیں تو بہتر ہے۔

تفسیر "ضیاء القرآن" میں اتحاد کا ردّ اور عملاً اتحاد کا معمہ؟

ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" میں منکرین شان

رسالت و مخالفین شان صحابیت پر مشتمل پروفیسری اتحاد کے چیئرمین و ترجمان پیر محمد کرم شاہ صاحب کی خدمت میں بعنوان "پیر صاحب سے استفسار"

ہم نے دو احادیث صریحہ کی روشنی میں چھ سات شقوں پر مشتمل مضمون میں یہ عرض کیا تھا کہ "چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمۂ حق کہنے اور کسی دلیل و سوال کا جواب دینے کی اہلیت سے محروم ہیں.... اس لئے آپ کی طرف ان کا ہمنوا ہونے اور مخلوط علماء کونسل کا چیئرمین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔ الخ

مگر افسوس: کہ پیر صاحب نے بھی اپنے ممدوح و منظورِ نظر پروفیسر صاحب کی طرح نہ کوئی جواب دیا ہے نہ رجوع الی الحق کا اعلان کیا ہے۔ تعجب ہے کہ اپنی ہی لکھی ہوئی باتوں پر نہ عمل کیا جاتا ہے اور نہ قول و فعل کے تضاد کا معمہ حل کیا جاتا ہے۔ پیر صاحب اپنی بزرگی و علمی مقام اور مفسرِ قرآن ہونے کے ناطے سے اگر پروفیسر طاہر القادری صاحب سے تحقیقی جواب نہیں دلوا سکتے۔ تو کم از کم خود تو صورتِ حال کی وضاحت کرنا اور اپنے اتحاد کی احادیثِ مبارکہ سے مطابقت کرنا ان پر ضروری ہے۔ اور اگر وہ جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں فرما سکتے۔ تو پھر اپنے قول و فعل کے تضادات کے معموں سے ہی سُنّت کو صاف رکھیں۔ اور عوام کو تذبذب میں ڈالا نہ کریں بلکہ غیرتِ عشق اور مسلکِ اہلِ سُنّت پر ثابت قدمی کا ثبوت دیں۔

بہر حال: گذشتہ استفسار کے جواب کی یاددہانی کرنے کے بعد ہم پیر صاحب کی تفسیر "ضیاء القرآن" کی روشنی میں ان سے مزید استفسار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جب آپ نے آیاتِ خداوندی کی تفسیر میں جا بجا بد مذہبوں اور گمراہ فرقوں سے اتحاد کا ردّ کیا ہے۔ اور ان سے اجتناب و بُعد کا فتویٰ دیا ہے تو اب پروفیسر صاحب کے زیرِ اثر شیعہ دیابنہ وہابیہ سے آپ کے اتحاد کا کیا جواز ہے؟ کیا شیعہ دیابنہ وہابیہ اپنے عقائدِ باطلہ کی بنا پر بدمذہب گمراہ نہیں؟ یا پیر صاحب کی تفسیر و فتویٰ منسوخ ہو گیا ہے؟ ملاحظہ ہو۔ مخالفینِ شانِ صحابہ کے ردّ میں ماہنامہ "ضیائے حرم" کے چار چار سو صفحات کے ضخیم "صدیق اکبر نمبر" اور "فاروقِ اعظم نمبر" کے علاوہ تفسیر "ضیاء القرآن" میں جا بجا اس اتحاد کا کیسا ردّ کیا گیا ہے۔

پہلی آیت: حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے) کے تحت لکھا ہے۔

"حکمتِ الٰہی اس بات کی روادار نہیں کہ مخلص و منافق آپس میں ملے جلے رہیں بلکہ ان کو الگ الگ کرنا ضروری ہے۔ (ضیاء القرآن ج ۱ ص ۲۹۹)

دوسری آیت: فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ (تو مت بیٹھو ان کے ساتھ) کے تحت لکھا ہے... "تمام گمراہ فرقوں کی مجلسوں اور جلسوں میں بیٹھنے کا یہی حکم ہے (کہ جو شخص ایسی مجلسوں میں شرکت کرتا ہے۔ وہ بھی گناہ میں برابر کا شریک ہوتا ہے) کیونکہ صحبت کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

تیسری آیت :- فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (مت بیٹھو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس) کے تحت لکھا ہے کہ "آج کل کی عام گمراہی کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس حکم پر عمل نہیں کرتے اور بد عقیدہ لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے میں کوئی ضرر نہیں سمجھتے نتیجہ وہی نکلتا ہے کہ متعدی مرض کے مریض کے پاس بیٹھنے والا بھی اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔ (ضیاء القرآن ج ۱ ص ۵۶۰)

چوتھی آیت :- لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ کے تحت لکھا ہے "حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جمعہ کے روز خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے فلاں اٹھو یہاں سے نکل جاؤ تم منافق ہو۔ چنانچہ ان کے نام لے لے کر انہیں نکال دیا اور ان کو رسوا کیا۔ یہ پہلا عذاب تھا۔ دوسرا عذاب قبر میں ہوگا۔ (تفسیر روح المعانی وغیرہ) اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ... حضور نے جمعہ کے دن بھرے مجمع میں ان کے نام لے لے کر نکل جانے کا حکم فرمایا۔ (ضیاء القرآن ج ۲ ص ۲۴۹)

اور لَا تَعْلَمُهُمْ میں جو علم کی نفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اللہ کے بتائے بغیر خود بخود انہیں نہیں جانتے اور ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضور کے پاس جو علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا سکھایا ہوا ہے"۔ (ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۲۴۹)

پانچویں آیت :- وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (اور مت جھکو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ورنہ چھوئے گی تمہیں بھی آگ) کے تحت لکھا ہے۔ یہاں مقصد یہ ہے ● کہ ظالموں کی مداہنت (خوشامد) مت کرو... علامہ بیضاوی نے فرمایا۔ لَا تَمِیْلُوْا اِلَیْهِمْ اَدْنٰى مَیْلٍ۔ یعنی ان کی طرف تھوڑا سا قلبی میلان بھی مت کرو... ابو العالیہ نے کہا۔ لَا تَرْضَوْا اَعْمَالَهُمْ (قرطبی) ان کے اعمال کو پسند نہ کرو۔ اس آیت سے صراحۃً"

معلوم ہوا :- کہ ● ان بد مذہبوں کے پاس بیٹھنا اور ان کی مجلس جلوسوں میں شرکت کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے ● ہم اپنی نادانی سے ان کی صحبت کو بے ضرر خیال کرتے ہیں اور اپنی سادہ لوحی سے بے دھڑک ان کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں ● لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ وہ ہر وقت اس موقع کی تاڑ میں رہتے ہیں ● جبکہ وہ پھونک مار کر تمہارے ایمان کی شمع کو گل کر دیں ● اس لئے اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ ان بد عقیدہ لوگوں کی صحبت سے احتراز کریں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں ● نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی سنگت کرنا اور ان کی تقویت کا باعث بننا جو لوگوں کے حقوق تلف کرتے ہیں، یہ بھی شرعاً ناجائز ہے ● تمہاری تائید اور اعانت صرف ان لوگوں کے لئے ہونی چاہیئے جو صحیح عقیدہ کے علمبردار ہیں ● اور اپنی عملی زندگی میں عدل و انصاف کی قدروں کو سربلند دیکھنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ● مذاہب باطلہ کی فرقہ بازیاں سیاسی جتھہ بندیاں اور قبائلی تعصب ملت کے لئے تباہ کن ہیں۔ اور اس کے شیرازہ بکھرنے کا موجب ہیں"۔ (ضیاء القرآن ج ۲ ص ۳۹۶)

پیر صاحب! یاد فرمائیں کہ انہوں نے کلام خداوندی کی روشنی میں بد عقیدہ بد مذہب ظالموں کے ساتھ اتحاد و میل و ملاپ اور ان کی صحبت و مجلس کا کتنا شدید رد فرمایا ہے اور اس کے بعد گروہ طاہر القادری کو ادعا پرست پر نہیں ملاتے تو کم از کم خود ہی مخلوط کونسل سے مستعفی ہو جائیں۔

ضیاء القرآن میں مخالفین کا ردّ اور عملاً اتحاد چہ معنی دارد؟

"تفسیر ضیاء القرآن میں اتحاد کا ردّ اور عملاً اتحاد کا معمہ" نیز

"پیر صاحب سے استفسار"

آپنے ملاحظہ کیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ پیر صاحب نے اپنے رفیقِ خاص پروفیسر طاہر القادری کی صلاحیت کے زیرِ اثر لاہور میں ولادتِ باسعادت کی بارہویں پاک رات میں ناپاک اور گستاخانہ عقائد رکھنے والے فرقوں کے علماء سے نہ صرف عملاً اتحاد کیا بلکہ اس اتحاد کی "مخلوط علماء کونسل" کے چیئرمین بھی منتخب ہوئے اس لئے پیر صاحب پر لازم و فرض تھا کہ وہ ہمارے استفسار اور "ضیاء القرآن" کے پیش کردہ حوالہ جات کی روشنی میں اپنے اتحاد کا شرعی جواز پیش کر کے اپنا اور اپنے رفیقِ خاص کا حق بجانب ہونا ثابت کرتے اور یا رجوع الی الحق فرما کر اس نام نہاد اتحاد سے اظہارِ براءت فرماتے اور مخلوط کونسل سے مستعفی ہونے کا اعلان کرتے۔ مگر افسوس کہ باوجود بزرگی و مفسرِ قرآن ہونے کے پروفیسر کی طرح پیر صاحب بھی خاموش ہیں۔ حالانکہ حق بیانی سے خاموشی ان کے شایانِ شان نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پیر صاحب اور ان کے پروفیسر صاحب ہمیں حقیر و صغیر تصور کر کے اپنے "سٹینڈرڈ" کا نہ سمجھ کر نظر انداز فرما رہے ہوں۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگرچہ ہم چھوٹے ہیں۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ ہمارا موقف اور ہمارے دلائل بہت بڑے ہیں۔ خصوصاً جبکہ خود یہ دلائل ان کی تفسیر و مسلمات سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ان کا جواب شرعاً اخلاقاً ضروری ہے۔ اور استفسار کی تیسری قسط حاضرِ خدمت ہے۔

آیۂ مبارکہ:۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ کے تحت مخالفینِ صحابہ شیعہ شنیعہ کے متعلق لکھا ہے

"آج بھی صحابہ کرام سے محبت و عقیدت ایمان کی علامت ہے اور ان سے کینہ و عداوت ان کی بدگوئی اور غیبت ان کے حیرت انگیز کارناموں کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں کھوٹ ہوتا ہے..... یہی لوگ ان پاکیزہ ہستیوں پر طرح طرح کی الزام تراشیاں کرتے ہیں جن کی تعریف سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے

... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ ایک ایسا گروہ پیدا ہو گا۔ جن کے دلوں میں صحابہ کرام کا بغض و عناد ہو گا اس لئے حضور نے پہلے ہی اپنی امت کو اس گروہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کر دیا۔... جو لوگ کسی غلط فہمی کے باعث صحابہ کرام کے بارہ میں سوءِ ظن میں مبتلا ہیں۔ انہیں چاہیے کہ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ[ع] کے جملہ میں غور کریں اور ارشاداتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو غور سے پڑھیں..... بعض لوگوں کے دلوں میں اسلام سے عداوت کی جڑیں اتنی گہری ہیں۔ کہ وہ حق سننے اور دیکھنے سے گریزاں ہیں۔" (ضیاء القرآن جلد ۴ صفحہ ۵۷۱، ۵۷۲ ملخصاً)

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ کے تحت لکھا ہے۔ کہ

[ع] کفار صحابہ کو دیکھ کر غصہ سے پیچ و تاب کھاتے ہیں۔

ستیاناس ہو تعصب اور ہٹ دھرمی کا کہ یہ دل سے خلوصِ عقل سے فہم زبان سے اعترافِ حق اور قلم سے اظہارِ صداقت کی جرأت سلب کر لیتی ہے۔ ... اور انسان ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے۔ کہ سننے والے مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر بلکہ تحریف کرتے ہوئے بعض شیعہ علماء نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ اس کی ایک دردناک مثال ہے۔ مناسب تو یہ تھا۔ "ضیاء القرآن" کے صفحات ایسے بے معنی مباحث سے پاک رہتے۔ لیکن محبتِ اہلِ بیت کی آڑ میں قصرِ اسلام کو منہدم کرنے کی جو ناپاک کوششیں ہو رہی ہیں ان کا تقاضہ یہ ہے۔ کہ ان باتوں کو بھی زیرِ بحث لایا جائے تاکہ سادہ لوح عوام کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر متاعِ ایمان کو گم نہ کر بیٹھیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

بعض شیعہ مصنفین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو داغدار کرنے کے جنون میں آیت طیبہ پر اس طرح طبع آزمائی کی ہے کہ دل لرز اٹھتا ہے۔ ... جب اللہ تعالیٰ کی توفیق ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ تو انسان ایسی ہی بے سروپا باتیں کرنے لگتا ہے۔ ... اگر آج کل بے عمل "مسلمان" حضرت صدیق اکبر پہ زبانِ طعن دراز کرنے کی جرأت کرتا ہے تو وہ اپنا ہی کچھ بگاڑتا ہے۔ صدیق اکبر کی شان میں کمی نہیں ہو سکتی۔ ... اور کوئی صاحبِ ایمان ایسا کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ راہِ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور شمعِ جمالِ مصطفوی کے پروانوں کی عزت و احترام اور پیروی کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔ آمین (تفسیر ضیاء القرآن صـــ ۲۱۳ جلد دوم)

بیعتِ رضوان:۔ کے بیان کے تحت لکھا ہے۔ کہ

"اگر کوئی بد باطن یا کم فہم ان صحابہ سے برہم یا ناراض ہوتا ہے۔ تو ہوتا رہے۔ ان کی شانِ رفیع میں گستاخی کرتا ہے تو کرتا رہے۔ اس طرح وہ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرے گا۔ ان نفوسِ قدسیہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔" (ضیاء القرآن جلد ۴ صـــ ۵۵)

شیعہ کے بعد وہابیہ:۔ کے متعلق بھی پیر محمد کرم شاہ صاحب نے اپنی تفسیر میں جابجا پُر زور ردّ فرما کر بھولے بھالے سُنّی مسلمانوں کو ان کی گستاخانہ ذہنیت سے خبردار کیا ہے (ملاحظہ فرمایئے)

● "جو لوگ (علم غیب) کو یہاں تک تنگ کر دیتے ہیں کہ حضور کو اور تو اور اپنے انجام کا بھی علم نہ تھا ان کی تنگ دلی اور تنگ نظری مستحق ہزار تاسف ہے"۔ (ضیاء القرآن ج ۱ صـــ ۳۰۱)

● "یہ کہنا کتنی بڑی جسارت بلکہ گستاخی ہے، کہ حضور پُر نور شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنے انجام کی خبر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نورِ ایمان سے محروم نہ کر دے ورنہ حضرت انسان بایں جبہ و دستار برسرِ منبر لوگوں کے سامنے اس قسم کی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (ضیاء القرآن ج ۲ صـــ ۳۱۶)

● قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ کے تحت لکھا ہے۔ "یار لوگوں نے اس آیت کی آڑ لے کر حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا انکار شروع کر دیا اور ایسی اناپ شناپ باتیں کرنے لگے جن سے دین و دانش دونوں ہی شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ کہ حضور کچھ نہیں دیتے۔ حضور کچھ نہیں کر سکتے۔ بارگاہِ رسالت میں اپنے دکھ یا دردوں کی فریاد کرنا شرک ہے وغیرہ وغیرہ (ضیاء القرآن ج ۲ صـــ ۱۰۵)

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ جو لوگ حضور کی شان رفیع میں سوقیانہ باتیں کرتے ہیں۔ حضور کے علم خداداد پہ معترض ہوتے ہیں۔ ادب و احترام کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ ۔ ۔ وہ اپنے انجام کے بارے میں خود سوچ لیں۔ ۔ ۔ اس جملہ میں گستاخوں کی اس محرومی و بدنصیبی کا بیان ہے۔ اس کو سن کر بھی علم و زہد کا خمار اگر نہ اترے فضیلت و پارسائی کا طلسم اگر نہ ٹوٹے تو بدقسمتی کی انتہا ہے۔ ۔ ۔ اعمال کا جو باغ تم نے لگایا تھا اسے تو بے ادبی اور گستاخی کی باد صرصر نے خاکِ سیاہ بنا کر رکھ دیا ہے (ضیاء القرآن جلد ۴ ص ۵۵)

کتاب "تحذیر الناس میری نظر میں" پیر صاحب رقمطراز ہیں کہ ● دیوبندی مسلک کے۔ ۔ ۔ مولوی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور صفات کمال کو ہدفِ تنقید بنایا کرتے۔ ۔ ۔ کبھی علم خداداد پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے۔ ۔ ۔ اور بڑی ڈھٹائی سے دنیا کو بتایا جاتا۔ کہ دینِ اسلام کا داعی العیاذ باللہ بے علم یا کم علم تھا ● حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشاق جب اپنے رؤف و رحیم آقا کی خدمت میں درد بھری فریاد کرتے تو انہیں مشرک، بلکہ ابوجہل اور ابولہب سے بھی بڑھ کر مشرک اور کافر کہا جاتا۔ ۔ ۔ کہ جنہیں یارسول اللہ کہہ کر پکارتے ہیں۔ انہیں تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تھا ● حضور کو اپنا جیسا بشر یا زیادہ سے زیادہ بڑا بھائی کہنے کہلوانے پر اصرار کیا جاتا اور یہ کہنے اور غرانے والے وہ لوگ تھے۔ جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتے۔ ۔ ۔

تحذیر الناس: ۔ (از مولوی قاسم نانوتوی بانی دیوبند) کی (ختم نبوت کے خلاف) متعدد ایسی عبارات ہیں۔ ۔ ۔ جن پر اعلیٰحضرت امام اہل سنّت نے شدید نوعیت کی گرفت کی ۔ ۔ ۔ آپ کی اس بے باک تنقید کے باعث مسلمان بیدار ہو گئے"

ایک طرف نام نہاد خالص بریلوی انداز" میں یہ تحریکات اور دوسری طرف اپنی بے ادب و بدعقیدہ لوگوں سے اتحاد و مخلوط کونسل کی دیوبند کی جماعت کتنی عجیب چیز ہے اور اپنا موقف نہ کر ناس پر مستزاد

اعلیٰحضرت بریلوی کا سدابہار روح پرور پیغام

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں
چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

نعرہ کیجئے یارسول اللہ کا
مفلسو! سامانِ دولت کیجئے

کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام
جانِ کافر پہ قیامت کیجئے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی؟
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

ملحدوں کا شک نکل جائے حضور
جانب مہ پھر اشارت کیجئے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ)

مولانا محمد عجیب صاحب نائب مفتی مولانا عبد الرشید صاحب جھنگوی کی تائیدِ حق

"آپ کا شائع کردہ مضمون بعنوان "پیر صاحب سے استغفار" اوّل سے آخر تک پڑھا بالکل درست و صحیح پایا۔ فقیر اس کی من و عن تصدیق کرتا ہے۔ مزید برآں

● مسلکِ حق اہلسنت و جماعت ایک ناجی جماعت سواد اعظم ہے۔ جس کی حقانیت کی تصدیق احادیث نبویہ علی صاحبہا الوف التحیۃ سے ہوتی ہے۔ ما انا علیہ و اصحابی اتبعوا السواد الاعظم ید اللہ علی الجماعت

● اور اس جلیل القدر جماعت کے خیر ہونے کی بشارت خود مولا کریم دیتے ہوئے ساتھ ہی اس کا فریضہ یا نشانی کی نشاندہی بھی فرمائی۔ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر" یعنی بہترین اُمّت کی علامت یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔

پیر و فقیر صاحب اور پیر صاحب نے اپنی جماعت میں کونسی کمی محسوس کی ہے جسکی بنا پر دشمنانِ خدا و رسول (جل علا و صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی آغوش میں لے کر سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ عزوجل اور انبیاء علیہم السلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم دیا ہے اور اس پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک سلف الصالحین نے عمل کرتے ہوئے بدمذہبوں کا رد و ابطال تقریری تحریری و عملی فرما کر رضائے الٰہی و رضائے مصطفےٰ (جل و علا صلی اللہ علیہ وسلم) حاصل کر کے مقام حاصل کیا ہے ● آج ان صاحبین نے اس حکم اور سیرت صالحین کو منسوخ سمجھ کر بے دینوں کے ساتھ گٹھ جوڑ اور صلحکلی کا روپ دھار لیا ہے جو دیانت کے خلاف ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین کی ذات کو تو حکم ملا ہے۔ یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین و اغلظ علیہم۔ یعنی آپ کفار و منافقین سے جہاد کریں اور ان پر سختی کریں۔ اور یہ صاحبین اس کے برعکس ان سے اتحاد و اتفاق کی کھچڑی پکائیں اور ان سے مل بیٹھیں ان سے تعلقات استوار کریں۔ یہ کہاں کی دیانتداری ہے۔؟ اللہ کے مقبول بندوں کی علامت مومنوں سے پیار اور بے دینوں سے جہاد ہے۔ اور ساتھ ہی اس جہاد کے دوران کسی کی ملامت سے خوفزدہ بھی نہیں ہوتے۔ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکفرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم۔ لیکن اس کے برعکس پروفیسر صاحب و پیر صاحب بے دینوں سے پیار و اتحاد اور اپنوں سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ شاید کسی مصلحت کے پیش نظر یہ اتحاد عمل میں لایا گیا ہے۔ حالانکہ ارشاد باری ہے۔ لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانہم او عشیرتہم۔ وہابیہ نجدیہ و روافض سبھی کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں بن سکتے۔ اور نہ ہی ایسی امید رکھنی چاہیے ارشاد باری ہے۔ یحلفون باللہ لکم لیرضوکم واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین۔ یعنی منافقین تمہیں قسمیں کھا کر راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ مومن ہوتے تو ان کا حق تھا۔ کہ وہ خدا اور اس کے رسول کو راضی کرتے۔"

"ضیاء حرم" کا ردِّ نجدیت میں ایک اہم مضمون

پیر محمد کرم شاہ صاحب کی زیر سرپرستی شائع ہونے والا ماہنامہ "ضیاء حرم" اگرچہ کافی حد تک صلح کلیت میں طاہر القادری کا ہم نوا بلکہ اس کے مضامین و انٹرویو کا ناشر ہے۔ مگر حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمۃ کا درج ذیل مضمون شائع کر کے "ضیاء حرم" نے صلح کلیت و پر د قیری مسلک کا خوب رد کیا ہے گویا۔ "یہ انقلابات ہیں زمانہ کے" کا ایک نمونہ لکھا ہے کہ **نجدی** "یہ وہ لوگ ہیں جو بغیر علم کے فتویٰ دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کو بدعت سمجھتے ہیں۔ اور بدعت کو سنت خیال کرتے ہیں۔ جو سعادت مند ان کے اس پسندیدہ عقیدہ کو نہ اپنائے اسے مشرک تصور کرتے ہیں۔ ان کے پاس شرک کے خزانے ہیں۔ شرک کے علاوہ ان کم فہموں کے پاس اور کوئی چیز نہیں، جسے چاہیں مشرک بنا دیں اور جسے چاہیں شرک کی سند عطا نہ کریں اور اپنے آپ کو کامل موحد (توحید پرست) سمجھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ بہت سی ایسی چیزیں جو سنت سے ثابت ہیں وہ ان کے نزدیک شرک ہیں۔ اور کئی ناپسندیدہ امور کو وہ اپنا رہبر و پیشوا سمجھتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کنوئیں کے مینڈک۔ بخدا! یہ دیکھ کر میں دریائے حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ قرآن و سنت کے اسرار و رموز سے ناواقف شخص کس طرح بے باکی کے ساتھ حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہراتا پھرتا ہے جو چیز ان کی ناقص عقل اور تنگ ذہن کے دائرہ میں آجائے، اسے وہ شریعت اور عین اسلام سمجھ لیتے ہیں اور جو چیز عقل و فہم کی رسائی سے بالاتر ہو وہ ان کے نزدیک شرک اور بدعت ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کے علم و عقل کا دائرہ کنوئیں کے مینڈک کے دائرہ سے زیادہ وسیع نہیں۔

بچو بچو! اے عامۃ الناس ● ان نابکاروں کی طرف معمولی سا قلبی رجحان بھی نہ کرو ورنہ دوزخ کی آگ میں جھلس جاؤ گے ● ان کی صحبت میں مت بیٹھو۔ کیونکہ ان کے ظاہر خوبصورت ہیں۔ لیکن باطن بدبختی اور شقاوت سے لبریز ہیں ● ان کی ریاکارانہ نمازیں اور تلاوت قرآن تمہیں دھوکہ میں مبتلا نہ کر دیں۔ کیونکہ قرآن حکیم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا اور دل پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ ان ظالموں کو ہدایت کی نعمت کیسے مل سکتی ہے۔ جب کہ انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا بھی خوف نہیں۔ یہ لوگوں کے سامنے اس کے پیارے حبیب کی شان گھٹا کر بیان کرتے ہیں اور آپ کے ارفع و اعلیٰ مرتبہ کو پست ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں ● ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "یہ نادان اپنی زبانوں پر کتنی نازیبا اور غیر معقول بات لا رہے ہیں اور کتنا سفید جھوٹ بول رہے ہیں۔ قریب ہے کہ ان کے خرافات سے آسمان شق ہو جائے، زمین پھٹ جائے اور پہاڑ لرزہ بر اندام ہو کر گر پڑیں" کیونکہ ان ظالموں نے ذات مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایسی ایسی عجیب و غریب باتیں منسوب کر دی ہیں جو آپ جیسی عظیم ہستی کی بلند و بالا شان اور علو مرتبت سے انتہائی بعید ہیں۔ وہ نیر تاباں، مہر درخشاں

صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف وکمالات کا انکار کس طرح کرتے ہیں جبکہ خداوند ذوالجلال والاکرام خود اس ذات کی عزت وتکریم فرما رہا ہے۔

گوشِ ہوش سے سنو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ گروہ نجد سے ظہور پذیر ہوا۔ مشکوٰۃ شریف میں باب ذکر الیمن والشام کے اندر بخاری شریف کے حوالے سے یہ روایت موجود ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز دریائے رحمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوش میں تھا۔ بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ ہمارے لئے ہمارے ملک شام میں برکت دے۔ اے اللہ! ہمارے لئے ملک یمن میں برکت دے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نجد کے لئے بھی دعا فرمائیں (مگر آپ خاموش رہے) حضور علیہ السلام نے پھر وہی دعا فرمائی۔ شام اور یمن کا ذکر فرمایا مگر نجد کا نام نہ لیا۔ صحابہ کرام نے پھر نجد کے لئے دعا کی درخواست کی۔ (مگر آپ نے سکوت فرمایا) تیسری بار آپ نے وہی دعا فرمائی مگر نجد کا نام نہ لیا الغرض تین بار شام اور یمن کے لئے دعائیں فرمائیں مگر نجد کے لئے دعا نہ فرمائی۔ بلکہ آخر میں فرمایا: میں اس ازلی محروم خطہ کے لئے دعا کس طرح کروں؟ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطانی گروہ پیدا ہوگا"

نجدی گروہ۔ اگر اس گروہ میں خیر وبرکت اور سعادتمندی کی ہلکی سی رمق بھی موجود ہوتی یا نیکی وخوش بختی کا معمولی سا شائبہ یا نشانی تک پائی جاتی تو رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ان لوگوں کے لئے دعا فرماتے۔ حتیٰ کہ آپ کی بارگاہ میں بار بار ان لوگوں کے لئے دعائے خیر کی درخواست کی گئی (مگر آپ خاموش رہے) اگر ان کے بخت نارسا کے لئے یمن وبرکت کی معمولی سی بھی گنجائش ہوتی تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دعا سے قطعاً محروم نہ فرماتے ایسے بدنصیب لوگوں کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے صراحتاً ارشاد فرمایا ہے۔ اے حبیب "اگر آپ ان لوگوں کے لئے ستر بار بھی بخشش طلب کریں، تب بھی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مغفرت نہیں فرمائے گا" لیکن چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ للعالمین کی خلعتِ فاخرہ سے آراستہ ہیں۔ لہٰذا آپ ان کے لئے اکہترویں دفعہ بھی دعائے خیر فرما سکتے تھے۔ (مگر خاموش رہے) ابلیس یہ بدبخت اور گمراہ گروہ کس منہ سے اپنے آپ کو توحید پرست کہتا ہے

ابلیسی توحید اگر حقیقت حال ایسی ہوتی تو یہ ضرور اس دعائے نبوی سے مشرف کئے جاتے۔ جو تمام خیرات وبرکات کا منبع ہے۔ خبردار! ان کی توحید ابلیسی توحید ہے۔ کبھی یہ کور باطن اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ وہ رسول مکرم جنہیں ازل سے ابد تک تمام علوم عطا فرما دیئے گئے۔

ناپاک کبھی یہ کم فہم اپنے کمینے اور ناپاک وجود دل کو تاجدارِ آدم وبنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم مثل ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ آپ اس وقت بھی نبی تھے جب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کا وجود مٹی اور گارے میں تیار ہو رہا تھا اور جو اس وقت بھی نبوت کے تخت پر جلوہ فرما تھے جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ تو جو ذات اقدس حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے نبوت کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھی تو ایسی عظیم المرتبت ہستی کا ہم میں سے کون شخص ہم مثل ہو سکتا ہے؟ (ضیائے حرم جون ۱۹۸۹ء)

اس قدر صریح [illegible] کے بعد ان کی منافقت کی تشریح ملاحظہ

"ضیاءِ حرم" میں "فرقہ طاہریہ" کی تشہیر و ترجمانی

پیر صاحب کے ماہنامہ "ضیاء حرم" نے شروع سے ہی "فرقہ طاہریہ" کے سربراہ کی جسطرح حوصلہ افزائی اور اس کی تشہیر و ترجمانی کی ہے اس کا ایک نہایت اہم نمونہ "ضیاء حرم" فروری ۱۹۸۷ء میں شائع شدہ انٹرویو ہے جس کے بعض اقتباسات علماء و احباب اہلسنت کے لئے لمحۂ فکریہ ہیں۔ جن میں پروفیسر صاحب فرماتے ہیں۔

صلحکلیت

● "(ہمارے) اجتماعات میں اہلحدیث سے شیعہ تک شرکت کرتے ہیں۔ ہمارے ممبران (منہاج القرآن) میں دیوبندی اہلحدیث اور شیعہ حضرات کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے" صفحہ ۳

● "ہم منہاج القرآن میں داخلے کے وقت مسلک کا امتیاز نہیں برتتے۔ کسی بھی مسلک کا طالبعلم ہمارے ہاں داخلہ لے سکتا ہے (بلکہ) ہم دوسرے مسلک کے اساتذہ بھی اپنے اداروں میں شریک ملازمت کر لیتے ہیں۔

● ہمارے ہاں ایک شیعہ مسلک کے استاذ اور جامعہ اشرفیہ (دیوبندی) لاہور کے استاد بھی کافی عرصہ تک پڑھاتے رہے ہیں" صفحہ ۳

● جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے۔ یہ کسی کی اپنی صوابدید پر ہے کہ جہاں چاہے تعلیم حاصل کرے۔ (صفحہ ۳)

● "میرا ذاتی عمل یہ ہے کہ کسی بھی مسلک کی تنظیم یا ادارہ کی طرف سے مجھے شرکت یا خطاب کی دعوت ملے تو میں بلا تامل چلا جاتا ہوں۔ میں اہل تشیع کے ہاں جا کر بھی خطاب کر چکا ہوں"

● "ہم فرقہ وارانہ مسائل کو کسی صورت بھی زیر بحث آنے کی اجازت نہیں دیتے" (صفحہ ۳)

مسلک کی بالاتری نہیں ● "اپنے مسلک کی بالاتری کے لئے دوسرے مسالک کی توہین اور تکفیر دینداری نہیں۔ بلکہ عین فرقہ واریت ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ اُمت مسلمہ کے مختلف طبقات کو ساتھ لے کر چلیں۔ میں حنفیت یا مسلک اہلسنت کی بالاتری کے لئے کام نہیں کر رہا"

● "حنفی ہو کر دوسرے مسالک کا احترام میرے دل کا افتخار بن چکا ہے"

غیر مقلدیت

● "ہم نے ادارہ منہاج القرآن اس لئے قائم کیا ہے کہ دور زوال کے اڑھائی سو سالہ علمی جمود کو توڑا جائے (صفحہ ۲۲)

● منجمد ذہن افکار تازہ کی نمود کی بجائے علوم کے پرانے ورثہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں" (صفحہ ۲۴)

● ہم تقلید سے آگے نہیں بڑھتے۔ ذہن و فکر پر جمود کی کیفیت ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے طلباء کو تقابلی مطالعہ نہیں کراتے" (صفحہ ۲۵)

● میری دعوت حنفیت کا تشخص نہیں۔ میں تو نظریات اور عقائد کے باب میں تقلید کرتا ہوں (صفحہ ۳۲)

● جامد تقلید کے ساتھ دینی اقدار کے فروغ اور محافظت کا فریضہ سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ (صفحہ ۲۵)

● ہم اپنی بے بصری اور کور ذوقی کی بدولت اسلامی تعلیمات کو جامد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے پہلا مصدر فقہ کی کتب، اجماع و قیاس کو بنا لیا ہے اور اپنے مسلک کی کتابوں کو کتاب و سنت کا بدل بنا لیا ہے میرے نزدیک فرقہ واریت شرک فی النبوۃ سے پیدا ہوتی ہے

● ہمارے علماء و فقہاء انتہا پسندی کو چھو رہے ہیں۔ ہم افراط تفریط دونوں صورتوں کی مذمت کرتے ہیں۔ (صفحہ ۳۱-۳۲)

اف توبہ حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر منہ زور غیر مقلد، اہلحدیث کی طرح تقلید فقہ اور علماء و فقہاء پر طعن و تشنیع اور اہلحدیث غیر مقلدیت کی تشہیر محتاج تبصرہ نہیں

قول وفعل کا تضاد "ضیاء القرآن" کی روشنی میں

پہلی آیت (ترجمہ) "اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ۔ اور دیدہ دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔ ● کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو۔ اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تمہیں عقل نہیں"۔ (پ ۱ رکوع ۵)

"**اللہ تعالیٰ** ● دورُخی پالیسی سے منع فرماتے ہیں یہ زجر وتوبیخ ہر اس شخص کے لئے ہے جو دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے اور خود اس کے خلاف عمل پیرا ہو ● خواہ وہ یہودی کہلائے یا مسلمان ● قرآن حکیم نے جابجا قول وعمل کے اختلاف سے روکا ہے۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معراج کی رات ایک ایسی قوم پر گذر ہوا۔ جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔ یہ وہ خطیب تھے۔ جو لوگوں کو نیکی کا تو حکم کرتے اور اپنے نفسوں کو بھلائے رکھتے۔ حالانکہ وہ کتاب کی تلاوت بھی کرتے۔ تنسون، تعقلون کی تعبیر کتنی اثر آفرین ہے۔ یعنی تم ایسا کرکے اپنی بہتری نہیں کر رہے بلکہ تم تو وہ زیاں کار اور سود فراموش ہو جن کی نظروں سے اپنی بہتری اوجھل ہے"۔ (ملخصًا۔ ج ۱ ص ۵۳)

دوسری آیت (ترجمہ) "اے ایمان والو کیوں کہتے وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو"۔ (پ ۲۸ رکوع ۹)

"مسلمان کو چاہیے کہ جو زبان سے کہے۔ اس پر عمل کر کے لوگوں کو دکھائے۔ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔ یہ آپ کی اُمت کے وہ خطیب تھے۔ جو کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔ جو کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے"۔ (ضیاء القرآن ج ۵ ص ۲۱۰)

اہل علم وانصاف اور غیرت مند سنی بھائی ارشادات قرآن وتفسیر "ضیاء القرآن" کی تصریحات پر غور فرمائیں۔ کہ فتنۂ صلحکلیت و پروفیسری مسلک اور رسالہ "ضیاء حرم" کی گول مول دوغلہ پالیسی کے برعکس کس قدر وضاحت و صراحت کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ ● حق و باطل کو نہ ملاؤ۔ اور دیدہ دانستہ حق کو نہ چھپاؤ ● کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو ● اللہ تعالیٰ دو رخی پالیسی سے منع فرماتے ہیں اور ایسے دو رُخ شخص کے لئے زجر وتوبیخ ہے ● مسلمان کو چاہیے کہ جو زبان سے کہے۔ اس پر عمل کرکے دکھائے ● شب معراج قول وفعل کے تضاد میں مبتلا بے عمل خطیبوں کو سخت عذاب میں دیکھا گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

قرآن و "ضیاء القرآن" کی ان تصریحات کے باوجود ——— پیر صاحب کا طاہر القادری جیسے صلحکلی اور قول وفعل کے تضاد میں مبتلا ابنُ الوقت، دوغلہ قسم کے انسان کی حوصلہ افزائی بلکہ پشت پناہی اور اس کی مدح سرائی کرنا بد مذہبوں پر مشتمل اسکی سپریم کونسل کا چیئرمین بنتا کیا بجائے خود قول وفعل کے تضاد پر مبنی نہیں ؟

(جون جولائی ۱۹۸۸ء سے جون جولائی ۱۹۸۹ء تک)

بات ہے ایک سال کی

ایک سال کی کرشمے ، فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ (الآیہ)

ایک دور افتادہ علاقہ کے ایک نوجوان شخص کو اس کی نوعمری میں ہی قدرت نے اپنی بے نیازی سے اسے مختلف صلاحیتوں سے نوازا اور شہرت و دولت سے بھی مالامال کیا۔ مگر پنجابی محاورہ کے مطابق "بھانڈا چھوٹا چیز بہتی" وہ نوجوان ان چیزوں کا متحمل نہ ہو سکا۔ اور عجز و تواضع اور سجدۂ شکر کی بجائے آتشِ دولت و شہرت نے اس کی نفسانیت کو ایسے بھڑکایا کہ حُبّ جاہ و ہوس شہرت نے اسے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ اور وہ اپنی نفسانیت کی تسکین کے لئے نت نئے کرشمے دکھانے لگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ **زیر نظر مضمون** میں اس کے گذشتہ سال کے بعض کرشموں کی جھلک دکھائی گئی ہے۔ پڑھیئے عبرت حاصل کیجئے۔ اور اس شخص کے جال میں پھنسنے سے بچ جائیے۔ کیونکہ اس میں حب جاہ و ہوس، شہرت، انانیت و نفسانیت کے سوا کچھ نہیں۔ **گذشتہ ماہ جون** میں اس نے اپنی دولت و وسائل کے بل بوتے پر لاکھوں کروڑوں روپیہ کے خرچہ سے "لندن کانفرنس" کا انعقاد پروپیگنڈا کیا۔ اور وہاں سے واپسی پر لاہور میں اپنا جلوس نکلوایا اور یہ مژدہ سنایا کہ

"اسلامی دولت مشترکہ" قائم کر دی گئی ہے ● جو امریکہ اور روس کے گھمنڈ کو خاک میں ملا دے گی ● مسلمان کسی کے محتاج نہیں رہیں گے ● اور اسی سال کے آخر میں پاکستان میں بین الاقوامی کانفرنس اور مصر میں عالمی کنونشن منعقد کیا جائے گا۔" (جنگ لاہور ۲۸ جون ۸۹ء)

مگر دیکھ لیجئے کہ حالات نہ صرف جوں کے توں ہیں بلکہ برابر بگڑتے جا رہے ہیں۔ اور مذکورہ اعلانات میں سے کوئی ایک بات بھی سچی ثابت نہیں ہوئی۔ بس ایک کرشمہ دکھانا تھا۔ وہ دکھا دیا گیا۔ اللہ۔ اللہ خیر سلّا

دوسرا کرشمہ حضرت پیر طاہر علاؤالدین صاحب کوئٹہ کے صاحبزادگان کا اپنے ننھیال کے رشتہ داروں میں ایک خاص قسم کی کار پر تنازعہ ہو گیا جس پر بعض لوگوں نے دو صاحبزادگان کو کچھ دیر اغوا کر کے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ● اس شخص نے کوئٹہ کی بجائے گذشتہ جولائی کو لاہور میں احتجاجی سلسلہ شروع کر کے اخبارات وغیرہ میں قیمتی اشتہارات کی بھرمار کر دی۔ مختلف شہروں کا دورہ کیا۔ اور لوگوں کو ناموس غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا واسطہ دے کر ۲۰ر جولائی کو لاہور ایک جلوس کی صورت میں اکٹھا کیا ● اور اس کے بعد ۱۴ر اگست ۸۸ء کو کفن بردار احتجاجی مظاہرہ کا اعلان اور اس کی تشہیر شروع کر دی اور جب کفن پہننے اور مظاہرہ کرنے کا وقت قریب آیا تو کچھ وقت پہلے کفن برداری کی بجائے وزیر اعلیٰ نواز شریف کو ساتھ لے کر چپکے سے حکام بلوچستان

کے پاس جاکر کچھ طے کر لیا۔ اور لاہور آکر اپنے ہی طور پر اعلان کر دیا کہ ملزم گرفتار اور کفن بردار جلوس ملتوی۔ گویا کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اعلانات مذکورہ احتجاج کے دوران اس شخص نے مختلف اعلانات کر کے اپنی شعبدہ بازی کا مظاہرہ کیا • کہ حکومت کو غوث اعظم کے فقیروں کی قوت کا اندازہ نہیں۔ یہ درویش اگر بپھر گئے تو حکومت کا خاتمہ کر دیں گے۔ ہم سے جو ٹکرائے گا۔ پاش پاش ہو جائے گا • ماریں گے مر جائیں گے۔ تحریک ہم چلائیں گے • ہماری ٹکر امریکی اور روسی سامراج اور عالم یہودیت سے ہے۔ ان چھوٹی موٹی حکومتوں سے محاذ آرائی تو ہمارے منصب سے گری ہوئی بات ہے۔ لیکن صاحبزادگان کے اغوا پر ہم احتجاج کی راہ چلنے پر مجبور ہو گئے ہیں (جنگ لاہور ۲۱ جولائی ۸۸ء)

• لاہور کے کفن بردار جلوس میں گیارہ لاکھ افراد شرکت کریں گے یا حکومت رہے گی یا ہم رہیں گے (اخبار جنگ لاہور ۲؍ اگست ۸۸ء) • شیخ المشائخ کے کروڑوں عقیدت مند عظیم احتجاجی مظاہرہ کر کے حکومت کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیں گے۔ حکومت کے ہوش ٹھکانے لگا دیں گے • یا انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں یا حکمران نیست و نابود ہو جائیں۔ ہم نے طارق بن زیاد کی طرح کشتیاں جلا دی ہیں • ہمارے اٹھے ہوئے قدم کسی بھی صورت واپس نہیں پلٹ سکتے۔ (نوائے وقت لاہور ۱۹؍ جولائی ۱۹۸۸ء)

اہل علم و دانش غور فرمائیں کہ اس شخص کی مذکورہ دھمکیوں کو "بڑھکیں مارنے" کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

• اور اگر غوث اعظم کا یہ فقیر اتنا پہنچا ہوا ہے کہ اس کے بپھرنے سے حکومت کا خاتمہ ہو سکتا ہے • اور چھوٹی بڑی حکومتیں تہہ و بالا ہو سکتی ہیں۔ تو پھر اسے اتنا پروپیگنڈا کرنے • کفن بردار جلوس نکالنے اور گیارہ لاکھ بلکہ کروڑوں عقیدت مندوں کو اکٹھا کرنے کے ہوائی دکھاوے کے اعلانات کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ • اور اگر اعلان کر ہی دیا تھا۔ تو پھر پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو ساتھ لے کر بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کے پاس جا کر کسی سودا بازی کی ضرورت کیا تھی • لاکھوں کروڑوں کا کفن بردار جلوس دیکھ کر حکومت خود اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی • صاف ظاہر ہے کہ کفن بردار جلوس کا اعلان کرنے کے بعد آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو گیا تھا۔ اس لئے کفن پوشی سے پہلے حکومت بلوچستان کے ہاں حاضری ضروری ہو گئی تھی • اس شخص کے بقول اگر صاحبزادگان کے اغوا کا ملزم واقعی گرفتار ہو گیا تھا۔ تو اس کو کیا سزا ملی۔ اتنے بڑے اغوا پر قانون انصاف کا تقاضہ کیسے پورا ہوا۔ اور ملزم کون سے قانونی شکنجے میں جکڑا گیا۔ مگر یہ شخص ان سوالات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ ایک شعبدہ دکھانا تھا سو دکھا دیا۔

تیسرا کرشمہ ماہ ربیع الاول شریف سنہ ۱۴۰۹ھ مطابق اکتوبر ۸۸ء میں بارہویں رات (شب ولادت) باسعادت میں مخلوط "ختم نبوت کانفرنس" کا مینار پاکستان لاہور انعقاد کیا۔ جس میں شیعہ، مودودی دیوبندی وہابی مولویوں کو بھی مدعو کر کے ایک نام نہاد مخلوط "سپریم کونسل" کی تشکیل کی۔ اور لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے یہ اعلان کیا۔ کہ میں اس کانفرنس میں نماز فجر تک مرزا طاہر قادیانی کا انتظار کروں گا۔ اگر اس نے

کانفرنس میں آ کر میرے ساتھ مباہلہ کیا تو ● نماز فجر سے پہلے یا مسلمان ہو جائیگا یا ہلاک ہو جائے گا۔ ● اور اگر دونوں باتیں نہ ہوئیں تو میں اپنا سر قلم کروا دونگا۔ **حالانکہ** دولت و وسائل کے بل بوتے پر حصول شہرت کے لئے یہ بھی محض ایک خیالی شعبدہ بازی تھی۔ اس لئے کہ ● مرزا قادیانی نے نہ لاہور آنا تھا۔ ● نہ آسکتا تھا ● کیونکہ اس نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ مباہلہ آمنے سامنے نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنی اپنی جگہ بددعا کی جائے گی۔ مگر اس کے باوجود طاہر القادری صاحب نے محض لوگوں کو اکٹھا کرنے اور اپنا ڈرامہ دکھانے کے لئے یہ سب کچھ کیا۔ اور منکرین میلاد و مخالفین صحابہ بدمذہب و بے ادب مولویوں کی "سپریم کونسل" قائم کر کے اپنی ہوسِ صلح کلیت کو تسکین بہم پہنچائی۔ ورنہ **اگر واقعی** مرزا قادیانی کے ساتھ مباہلہ و اتمام حجت کے لئے پروفیسر صاحب مخلص تھے تو یہ اپنے وسائل کے بل بوتے پر بڑی آسانی سے لندن جا کر مرزا کا گھیراؤ کرتے اور اس کے علاقہ میں ڈیرہ جما لیتے۔ جیسا کہ امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے لاہور پہنچنے پر خود ہی لاہور تشریف لے جا کر ڈیرہ جما لیا۔ اور اس وقت تک اس کو نہیں چھوڑا جب تک کہ وہ خائب و خاسر ہو کر فی النار نہیں ہو گیا۔ یہ ہے جذبۂ حق کا مظاہرہ۔ نہ کہ طاہر القادری کا نمائشی شو اور عوام کی تماش بینی۔ **چوتھا کرشمہ** ۔ طاہر القادری نے اپنے پروگرام کے آغاز میں ادارہ "منہاج القرآن" قائم کر کے بار بار سیاست سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا۔ اور اپنی درویشی و بشارات و کرامات کی خود ساختہ کہانیاں سنا کر عوام کا ایک حلقہ بنایا اور پھر میدان کچھ ہموار دیکھ کر اپنی ہوس شعبدہ بازی حصول اقتدار کیلئے ۲۵ مئی ۸۹ء کو میدان سیاست میں چھلانگ لگا دی۔

درویشی سے چیئرمینی تک

پروفیسر صاحب کے اعلان سیاست کے بعد "منہاج القرآن" کی بہ نسبت دوسری پارٹی "عوامی تحریک" کا پروپیگنڈا زیادہ ہو گیا اور "مولانا طاہر القادری" نے "بھٹو اور ماؤ" کی طرح "چیئرمین" کہلانا شروع کر دیا۔ اور "مفسر قرآن" کے "قرآنی نکات" کی بجائے مروجہ سیاست و معیشت اور اقتدار کے لئے عوام کو لالچ دینے اور سبز باغ دکھانے پر زور خطابت صرف ہونے لگا۔ **حالانکہ** پہلے فرمایا کرتے تھے۔ کہ "میں سیاسی آدمی نہیں۔ نہ سرکاری دھڑے کا۔ نہ اپوزیشن کا۔ میں درویش ہوں۔ دین کا خادم ہوں ● میں نہ آج تک کسی سیاسی جماعت سے وابستہ رہا ہوں اور نہ رہوں گا۔ اور نہ ہی اس طرح کی سیاسی جماعت بنانے کا ارادہ ہے۔ کہ میں خود براہ راست سیاست میں الجھوں" (انٹرویو "دید شنید" ۴ر اپریل ۸۹ء)

نواز شریف

درویشی سے چیئرمینی تک کی قلابازی کے بعد ایک اور نیا کرشمہ بھی دیکھنے میں آیا کہ وہی وزیر اعلیٰ نواز شریف جو چیئرمین طاہر القادری کا پیر بھائی ہے۔ جو دیگر نوازشات کے علاوہ پروفیسری کانفرنس لندن میں بھی جا شریک ہوا اور جس نے صاحبزادگان کے اغوا کے سلسلہ میں پروفیسر کو ساتھ لے جا کر بلوچستان حکومت سے مذاکرات کئے اور جس کے متعلق پروفیسر صاحب دعا گو تھے اور یہ فرمایا کرتے کہ "نواز شریف جیسا شریف اور دیانتدار کوئی وزیر اعلیٰ نہیں آیا" (رسالہ "دید شنید") اب اسی نواز شریف کے متعلق "چیئرمین" صاحب فرماتے ہیں کہ "میاں نواز شریف ہوس اقتدار میں اندھے ہو گئے ہیں۔ اور وہ اپنے موجودہ اور ضیا دور میں غریبوں کے لئے مختص اربوں روپے کی رقم ہضم کر گئے ہیں" (اخبار مشرق ۲۳ر جولائی ۸۹ء)

(جنگ ۲۵-۷-۸۹)

(مودودی ازم کی طرف ایک اور قدم)

کیمرہ کی چمک اور تالیوں کی گونج میں انقلاب مصطفوی کا اعلان

یاد ش بخیر - فرقہ طاہریہ کے سربراہ پروفیسر طاہر القادری نے ۲۵ مئی کو موچی دروازہ لاہور میں کیمرہ کی چمک، فوٹو بازی کی بھرمار اور تالیوں کی زبردست گونج میں دس سال میں انقلاب مصطفوی برپا کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ سابق صدر ضیاء الحق تو صاحب اقتدار ہونے کے باوجود گیارہ سال میں انقلاب برپا نہیں کر سکے۔ دیکھئے پروفیسر صاحب کی مجموعہ تضادات شخصیت دس سال میں کیا گل کھلاتی ہے۔

بہرحال اسوقت دکھانا یہ ہے کہ ایک طرف تو اپنی نمود و نمائش کیلئے اس شخص کا اپنی اتباع سنت کا یہاں تک دعویٰ ہے کہ "میں ہر ممکن کوشش کرتا ہوں کہ میں نبی کریم کی سنت کے قریب ہوں۔ اس لئے میں مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کرتا ہوں" (انٹرویو ہفت روزہ حرمت اسلام آباد ۱۳ مئی ۱۹۸۹ء)

یعنی اتباع سنت کے لئے مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے مگر دوسری طرف کیمرہ کی چمک، فوٹو بازی کی بھرمار اور تالیاں بجانے کے ساتھ انقلاب مصطفوی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ جبکہ ضرورت سے زیادہ اپنی ذاتی تشہیر۔ عام اشتہارات کے علاوہ تصویری بورڈوں اور روزنامہ اخبارات کے پہلے صفحہ پر بڑے بڑے باتصویر انتہائی قیمتی اشتہارات کا اسراف و فضول خرچی کا عظیم گناہ اس کے علاوہ ہے۔ کہاں مٹی کے برتنوں میں کھانے پینے کی سنت پر سختی سے پابندی اور کہاں شریعت و سنت کے بالکل ہی برعکس نہایت ڈھٹائی کے ساتھ فوٹو بازی، وڈیو فلمیں اور تالی بجانے کا فرنگیانہ انداز۔ بمصداق

؎ یہی شاہکار ہے تیرے ہنر کا

کیا ہی اتباع سنت و انقلاب مصطفوی کا نمونہ ہے۔

علاوہ ازیں انقلاب مصطفوی کے لئے جس تاریخ کا زور و شور سے اعلان کیا گیا۔ وہ بھی انگریزی (مئی) کی ۲۵ تاریخ ہے۔ یعنی مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سنت کے شیدائی کو اسلامی قمری تاریخ سے نہ کوئی سروکار ہے نہ یہاں اتباع سنت کا پاس ہے اور صرف ۲۵ مئی پر سارا دار و مدار ہے۔ جس نام نہاد انقلاب کی ابتدا ہی شریعت نبوی و سنت مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے صریح انحراف، مغرب زدگی اور فرنگیانہ انداز پر ہے اس کی انتہا کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ۔

؎ خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

مزید تضاد یہ امر بھی قابل غور ہے کہ پروفیسر صاحب کا سر کبھی عمامہ شریف سے مشرف نہیں دیکھا گیا۔ اپنے پیشرو مودودی کی طرح ہمیشہ ٹوپی پوش رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا سر پر دستار و پگڑی باندھنا مٹی کے برتنوں میں

کھانے پینے سے کم اہم ہے حالانکہ علیکم بالعمائم اور العمائم تیجان المسلمین جیسی بکثرت احادیث ہیں عمامہ شریف کی فضیلت واہمیت بیان فرمائی ہے جبکہ عمامہ کی طرح مٹی کے برتنوں میں کھانے پینے کے متعلق ایسی احادیث وارد نہیں۔

ہاتھی دانت کیا پروفیسر صاحب کی یہ دورنگی دمن مانی اور قول وفعل کا تضاد "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کا مصداق اور بھولے بھالے عوام کو پھانسنے اور مغالطہ دینے کی مذموم روش نہیں ہے۔

مجھ پکھ تو کہیئے کہ لوگ کہتے ہیں

اُف توبہ صرف یہی نہیں کہ مودودی کیطرح طاہر القادری کا سر بھی ہمیشہ سنتِ عمامہ سے محروم رہتا ہے۔ بلکہ یہ شخص تو معاذاللہ سنتِ عمامہ سے ایسا الرجک ہے کہ اسے دوسروں کا سنتِ عمامہ پر عمل کرنا بھی ناگوار گزرتا ہے۔ چنانچہ مولانا علامہ محمد عبداللطیف صاحب (جامع مسجد انجمن شیخ لاہور۔ سابق مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور) اولاً طاہر القادری کے مدرسہ "منہاج القرآن" میں اپنے درس وتدریس کے دور کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ "فقیر منہاج القرآن میں اسبق پڑھا رہا تھا۔ کہ پیغام آیا۔ طاہر القادری بلا رہے ہیں۔ جب میں گیا تو قادری صاحب نے کہا۔ آپ نے ٹوپی (قراقلی) نہیں پہنی ● جواباً میں نے کہا کہ میں نے سنت کے مطابق دستار جو پہنی ہوئی ہے۔ پروفیسر صاحب نے کہا۔ یہ ڈسپلن کے خلاف ہے (معاذاللہ) ● میں نے کہا میں تو چاہتا ہوں کہ آپ اور طلبہ کے سر پر بھی دستار ہو۔ پروفیسر صاحب نے پھر کہا۔ یہ ڈسپلن کے خلاف ہے۔

● اس پر میں نے کہا۔ ڈسپلن اپنا پاس رکھو۔ اور مدرسہ کا انتظام کرو ● وہاں سے میرے آنے کا باعث یہی بات بنی" **استغفراللہ** یہاں تو پروفیسر صاحب مودودی صاحب سے بھی بڑھ گئے۔ کیونکہ مودودی اور دوسرے کئی لوگ اگرچہ عمامہ شریف سے محروم ہے لیکن کسی نے نام نہاد ڈسپلن کو عمامہ شریف پر ترجیح تو نہیں دی۔ یہ ہے "مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کرنے والے"

طاہر القادری کا اپنی نمود ونمائش اور دنیاوی مفادات کے تحت ظاہر وباطن اور قول وفعل کا تضاد۔ اور سُنّتِ عمامہ شریف سے محرومی واس کی بے ادبی اور اس پر انگریزی ڈسپلن اور رواجی ٹوپی کو ترجیح دینے کی سنگدلانہ روش وذہنیت۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ

مولانا نہ کہو بلکہ اس شخص کی فیشن پسند ماڈرن ذہنیت کا یہ عالم ہے کہ اس نے اخبارات سے درخواست کی ہے کہ "ان کے نام کے ساتھ مولانا لکھنے سے گریز کیا جائے" (ہفت روزہ ندا لاہور ۶ رجون ۸۹ ر) یعنی طاہر القادری کا ذکر بزبان انگریزی سمجھ میں ڈاکٹر پروفیسر نام سے کیا جائے۔ سنت مبارکہ کے تحت اور اہل اسلام کے عام معمول کے مطابق مولانا نہ کہا جائے۔ جو شخص اب بھی اس شخص کو نہ سمجھے پھر اس کو خدا ہی سمجھے۔

فراڈ وفریب کی حد ہو گئی ہے کہ ایک طرف مجسم طور پر سرتاپا۔ پورا اندرونی وبیرونی ماحول ومعمولات زندگی فیشن اور رواج میں ڈوبا ہوا۔ سر پر رواجی ٹوپی۔ داڑھی کی من مانی کمی بیشی۔ انگریزی ڈریس کی دھوم دھام۔ کوٹھی کار۔ ٹیلیویژن۔ وی سی آر۔ فوٹو بازی۔ پرتکلف قالین فرنیچر

کلاشنکوف ورائفل بردار پہرے دار۔ سرکاری ماڈرن انداز کا دفتر وسیکریٹریٹ۔ عوامی رواجی قسم کی پارٹی "عوامی تحریک" اس کا چیئرمین اور ڈاکٹر وپروفیسر کہلانا۔ اور دوسری طرف یہ دعویٰ کرنا۔ کہ • "ہر ممکن کوشش کرتا ہوں۔ نبی کریمؐ کی سنت کے قریب رہوں • اس لئے مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کرتا ہوں"

ع تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

کیا متبعینِ سنت کا یہی انداز وکردار ہوتا ہے پروفیسر کی طرح دعویٰ کئے بغیر۔ حضرات صحابہ کرام و وسیدنا فاروق اعظم اور سلف صالحین (رضی اللہ عنہم) کے قول وکردار۔ گھر باہر اور ظاہر وباطن میں سادگی واتباعِ سنت کا یہی دوہرا معیار تھا۔ ؟ ہرگز نہیں۔ یہ دوغلا پن اور قول وعمل میں بعد وتفاوت تو طاہر القادری کی خود ساختہ شریعت کا کرشمہ ہے۔

بچے مستثنیٰ اور سنیئے۔ طاہر القادری صاحب نے فرمایا کہ "چینی کے برتنوں میں کھانا، کھانا جائز ہے۔ بچوں کو اس پر متنبع نہیں کرتا۔ کہ وہ احساسِ محرومی کا شکار نہ ہوں" (رسالہ "حرمت" اسلام آباد ۱۳/ مئی ۸۹ء)

گویا قادری صاحب کی اپنی ذات میں ہی تضاد نہیں۔ بلکہ ان کے اپنے گھر اور بال بچوں میں بھی دوہرا معیار جاری ہے۔ کہ خود تو مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کریں۔ لیکن بچوں کے لئے یہ پابندی و تربیت نہیں۔ اللہ اکبر۔ اپنی زبانی اتنے بڑے "متبع سنت" کی اولاد اور (مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سنت سے محروم، حالانکہ قادری صاحب کے گھر میں ان کے بچوں کی بطور خاص تربیت ہونی چاہیے تاکہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ اور قادری صاحب کی یادگار بنیں۔ **علاوہ ازیں** اس نام نہاد "متبع سنت" کا یہ جملہ کس قدر دلآزار و دلخراش ہے کہ "وہ (بچے) احساسِ محرومی کا شکار نہ ہوں"۔ یعنی دوسروں کے لئے اور بالخصوص قادری صاحب کے بچوں کیلئے اتباعِ سنت محرومی کا باعث ہے۔ جیسا کہ عمامہ شریف ڈسپلن کی خلاف ورزی ہے۔ حالانکہ اتباعِ سنت اور اس کی تربیت احساسِ محرومی نہیں بلکہ باعثِ برکت و احساسِ سعادتمندی ہے۔ **الحاصل** یہ ہے۔ اس اتباعِ سنت کے زبانی دعویدار اور ماڈرن عاشق رسول کی کہانی۔ اس کی اپنی زبانی سے

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیے

الغرض اس تمام پس منظر اور پیش منظر سے یہ واضح ہوگیا۔ کہ پروفیسر صاحب کا ازراہ اتباعِ سنت مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کا از خود اظہار صرف اپنی نمود و نمائش کے لئے ہے۔ اگر یہ اس معاملہ میں مخلص ہوتے تو اپنے باقی معاملات کو بھی شریعت و سنت کے تابع رکھتے۔ مگر دیگر معاملات میں ان کی صراحتہً شریعت و سنت کی خلاف ورزی کرنا (جس کی متعدد امور میں نشاندہی کی گئی ہے) اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ شخص دلی اخلاص و جذبہ اتباعِ سنت سے کورا ہے۔ ایک طرف تو بننے سنورنے کا پر تکلف پر تعیش فیشن، مارکہ ماڈرن انداز و ماحول محض اپنی ذات کیلئے اپنے پروگراموں کے پروپیگنڈا پر لاکھوں کروڑوں کا اسراف اور دوسری طرف مٹی کے پیالوں میں کھانے پینے کے اظہار میں کوئی ربط و مناسبت نہیں جیسے کہ پروفیسر صاحب کا یہ بیان بھی ہے کہ ان کے ساتھ مسلح گارڈ کا دستہ سنت رسول ہے (جنگ ۱۹ جولائی ۸۹ء)

عورتوں کو آزادی ، مولویوں کو پھانسی

(فرقہ طاہریہ کے منشور کی دو نئی دفعات)

جولائی ۱۹۸۹ء کے شروع میں فرقہ طاہریہ کے سربراہ نے دورہ سیالکوٹ کی ایک تصویر روزنامہ "نوائے وقت" اور "جنگ" لاہور وغیرہ میں شائع ہوئی ہے۔ جس میں پروفیسر کھلے بندوں آمنے سامنے ننگے منہ بے پردہ عورتوں کو خطاب کر رہے ہیں اور تصویر کے نیچے لکھا ہے کہ "ڈاکٹر طاہر القادری خواتین کے جلسہ میں پارٹی منشور پر روشنی ڈال رہے ہیں"

(نوائے وقت ۸ر جولائی ۔ جنگ ۱ر جولائی ۸۹ء)

بحکم قرآن صحابہ کرام و امہات المومنین رضی اللہ عنہم کی گفتگو اور مسئلہ مسائل تو مِنْ وَّرَاءِ حِجَاب ہوتا تھا مگر "منہاج القرآن" کا "مفسر قرآن" مردوں عورتوں کے مابین حجاب کا قائل نہیں۔ غیر محرم ہونے کے باوجود

● وہ بارہا عورتوں میں آمنے سامنے اور ● مردوں عورتوں کے مخلوط اجتماعات میں شریک ہوتا ہے۔

● بلکہ ان کے فوٹو اتروائے جاتے ہیں اور اخبارات میں شائع کروا کے قوم کی بیٹیوں کی پوری قوم کے سامنے تشہیر کی جاتی ہے اور اسلامی پردہ و حیا اور محرم نامحرم کی حدود پامال کی جاتی ہیں ● اور ڈھٹائی کا یہ حال ہے کہ جب ایک مرتبہ ایک مخلوط اجتماع میں خواتین کے مروجہ سماجی عمل کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو پروفیسر صاحب نے نہائیت لاپرواہی سے یہ جواب دیا کہ "اگر یہی خواتین کے سماجی عمل (مخلوط معاشرت) کے خلاف ہوتا تو یہاں (مخلوط پروگرام میں) موجود نہ ہوتا۔" (جنگ کراچی ۲۸ر جون ۸۹ء)

یعنی قرآن و حدیث اور احکام شریعت سے پردہ و حیا اور محرم نامحرم کی حد بندی کے استدلال کی ضرورت نہیں۔ طاہر القادری کا بے پردہ عورتوں اور مردوں کے حیا سوز مخلوط اجتماع میں موجود ہونا ہی "شرعی جواز" ہے اور بمصداق ؎

مستند ہے میرا فرمایا ہوا۔

پروفیسر صاحب جو کریں اور جو بھی غلط سے غلط بات کہیں وہی مستند ضابطہ ہے۔

دفعہ ۲

اس دورہ سیالکوٹ کے دوران وکلاء سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر صاحب نے فرمایا۔ کہ "ہر فرقے کے تین تین مولوی یا انتہا پسند پھانسی چڑھا دیئے جائیں تو قوم کو نجات مل سکتی ہے۔" (نوائے وقت ۷ر جولائی ۔ ۸ر جولائی ۸۹ء)

خواجہ حمید الدین صاحب پیر آف سیال شریف نے اس پروفیسری بیان کی مذمت میں فرمایا۔ کہ "ڈاکٹر طاہر القادری کے اس بیان کے تحت ۷۳ فرقوں کے ۲۱۹ علماء کو پھانسی پر چڑھانا ہوگا۔" (نوائے وقت ۲۰ر جولائی) **گویا مجموعی طور** پر سینکڑوں علماء کا خون طاہر القادری کی گردن پر ہوگا۔ قابل غور امر یہ ہے کہ اب تو لادین و علماء دشمن حلقوں کو خوش کرنے کے لئے بے نظیر حکومت کو طاہر القادری نے علماء کو پھانسی چڑھانے کا اشارہ دیا ہے ؎ گنجے کو ناخن نہ دے

خدا نہ خواستہ اگر کبھی طاہر القادری کو اقتدار مل جائے تو اس کے ہاتھوں علماء پر کیا کچھ ظلم و ستم نہ ہوگا۔ بہرحال دفعہ ۲ کے تحت طاہر القادری کے اعلان پھانسی سے اس کی علماء دشمنی اور اہلسنت دشمنی نمایاں ہوگئی ہے کیونکہ اُمت عشاق رسول علمائے حق علمائے اہلسنت کا کوئی استثنا نہیں کیا

ع۲ مفہوم میں کوئی خاص فرق نہیں۔

جو اس کی علماء دشمنی اور اہلسنت دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔ اگر اس کے دل میں علماء اہلسنت کا کوئی احترام ہوتا تو کم از کم اسے ان کے متعلق کسی رعایت و خاطر داری اور حق کی علمبرداری کا امتیاز رکھنا چاہیئے تھا۔

طاہر القادری کے اعلان پھانسی، اس کی علماء دشمنی اور اہلسنت دشمنی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس کی زبان اس طرح علماء کے خلاف شعلے اگلتی ہے اس کے دل میں علماء کے خلاف کیا کچھ بغض و عناد ہوگا؟ قرآن مجید میں ہے۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ۔ (الآیۃ۔ پ ۴ رکوع ۳)

وجہ دشمنی طاہر القادری کی علماء دشمنی کی دراصل وجہ یہ ہے کہ یہ شخص اپنے "نابغۂ عصر و یکتائے زمانہ" ہونے کے زعم میں علماء کرام کو اپنی ہاں میں ہاں ملانے اور اپنا پیروکار بنانے کا خواہشمند تھا۔ مگر چونکہ مسلک حق اہلسنت اور اجماع امت کو چھوڑ کر کسی بھی ذمہ دار و معتمد علیہ عالم دین نے اس کے نظریات باطلہ کی تائید و پیروی نہیں کی۔ بلکہ اس کے اساتذہ (علامہ سید احمد کاظمی صاحب اور مولانا عبدالرشید صاحب جھنگوی) سمیت مستقل تصانیف و فتاوی و بیانات میں اس کی گمراہی و انتشار انگیزی کو بالاتفاق طشت ازبام کیا ہے۔ اس لئے طاہر القادری علماء کرام کی دشمنی میں اس حد تک آگے بڑھ گیا ہے کہ مخبوط الحواس ہو کر انہیں پھانسی چڑھانے کی بڑ ہانکنے لگا ہے شتاتیا۔ چونکہ پیپلز پارٹی بھٹو دور سے اب تک علماء کرام کی تحقیر و مخالفت پر کمربستہ ہے اس لئے طاہر القادری بے نظیر حکومت کی خوشنودی و قرب حاصل کرنے کے لئے پیپلز پارٹی سے بھی چار قدم آگے بڑھ کر علماء کو پھانسی چڑھانے اور قوم کو ان سے نجات دلانے کی باتیں کرنے لگا ہے گویا۔ قوم کو عریانی و فحاشی، لادینی معاشرہ۔ بے پردگی۔ تخریب کاری۔ سود، رشوت۔ منشیات کی سمگلنگ وغیرہ تمام جرائم و ذمائم سے نجات مل گئی ہے۔ اب صرف اور سب سے بڑا جرم و برائی علماء کرام کا وجود ہے جس سے قوم کو نجات دلانے کے لئے طاہر القادری نے علماء کو پھانسی چڑھانے کا نسخہ تجویز کیا ہے۔ اور وہ بھی بے نظیر اور پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی علماء دشمنی کا مظاہرہ ہو سکتا ہے؟۔

الغرض یہ ہیں "فرقہ طاہریہ" کی دو نئی دفعات۔ کہ بے حجاب خواتین کے آمنے سامنے مخلوط پروگراموں کی شمولیت۔ ان کے فوٹو اتروانا اور اخبارات میں شائع کرانا اور علماء کو پھانسی چڑھانے کے بیانات جاری کر کے عوام اور بالخصوص بے قید آزاد منش نوجوانوں کو علماء سے متنفر کرنا اور ان کا دشمن بنانا۔ جس شخص کے سیاست کی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی ایسے ہٹلرانہ اور جلادانہ عزائم ہیں۔ اس سے مزید کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

جو شخص اجماع امت۔ اجماع صحابہ۔ اور اجماع ائمہ اربعہ (رضی اللہ عنہم) کا ڈٹ کر خلاف کرے ● ساری امت اور جلیل القدر بزرگان دین سے الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے ● لاہور میں ۸ ستمبر ۸۹ء کو علماء کی ایک مجلس میں بے تکلف یہ کہہ جائے۔ کہ "علماء، فقہاء اس کیس (مسئلہ دیت میں) ایک فریق ہیں۔ لہذا میں اس میں ان کے حوالہ جات و تصریحات اور فیصلوں کو سند تسلیم نہیں کرتا۔" ایسے شخص کی زبان سے علماء کرام کے حق میں کلمۂ خیر کیسے نکل سکتا ہے؟

علماء سے جنگ جب کہ علماء کی مخالفت میں مسلسل آگے بڑھتے ہوئے اس نے

"علماء کی تنقید کو بے جواز اور کم علمی قرار دیا اور کہا کہ علماء تو یہ بھی نہیں جانتے۔ کہ سیکولرکس بلا کا نام ہے میں فرقہ بندی اور مسلک بندی کا دشمن ہوں۔ یہ بریلویت اور دیوبندیت کوئی مسلک نہیں۔ میں ان علماء کے خلاف جنگ لڑ رہا ہوں جو اسلام کا استحصال کر رہے ہیں۔ میں ان سے خوفزدہ نہیں ہوں اور نہ ہی ان علماء کے فتووں یا حمایت کا محتاج ہوں" (روزنامہ جنگ لاہور سیاسی ایڈیشن ۲۹ر جولائی ۱۹۸۹ء) **ملاحظہ فرمائیے** کیسی بیدردی وسنگدلی کے ساتھ طاہر القادری علماء کی کردار کشی میں مصروف ہے۔ اور انہیں اسلام کا استحصال کرنے کا ملزم گردان کر کیسے گھٹیا انداز میں علماء کو نشانہ تحقیر وتضحیک بناتا اور ان کے خلاف جنگ لڑنے کا اعلان کرتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ طاہر القادری کے ادارہ "منہاج القرآن اور عوامی تحریک" کا سب سے بڑا نشانہ علماء کرام ہی ہیں تو اس میں مبالغہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ملک ومعاشرہ کے اور کسی بدنام سے بدنام ذلیل وظالم طبقہ کے خلاف اس نے اسی طرح جنگ لڑنے اور پھانسی چڑھانے کا اعلان نہیں کیا جسطرح کہ علماء کے خلاف ایسی انتہا پسندی اور یاوہ گوئی کا مظاہرہ کیا ہے۔ علماء کرام کے خلاف اسقدر سب وشتم کے طاہر القادری کا ترجمان رقمطراز ہے کہ" اگر کوئی شخص ایک لفظ بھی ایسا ثابت کر دے جس کے ذریعے کسی تحریک یا جماعت کے قائد کی کردار کشی کی گئی ہو تو ہم بڑی سے بڑی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہیں"۔ (منہاج القرآن جون۔ جولائی ۱۹۸۹ء)

اپنی روایتی دورخی و دروغ گوئی کے تحت ایک طرف تو اس طرح اپنی پاکدامنی کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف ملک ومعاشرہ کے سب سے معزز طبقہ علماء کرام کے خلاف جنگ لڑنے اور انہیں پھانسی چڑھانے کے پروگرام بن رہے ہیں

بڑے پاکباز و بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

علماء کرام کے خلاف نفرت وبیزاری کی آگ بھڑکانے کے لئے طاہر القادری نے بدیں الفاظ مزید زہر اگلا ہے۔ کہ "تمام مذہبی جماعتیں مسلکی ہیں۔ جبکہ مسلکی اختلافات میں بیشتر کی نوعیت فروعی ہے۔ ان کو زیادہ ہمدردی اپنے مکاتب فکر اور مسلک کے ساتھ ہے۔ دین کے ساتھ نہیں۔ میں تعصب اور انتہا پسندی پر یقین نہیں رکھتا۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت کے فرقہ پرست بھی میرے خلاف لکھ اور بول رہے ہیں۔ ہماری جدوجہد میں مولوی کا کوئی کردار نہیں۔ ہم انتخابات میں علماء اور مولوی صاحبان کو کھڑا نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہماری روایتی مذہبی جماعت ہے ہی نہیں۔ ہم تو ایک خالص انقلابی انداز میں چل رہے ہیں"۔ (ماہنامہ زنجیر لاہور جون ۸۹ء)

مذکورہ بیان میں طاہر القادری نے علماء کے متعلق یہ تاثر دیا ہے کہ • انہیں دین سے ہمدردی نہیں • یہ متعصب اور انتہا پسند ہیں • اہلسنت بھی فرقہ پرست ہیں۔ اور فرقہ پرستی اور انتہا پسندی کے باعث پھانسی کے مستحق • مولوی کا نہ کوئی کردار ہے اور نہ ہی وہ انتخابات میں حصہ لینے کا اہل وغیرہ وغیرہ **محض** اجماع امت کی مخالفت اور صلحکلیت کی ضلالت ودورنگی روش سے روکنے کے جرم میں وارثان نبوت علمبرداران حق علمائے کرام کے خلاف طاہر القادری کا ان کے خلاف مسلسل اس قسم کے غلط تاثرات پھیلانا اور ان کی کردار کشی میں کوشاں رہنا کیسی محرومی بدنصیبی کی بات ہے۔

صادق کی صداقت پر حالات کی شہادت

؎ گیا دور جب تنہا تھا میں انجمن میں

فرقہ طاہریہ کے سربراہ کے رد میں اگرچہ علماء کرام کی درجن بھر تصانیف منظر عام پر آ چکی ہیں۔ مگر کچھ عرصہ قبل "رضائے مصطفےٰ" اور کتاب لاجواب ودخطرہ کی گھنٹی کے ذریعہ جب مسلسل و مؤثر طور پر فرقہ ہذا کے سربراہ کے انکار اجماع صلح کلیت و دوغلہ پالیسی اور مسلک اعلیحضرت سے انحراف کے خلاف احقاق حق کے لئے کلمۂ حق بلند کیا گیا۔ تو الحمد للہ ملک و بیرون ملک بکثرت احباب کو غور و فکر کا موقع ملا اور وہ پروفیسری مسلک سے کافی حد تک خبردار ہوگئے۔ البتہ بعض حضرات نے اس کلمۂ حق کو حسد وغیرہ پر محمول کیا۔ حالانکہ یہ محض حق کی آواز تھی۔ اس میں حسد وغیرہ کی کسی ذاتی ونفسانی شے کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ بہر حال اب جب کہ ماضی کے سیاست سے لاتعلقی کے اعلانات کے برعکس ۲۵ رمئی کو پروفیسر طاہر القادری نے سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کیا۔ تو اس دوغلہ پالیسی نے اپنوں، بیگانوں کو مزید چونکا دیا۔ اور بالخصوص سنی بریلوی علماء و احباب پر واضح ہوگیا کہ فرقہ طاہریہ[عہ] صرف اندرونی و مسلکی طور پر ہی اہلسنت وجماعت کے لئے خطرہ نہیں بلکہ سیاسی و عملی طور پر بھی پروفیسری مسلک اہلسنت و جماعت کے خلاف زبردست فتنہ و سازش ہے اور بفضلہ تعالیٰ قول صادق صداقت پر مبنی ہے۔ اس صورت حال کے متعلق اپنوں بیگانوں کے بعض تأثرات و بیانات درج ذیل ہیں۔ پڑھیئے اور سر دھنیئے۔

؎ یہاں اب مرے "راز داں" اور بھی ہیں

مولانا عبد الستار خان نیازی نے فرمایا کہ طاہر القادری اپنے آپ کو بریلوی مکتب فکر کا نہیں کہتے۔ ان کا کام بہت مشکل ہے اور ہمارا تو سب کچھ یا رسول اللہ ہے اور ہمارا کام آسان ہے۔" (ہفت روزہ سیاسی لوگ لاہور ۲۷ راپریل ۱۹۸۹ء) ● طاہر القادری کی نئی سیاسی جماعت بنانے کے بارے میں مولانا نیازی نے کہا۔ کہ پروفیسر موصوف جمعیت علمائے پاکستان کے مقابلے میں سیاسی جماعت بنا رہے ہیں۔ اسی لئے ان کا سیاسی طور پر بھرپور مقابلہ کیا جائے گا۔" (جنگ لاہور ۱۲ رمئی ۸۹ء)

مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا کہ ● قادیانی اپنے عقائد اور نظریات کے باعث مرتد ہیں ایسا شخص جو اسلام کے بعد کافر ہو وہ مرتد واجب القتل ہو جاتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری قادیانیوں کو مباہلے کی بھرپور دعوت دینے چیلنج کرنے کے باوجود اپنی سیاسی ضرورت کے پیش نظر ان کی مخالفت سے بچنے کے لئے قادیانیوں کو ضمنی کافر قرار دیکر ان کے جان و مال کے تحفظ کا اعلان کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پروفیسر طاہر القادری کا یہ نظریہ یا خیال غلط ہے کہ دیگر ضمنی کافروں کی طرح قادیانیوں کو تمام مراعات اور حقوق دیئے جائیں یہ کتاب و سنت کے خلاف ہے۔" (جنگ لاہور ۲۱ رمئی ۸۹ء)

جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی نائب صدر صاحبزادہ غلام صدیق ایم

عہ طاہر القادری ذہنی مریض ہیں۔ (ایشان لاہور ۲۵ رمئی)

نقشبندی مرکزی ناظم اطلاعات مولانا قاری غلام رسول صاحبزادہ محمد عرفان مشہدی اور مولانا محمد دین نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے خوابوں اور بشارتوں کی بنیاد پر سیاسی پارٹی بنانے کا اعلان کر کے اہلسنت کی صفوں میں انتشار کی فضا پیدا کر دی ہے اور انہوں نے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے بل بوتے پر سنیوں کو منتشر کرنے کا جو پروگرام بنایا ہے وہ کبھی پروان نہیں چڑھنے دینگے۔" (جنگ لاہور ۲۳ رمئی ۸۹ء)

مرکزی مجلس کنز الایمان فیصل آباد کے صدر حاجی سردار محمد، ناظم اعلیٰ محمد سلیم مست قادری، سیکرٹری اطلاعات رانا محمد مختار اور فنانس سیکریٹری صابر علی چوہدری نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ "● پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جانب سے نئی سیاسی جماعت بنانا اسلام اور ملک وملت کی خدمت نہیں بلکہ نئی سیاسی جماعت بنانا اہلسنت وجماعت کی مرکزیت کو کمزور اور سیاسی قوت کو منتشر کرنے کی سازش ہے ● پروفیسر طاہر القادری شروع سے متواتر اس بات کا عزم اور اعلان کرتے رہے ہیں کہ میں سیاست میں نہیں آؤں گا - ادارہ منہاج القرآن کے احباب اس کی توجیہہ یہ کرتے ہیں کہ پروفیسر اس سیاسی جماعت میں نہ عہدہ لیں گے اور نہ ہی کسی سطح پر الیکشن میں حصہ لیں گے بلکہ اس کی سرپرستی کریں گے ● ایم کیو ایم کے بانی وسرپرست الطاف حسین کے پاس بھی کوئی تنظیمی عہدہ نہیں ہے اور نہ ہی اس نے عوامی الیکشن میں حصہ لیا - وہ ایم کیو ایم کی سرپرستی کر رہا ہے آپ اس کو سیاست سے جدا نہیں کہہ سکتے - ● اسی طرح یہ کہنا کہ پروفیسر طاہر القادری سیاست میں نہیں آئیں گے سراسر جھوٹ ہے۔" (نوائے وقت لاہور ۲۱ رمئی ۸۹ء)

جمعیت علمائے پاکستان علامہ طاہر القادری کی طرف سے ابھی سیاسی جماعت کا باقاعدہ اعلان نہیں ہوا لیکن ان کی مخالفت بڑی شدت سے شروع ہو گئی ہے اور جمعیت علمائے پاکستان اس مخالفت میں پیش پیش ہے - پچھلے دنوں جمعیت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات پیر اعجاز احمد ہاشمی نے طاہر القادری کو مشورہ دیا تھا - کہ وہ اپنی الگ سیاسی جماعت بنا کر اہلسنت کو تقسیم نہ کریں ● جمعیت کے صوبائی قائمقام صدر سید محفوظ مشہدی نے بھی ایک بیان جاری کیا ہے جس میں طاہر القادری کی جیپ، کوٹھی اور دوسری مراعات کا ذکر کیا ہے اور ان کی ذات کو ہدف تنقید بنایا ہے ● یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان کے بعض عہدیدار طاہر القادری کے بارے میں معلومات جمع کر رہے ہیں جو قادری صاحب کے خلاف استعمال کی جائیں گی - (سیاسی تجزیہ مشرق لاہور ۲۵ مئی)

علامہ منظور احمد فیضی ۱۹ رمئی بروز جمعۃ المبارک مدرسہ فیض الاسلام ڈیرہ غازی خاں میں ایک تبلیغی جلسہ عام ہوا جس میں مناظر اسلام علامہ مولانا محمد منظور احمد فیضی احمد پور شرقیہ نے خطاب فرمایا نیز اس موقع پر فرقہ طاہریہ اور رسالہ "رضائے مصطفےٰ" کے بارے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ رسالہ "رضائے مصطفےٰ" ترجمان اہلسنت ہے اور میں نے خود طاہر القادری کی تقریریں سنیں اور کتابیں پڑھی ہیں جس سے مسلک اہلسنت کی نفی ہوتی ہے - دیت کے مسئلہ میں بھی طاہر القادری غلطی پر ہے اور ائمہ کرام سے انحراف ضلالت ہے
(محمد بلال احمد محلہ پیر قتال ڈیرہ غازی خاں)

انجمن فدایان مصطفےٰ لاہور کے بیان میں کہا گیا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری نے غیر مسلموں اور قادیانیوں کو بھی جماعت میں شمولیت کی اجازت دیکر عوام کو مایوس کیا ہے (امروز ۲۸ رمئی)

دیوان صاحب: جماعت اہلسنت کے مرکزی سربراہ دیوان سید آل سیدی نے کہا ہے کہ "پروفیسر طاہر القادری غیر ملکی اشارے پر اہلسنت کے لیے فتنہ بنا چاہتے ہیں، مگر اہل سنت بیدار ہیں وہ ان کے عزائم کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور انہیں فتنہ پھیلانے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی"۔

مولانا منظور احمد شاہ: جماعت اہلسنت پنجاب کے سربراہ مولانا منظور احمد شاہ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ "پروفیسر طاہر القادری کو عزت راس نہیں آئی اور اب ان کا زوال بڑی تیزی سے اُن پر مسلط ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت علمائے پاکستان کی موجودگی میں ان کی نام نہاد سُنّی سیاسی جماعت سُنّی دشمنوں اور نظام مصطفےٰ کا راستہ روکنے والے بدنصیبوں کا شاخسانہ ہے مگر وہ اپنے مذموم مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے"۔

مولانا محمد سعید اسعد: جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت کے سربراہ مولانا محمد سعید احمد اسعد فیصل آباد نے پروفیسر طاہر القادری کی جانب سے نواز شریف پر مختلف اربوں روپے کی رقم ہضم کر لینے کے الزام پر وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مستعفی ہو کر خود کو احتساب کے لیے پیش کر دیں اور بصورت دیگر پروفیسر طاہر القادری کو جھوٹی بہتان تراشی پر عبرت ناک سزا دی جائے۔ انہوں نے پروفیسر طاہر القادری کی جانب سے برسر اقتدار آ کر ایک سال میں رشوت کے مکمل خاتمے کے ساتھ ساتھ غریبوں میں ۳۰ ہزار روپیہ فی کس تقسیم کرنے کے اعلان پر اسے متضاد سوچ کا حامل قرار دیا اور کہا کہ عوام میں سیاسی رشوت کی تقسیم کا مضحکہ خیز ہے۔ (جنگ لاہور ۳۰ جولائی ۱۹۸۹ء)

مفتی غلام سرور قادری: (لاہور) نے کہا کہ "طاہر القادری تحریف قرآن کے ماہر ہیں مگر علماء کے سامنے بیٹھ کر کسی عربی کتاب کی دو سطریں بھی نہیں پڑھ سکتے مگر اس کے باوجود صرف پراپیگنڈہ کی بنیاد پر وہ اپنے آپ کو بڑا عالم دین صاحب روحانیت اور اب سیاست دان منوانے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ شخص مذہبی طور پر بے دین، علمی طور پر جاہل اور سیاسی طور پر بے شعور ہے۔ اس نے ہوس اقتدار کیلئے پاکستان عوامی تحریک کے نام پر ڈرامہ رچایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ خوابوں اور بشارتوں کے نام پر اپنی سیاسی ہوس کاری کا کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔ اس لیے یقین ہے کہ عوام اہلسنت طاہر القادری کے پھندے میں نہیں آئیں گے"

مولانا غلام علی اوکاڑوی: نے کہا کہ "طاہر القادری کی رسوائی میں ان کی قادیانیوں کے لیے حمایت نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے مجھے بھی دعوت دی تھی مگر میں نے انکی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ میں انہیں حق پر نہیں سمجھتا"۔

صاحبزادہ حامد سعید: (ملتان) جماعت اہلسنت کے ناظم اعلیٰ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ "غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی طاہر القادری کو بہت پہلے گمراہ قرار دے چکے ہیں۔ اس لیے ہم پر ان کی کسی نئی سیاسی یا غیر سیاسی قلابازی کا کچھ اثر نہیں۔ طاہر القادری کی جماعت میں غیر مسلم اور قادیانیوں کی شمولیت سے بہت سے نئے فتنے کھڑے ہونگے اور امت مسلمہ میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکنے کا اندیشہ ہے جس سے ملک کی سالمیت کو بھی خطرہ لاحق ہے"۔ (بحوالہ ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور جون ۱۹۸۹ء رسالہ رضائے مصطفےٰ (خیابان ۲۵ مئی)

مفتی محمد حسین نعیمی (لاہور) نے کہا ہے کہ "● پروفیسر طاہر القادری قادیانیوں کی حکومت قائم کرنے کی سازش کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی نئی سیاسی جماعت میں قادیانیوں کو شمولیت کی دعوت دے کر جمہوریت کے ذریعے انہیں ملک میں قابض ہونے کی دعوت دی ہے ● پروفیسر طاہر القادری نے جس طرح آج اپنے ذاتی طور پر اقتدار میں نہ آنے کے حلفیہ وعدے کئے ہیں۔ اس طرح وہ کچھ عرصہ پہلے سیاست میں نہ آنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اس لئے اُن کے کسی وعدے پر اعتبار نہیں کر سکتے ● قادیانیوں کو اپنی جماعت میں ممبر بننے کی دعوت دے کر پروفیسر طاہر القادری نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی مول لی ہے اور پاکستان کی سلامتی کے خلاف بھی سازش کی ہے ● اس لئے جب کسی سیاسی جماعت میں کوئی رکن بنتا ہے تو وہ ملکی دستور کے مطابق پارٹی کا سربراہ بھی بن سکتا ہے اور پارٹی کا سربراہ ملک کا بھی سربراہ بنتا ہے۔ اس طرح پروفیسر طاہر القادری نے مسلمانوں کی سو سالہ جدوجہد سے غداری کی ہے ● اور اپنی سستی شہرت کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے بھی مصالحت میں شرم محسوس نہیں کی۔ پروفیسر طاہر القادری پر اللہ کی کوئی ناراضگی وبال بن کر پڑ گئی ہے کہ وہ روحانیت اور عشق رسول کی صراط مستقیم چھوڑ کر سیاست کی گندی نالی میں گر گئے ہیں۔ **ذہنی مریض**: مفتی صاحب نے کہا کہ طاہر القادری ذہنی مریض ہیں اور ان کے بہت سارے خیالات ہمارے فہم سے بالاتر ہیں۔ انہوں نے اپنا کاروبار بشارات اور خوابوں پر رکھا ہے۔ ● **دیت اور شہادت**: پروفیسر صاحب نے دیت اور شہادت کے سلسلہ میں اجماع اُمت کے خلاف جو نظریہ پیش کیا اس سے بہت نقصان پہنچا۔ اول یہ کہ اس سے اسلام کے باقی تمام مسلّمات بھی مشکوک ہو گئے اور ایک اسلامی قانون جو آنے والا تھا قصاص و دیت سے متعلق وہ ان کی مداخلت سے التواء میں پڑ گیا بلکہ اب اس کا امکان نہیں۔ انہوں نے اسلام بیزار لوگوں کا کام آسان کر دیا ہے ● **قیادت**:۔ امامت قیادت اور امارت ایک نئی جماعت کے بغیر ممکن نہ تھی اس لئے کسی مذہبی جماعت کا تعاون حاصل نہیں کیا۔ بلکہ اپنی امتیازی شخصیت کو نمایاں کرنے کے لئے ایک کوشش کی ہے۔ وہ غیر شعوری طور پر مخالفین اسلام کی سازش کا شکار ہو گئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ضیاء الحق یا نواز شریف کی مخالفت کریں گے۔ اس سے پی پی کو تقویت ملے گی تو اس طرح یہ مذہبی رجحانات کی حامل جماعتوں کی مخالفت اور ان پر تنقید غیر اسلامی طاقتوں کو مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔"

علمائے اہلسنت لاہور کے زیر اہتمام مقامی ہوٹل فلیٹیز میں ایک منعقدہ تقریب سے مفتی غلام سرور قادری، مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مولانا عبداللطیف نقشبندی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ، مولانا الٰہی بخش ضیائی، مولانا قاری غلام رسول، مولانا محمد حسین اظہر، مولانا محمد انور کاظمی اور مولانا عبدالحکیم بلوچ نے خطاب کیا۔ علمائے کرام نے اپنی تقاریر میں کہا۔ کہ "ائمہ کو اپنا مد مقابل ٹھہرانے اور علمائے ربانی کی تشریحات سے منحرف ہو کر جدید تشریحات کرنے والے نام نہاد سکالر طاہر القادری اہلسنت کے مسلک اور اتحاد کو ختم کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ سنی علماء و مشائخ ایسے فتنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے میدان میں نکل آئے ہیں۔" (ندائے اہلسنت جون چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹)

نوجوانانِ اہلسنّت بنام طاہرُ القادری

فیصل آباد "انجمن طلباء اسلام زرعی یونیورسٹی کے ناظم ارشد محمود ملک جنرل سیکرٹری محمد جمیل پنجاب میڈیکل کالج کے ناظم سید عامر گیلانی، محمد اعجاز ملک، محمد اسلم اعوان، فیصل آباد شہر کے جنرل سیکرٹری محمد اختر اعوان، محمد افتخار سعید، نیاز احمد جاوید اور ضلع فیصل آباد کے ناظم نشر و اشاعت جمشید ذوالفقار نورانی نے ایک مشترکہ بیان میں • پروفیسر طاہر القادری کی جانب سے نئی سیاسی جماعت کے قیام کو جماعت اہلسنت کی قیادت کو کمزور کرنے کی سازش قرار دیا ہے • انہوں نے مولانا شاہ احمد نورانی کو اہلسنت کا مسلّمہ قائد قرار دیتے ہوئے کہا کہ مولانا نورانی کی قیادت تضادات سے محفوظ ہے جبکہ مولانا طاہر القادری کی شخصیت تضادات کا شکار ہے • جس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ ایک طویل عرصہ سیاست سے بالکل الگ تھلگ رہنے کا یقین دلاتے رہے۔ لیکن مقبولیت حاصل کرنے کے بعد فوراً عملی سیاست میں حصہ لینے کا اعلان کرکے اہلسنّت کی نمائندہ تنظیم جمعیت علمائے پاکستان کو کمزور کرنے کی سازشیں شروع کر دیں • انہوں نے عزم ظاہر کیا کہ اہلسنّت کی قوت کو تقسیم کرنے کی تمام سازشیں ناکام بنا دی جائیں گی۔ (جنگ لاہور ۱۹ر جولائی ۱۹۸۹ء)

جہلم انجمن طلباء اسلام ضلع جہلم کے ناظم میاں مظہر اقبال اور ضلعی جنرل سیکرٹری محمد یوسف رضا، اجمل جمیل، اشتیاق احمد، محمد سعید شاہد، افضال احمد، ساجد محمود برنالہ اور عابد محمود نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ • پروفیسر طاہر القادری کی پاکستان عوامی تحریک کا مقصد صرف سواد اعظم کو منتشر کرنے اور جے یو پی کو کمزور کرنا ہے۔ اور یہ ایک سوچی سمجھی ترکیب کے تحت کیا گیا ہے • جس میں سابقہ اور موجودہ حکومت کا بالواسطہ یا بلاواسطہ ہاتھ ہے۔ لیکن عوام اہلسنت اس سازش کو ناکام بنا دیں گے۔ اور اس ملک میں نظام مصطفٰی کا حقیقی نفاذ ہو کر ہی رہے گا • کارکنان انجمن نے واضح کیا ہے کہ انجمن طلبائے اسلام کے کسی بھی کارکن کا کسی بھی لحاظ سے مذکورہ سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی کارکنان انجمن اس کی حمایت کرتے ہیں (جنگ ۲۰ر جولائی)

سیالکوٹ • انجمن طلباء اسلام • انجمن نوجوانان اسلام • جماعت اہلسنت • انجمن قادریہ پاکستان کے سربراہ رشید چودھری آف کھوات نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے علامہ طاہر القادری سے کہا ہے کہ • اگر وہ ملک میں نظام مصطفٰی کے نفاذ کے خواہشمند ہیں۔ تو انہیں جمعیت علمائے پاکستان (جس نے نظام مصطفٰی کے لئے تاریخی کردار ادا کیا ہے) سے مل کر چلنا چاہئے تاکہ مشترکہ جدوجہد سے نظام مصطفٰی کے نفاذ میں آسانی پیدا ہو (نوائے وقت ۲۰ر جولائی ۸۹ء)

پاکپتن "طاہر القادری کے ایک ساتھی اور دستِ راست صاحبزادہ خادم حسین نے کہا ہے کہ طاہر القادری طویل عرصہ تک اتفاق خاندان سے منسلک رہے ہیں۔ انہیں وزیر اعلیٰ نواز شریف کی خامیاں علیحدگی کے بعد نظر آئی ہیں؟ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ کے خلاف طاہر القادری کے بیانات کی شدید مذمت کی اور کہا وہ جلد مختلف حقائق کا انکشاف کریں گے۔ (نوائے وقت لاہور ۷ اگست ۱۹۸۹ء)

(لمحات فکر) ——— (دوسروں کی زبان سے)

پروفیسر طاہر القادری اور اخبارات و رسائل کے تأثرات

نوائے وقت:- ایک طرف تو پروفیسر صاحب کا یہ اعلان ہے کہ "نہ میرا کسی حکومت سے عناد ہے نہ مفاد.... شاید "منہاج القرآن" وہ واحد ادارہ ہے جس نے آج تک حکومت سے ایک ٹیڈی پیسے کی امداد نہیں لی" لیکن۔ اندرونی صورت حال کیا ہے؟ بعنوان

"دینداری میں دنیا داری"

"نوائے وقت" کا ایک مضمون ملاحظہ ہو۔

"وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف اور ادارہ منہاج القرآن کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری بڑے گہرے دوست ہیں پروفیسر صاحب میاں صاحب کی خاندانی مسجد جامع اتفاق میں جمعہ پڑھاتے ہیں۔ اور اس سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر ۵ اکنال ۵ امہے پر واقع ادارہ "منہاج القرآن" ہی خوبصورت عمارت کے ناظم اور اس کے معاملات کے ذمہ دار ہیں۔ اس سے چند قدم کے فاصلے پر ان کی رہائش گاہ ہے جس کی تعمیر میں ان کے ذوق اور نفاست کا خاص خیال رکھا گیا ہے... طاہر القادری صاحب نے ان کے بعض انتخابی جلسوں میں شامل ہو کر ان کی حقداری کی گواہی دی۔ میاں صاحب وزیر اعلیٰ ہیں۔ یاری نبھا رہے ہیں اور ثواب کما رہے ہیں پنجاب اسمبلی میں بتایا گیا ہے کہ "ادارہ منہاج القرآن" کو اکیڈمی تو یونیورسٹی بنانے کے لئے ٹاؤن شپ سوک سنٹر میں انہوں نے ۱۶۲ کنال اراضی عنایت کی ہے۔ اس کا سرکاری نرخ ۳۵ ہزار روپے فی کنال ہے جبکہ بازاری نرخ اس سے کہیں زیادہ ہوگا۔ میاں صاحب نے اس عطیہ میں مزید عطیہ ملاتے ہوئے اس کا نرخ ایک چوتھائی سے بھی کم کر دیا میاں صاحب کے اس فیصلے کی وجہ سے سرکاری خزانے کو کم و بیش ۴۴ لاکھ روپے کم موصول ہوئے۔ اگر یہ اراضی نیلام کر کے بیچی جاتی تو پھر بات کچھ اور ہوتی اس طرح حساب لگایا جائے تو خزانے کا "احساس محرومی" کروڑوں تک پہنچتا ہے.... میری مانیں تو میاں صاحب نے پروفیسر صاحب سے جو چند لاکھ وصول کئے ہیں وہ بھی واپس کر دیں حکومت جہاں ۴۴ لاکھ کا صدمہ اٹھا سکتی ہے وہاں مزید چند لاکھ کا بوجھ برداشت کیوں نہیں کر سکتی؟" (مختصراً ملخصاً) (نوائے وقت لاہور ۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

"المصطفیٰ":- "پروفیسر طاہر القادری (درحقیقت) ایک وکیل ہے اور وکیلوں کی سرشت ہے۔ کہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ کر دکھائیں حتیٰ کہ اس نے داڑھی اتفاق مسجد میں خطیب ہونے کے بعد چھوڑی ہے۔ خطابت سے پہلے تو پتلون پہنتے ٹائی باندھتے داڑھی منڈاتے تھے۔ ان کو اس حالت میں بارہا دیکھا گیا" (پندرہ روزہ "المصطفیٰ" ۱۶ ستمبر تا ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

"الاعتصام":- "غیر مقلدین کا ترجمان ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور ۲۴ تا ۳۱ اگست کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ "ڈاکٹر طاہر القادری کے دورہ ڈنمارک کے دوران پادری صاحبان سے مناظرہ ایک اچھا قدم ہے اور دین کا تقاضہ بھی۔ لیکن پادری کے اس سوال کہ تمام مسلمان اسلام پر متفق نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو شیعہ سُنی کا اختلاف کیوں ہے"؟.... کے جواب میں موصوف نے

حقیقی اور بنیادی شیعہ سُنی اختلافات کو فقہی تشریحات و تعبیرات پر مبنی قرار دے کر چیف پادری کو حقائق کے سلسلہ میں کوتاہی بتی اور نادانستہ طور پر اہلِ تشیع کی ترجمانی کی۔ گمان ہے کہ موصوف نے شیعہ نوازی کا یہ انداز خمینی صاحب کے اتحاد بین المسلمین تحریک کے دلفریب نعروں سے متأثر ہو کر اپنایا ہو گا۔

موصوف کو پادری کے جواب میں واضح کر دینا چاہیئے تھا کہ مسلمانانِ اہلِ سُنت و جماعت کے چاروں مکاتبِ فکر میں دورِ رسالت کی طرح دورِ مابعد رسالت میں بھی کوئی اصولی اختلاف پیدا نہ ہُوا۔ لیکن شیعہ چونکہ اختلافات کی بنا پر دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا ہے اس لئے اسلام پر مسلمانوں کا (بجز اسلام سے خارج شیعہ) کوئی اختلاف نہ پہلے تھا۔ نہ اب ہے۔ اور نہ آئندہ ہو گا اسلام پر شیعہ اختلاف دراصل کفر اور اسلام کا اختلاف ہے۔"

طاہر القادری میدانِ سیاست میں

پروفیسر طاہر القادری ایک عرصے سے سیاست میں آنے کے لئے پر تول رہے تھے۔ مگر پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ نواز شریف کی "نوازشیں" انہیں باز رکھے ہوئے تھیں۔ آخر یہ باگ تڑا کر نکلے اور سیدھے سیاسی اکھاڑے میں یوں اترے جیسے ان کے آتے ہی چاروں طرف دھوم مچ جائے گی۔ جیسے سیاست کے محل میں خطرے کے الارم گونجنے لگیں گے اور سیاسی لوگ بدحواس ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگیں گے۔ ان کو زعم تھا۔ کہ ان کے انقلاب کے اعلان کے ساتھ ہی ملک بھر سے "سوادِ اعظم" کے لوگ "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کا منظر پیش کریں گے۔ مگر عہ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ ایسے شک باہر سے بھی لوگ آئے اور لاہور کے لوگ بھی جمع ہوئے۔ مگر اس کانفرنس کو اجتماع کے لحاظ سے عام جلسوں سے مختلف نہیں کہا جا سکتا۔

● موصوف نے اپنے پورے جوش و جذبے سے اپنی جماعت کے نام کا اعلان کیا اور نام کیا نکلا "پاکستان عوامی تحریک" یعنی اے پاکستان پیپلز پارٹی۔ یا عوامی نیشنل پارٹی یا نیشنل پیپلز پارٹی بھی کہا جا سکتا ہے۔ یہ انہی کی ترجمانی ہے ● پھر منشور پیش کیا گیا جس میں سب سے بڑا نقطہ وہی ہے جو سب کے ہاں موجود ہے اگر کوئی نئی چیز ہیں تو وہ طاہر القادری ہیں جیسا انہوں نے اعلان کیا ہے کہ تمام مکاتب فکر کے لوگ حتیٰ کہ غیر مسلم قادیانی بھی اس کے رکن بن سکتے ہیں۔ کوئی احمق ہی ہو گا۔ جو ان کے ساتھ اتفاق کرے گا۔ کیونکہ قادیانیوں کی معیت میں کوئی معقول بریلوی، دیوبندی اہلحدیث اور شیعہ اس جماعت کا رکن نہیں بن سکتا۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اس شخص کا یہ اعلان پہلے دن ہی اس تحریک کی ناکامی پر مہر ثبت کر گیا ہے۔ ان کی کانفرنس بھی "شخصی مظاہرہ" تھا۔ رات کی آتش بازی کی طرح چمکا اور پھر غائب ہو گیا۔

تماشہ گری

ہم جانتے ہیں کہ جناب قادری صاحب اپنی تقریروں کی گھن گرج میں بہت سے تماشے دکھا سکتے ہیں مگر یہ محض تماشے ہی ہوں گے ان سے کوئی معقول سیاسی انقلاب نہیں ابھر سکتا۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ قائد اعظم کی مسلم لیگ کی طرح ایک مثالی اور انقلابی جماعت برپا کریں گے۔ مگر ان کے منشور سے واضح ہوا۔ کہ وہ مسلم لیگ، جماعت اسلامی، پیپلز پارٹی

اور تحریک استقلال کے منشوروں کا ملغوبہ ہے۔ یعنی اس میں اسلام بھی ہے۔ سوشلزم بھی اور سیکولرازم بھی۔ ان تینوں کی موجودگی میں کوئی ایک نظام بھی کامیاب نہیں ہوسکتا ● ایسی "نقال" جماعت سے کسی قابل ذکر "زلزلے" کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی۔ ہمارے نزدیک قادری صاحب کو جو منہاج القرآن کے ذریعے مقام حاصل ہو رہا تھا وہ بھی سیاست کے خارزار میں الجھ کر رہ جائے گا۔ اور ایک دن وہ خود پکار اٹھیں گے۔ ؎ اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی"

رسالہ "چٹان" لاہور

"پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے بالآخر اپنی سیاسی جماعت "پاکستان عوامی تحریک" کے قیام کا اعلان فرما دیا۔ بہت دنوں سے اس نئی جماعت کے بارے میں کچھ اس انداز سے پروپیگنڈا مہم جاری تھی ● کہ گویا ڈاکٹر صاحب کی قیادت میں کچھ نرالی وضع کے بلند عزم اور حوصلہ مند لوگ غیر معمولی انقلابی پروگرام لے کر میدان عمل میں اترنے والے ہیں ● جو دیکھتے ہی دیکھتے موجودہ مایوس کن سیاسی فضا کا رُخ امید و کامرانی کی طرف موڑ دیں گے ● مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا خطاب ایک روایتی سیاست دان کے خطاب سے مختلف نہ تھا۔ جس میں ملکی حالات پر ایک سطحی سی تنقید کی گئی تھی۔ اور بس "نہ گرمیٔ افکار نہ اندیشہ بے باک" اور نہ کوئی پروگرام عمل، بڑا تیر مارا تو صرف یہ کہا کہ "اپنی حکومت کے قیام کے تین سال کے عرصہ میں سرزمین پاکستان پر انقلاب برپا کر دیں گے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب کو پہلے حکومت دی جائے پھر وہ یہاں انقلاب برپا کریں گے۔

؎ کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

● اگر ڈاکٹر صاحب یہ فرماتے کہ ہم آج سے جدوجہد کر کے تین سال میں موجودہ نظام حکومت بدل کر عوام دوست حکومت قائم کر دیں گے اور ملک و قوم کی کایا پلٹ دیں گے۔ تو کوئی بات بھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب اب یہ قوم کسی مرد مسلمان کی منتظر ہے" (ہفت روزہ چٹان لاہور ۹ جنوری ۸۹ء)

"مساوات" لاہور

"اس وقت ملک عزیز میں جنرل ضیاء الحق کے خلاف نفرت پورے عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔ اس نفرت کا نفسیاتی فائدہ اٹھاتے ہوئے طاہر القادری صاحب نے بھی اپنی جماعت کے قیام کے حوالے سے جنرل ضیاء الحق کے اسلامی کارناموں پر تنقید شروع کر دی ہے۔ اس سے ہمارے بعض ساتھیوں کو جو "مولوی" حضرات کی نفسیات سے واقف نہیں ہیں۔ غلط فہمی ہو رہی ہے کہ شاید قادری صاحب جنرل ضیاء الحق کے مخالف ہیں۔ یہ مخالفت صرف نورا کشتی ہے۔ قادری صاحب جو جنرل ضیاء الحق صاحب کو خوش کرنے کے لئے سود جیسے حرام معاملے کو جائز قرار دینے کا فتویٰ دے سکتے ہیں۔ ان سے ہر قسم کے کارناموں کی توقع کی جاسکتی ہے۔ مبصرین کا خیال یہ ہے کہ قادری صاحب اسلام کے نام پر یہ نئی جماعت اپنے محسن و مربی پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب نواز شریف کے اشارے پر قائم کر رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ملک میں بریلوی فرقے کی اکثریت ہے اور اس کی قیادت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب صدر جمعیت علمائے پاکستان کے ہاتھوں میں ہے۔ نواز شریف صاحب چاہتے ہیں کہ اس فرقے کی قیادت نورانی میاں کے ہاتھوں سے چھین لی جائے اور ان کے کسی قابل اعتماد شخص کے

پاس آجائے اسی مقصد کے لئے قادری صاحب کی جانب سے ایک نئی سیاسی پارٹی کے قیام کا اعلان کرایا جارہا ہے۔

ان تفصیلات سے واضح ہے کہ طاہرالقادری صاحب اسلام کے نام پر نئی سیاسی جماعت اپنے مہربانوں کے سیاسی مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے قائم کر رہے ہیں۔ اگر وہ نظام اسلام کے بارے میں مخلص ہوتے تو سب سے پہلے وہ اپنے سود کو جائز قرار دینے والے اس فتویٰ سے رجوع فرماتے جو انہوں نے جنرل ضیاءالحق کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیا تھا۔" (روزنامہ مساوات لاہور ۱۹ مئی ۱۹۸۹ء)

"نوائے وقت لاہور" ۲۵ مئی کانفرنس کی تیاریاں بھرپور کی گئیں۔ بڑے اور چھوٹے شہروں حتیٰ کہ قصبات و دیہات میں بینرز آویزاں کئے گئے ہر جگہ ان کے عقیدت مندوں نے انہیں "پاکستان کے خمینی" کے طور پر متعارف کرایا۔ جب پروفیسر صاحب اپنی پجیرو جیپ میں سوار جلسہ گاہ میں آئے تو شرکاء نے مؤدب کھڑے ہو کر ان کا پُرجوش تالیوں سے استقبال کیا۔ یہ ان کی زندگی کا پہلا واقعہ تھا کہ ان کی مدح پر تالیاں بجائی گئیں۔ پروفیسر طاہرالقادری نے ہاتھ ہلا کر نعروں اور تالیوں کا جواب دیا۔ تین سٹیج سیکرٹریوں میں ایک شیعہ مسلک کے نوجوان علمدار حسینی بھی تھے اور اس سے نئی سیاسی جماعت کے قائدین یہ تاثر دینا چاہتے تھے۔ کہ نئی جماعت ایک مسلکی سیاست کے تابع نہیں ہے موچی دروازہ کا اجتماع "ون مین شو" تھا۔ ایک آدھ شخصیت کے علاوہ ان کے موجودہ ہم سفروں میں کوئی بھی ایسا نہیں۔ جو سیاست کے اسرار و رموز سے واقفیت رکھتا ہو۔ پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر اور منشور میں بعض ایسے نعرے دیئے جو پاکستان کی موجودہ سیاست میں زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پروفیسر صاحب اپنے انقلابی پروگرام میں کوئی نئی بات نہیں کہہ سکے۔ ممکن ہے انہوں نے نہایت جلد بازی میں اپنے پروگرام کو پیش کیا ہو۔ مگر سیاست میں خود کو نمایاں کرنے کے لئے ایسی ٹیم کی ضرورت ہوتی ہے جو زمانے کے ہیر پھیر سے کماحقہٗ واقف ہو۔ لوگوں کے مسائل تو کتابی علم نہیں۔ یہ مسائل جس کوکھ سے جنم لیتے ہیں۔ اس کا سراغ لگانے کی ضرورت ہے۔" (روزنامہ نوائے وقت ۲۶ مئی ۱۹۸۹ء)

"امروز لاہور" "علامہ طاہرالقادری نے یوم تاسیس انقلاب کے سلسلے میں جو پبلسٹی بورڈ جگہ جگہ نصب کئے ان پر علامہ صاحب کی علامہ اقبال کے انداز کی تصویر پینٹ کی گئی تھی۔ جس پر یہ شعر بھی لکھا ہوا تھا۔

ع ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس بورڈ کو دیکھ کر یہی احساس ہوتا تھا کہ دیدہ ور پیدا ہو گیا ہے اس بورڈ کے موجد کا مقصود بھی یہی تھا۔ علامہ طاہرالقادری پر اس شعر کے اطلاق کے بعد ہم بھی موچی دروازہ گئے۔ جب علامہ صاحب کی تقریر کی باری آئی۔ تو سٹیج سیکرٹری نے یہ شعر پڑھا۔ ہم نے علامہ طاہرالقادری کی تقریر غور سے سنی۔ تمام نکات پر توجہ دی۔ ہر نکتہ شناسا سا لگا۔ یہ باتیں اس سے پہلے بھی متعدد بار سن اور پڑھ چکے ہیں اگر دیدہ وری اسی کا نام ہے تو معاف کریں ایسے دیدہ ور تو ہمارے ملک میں ہر سال ہزاروں پیدا ہوتے ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ ملک تو ایسے دیدہ وروں کے حوالے سے پہلے ہی خودکفیل ہے اور نئے دیدہ ور کو برداشت کرنے کا عوام میں حوصلہ نہیں ہے" (امروز لاہور ۲۹ مئی)

ع ایک شخص کی نمائش کا شو۔

(دوسروں کی زبان سے)

(ذرا سوچئے تو سہی)

دعوتِ مُباہلہ ۔ وہابی بنام طاہر القادری

● ڈرامہ نگاری، ڈرامہ سازی اور ڈرامہ بازی …… قصہ کہانی، افسانہ طرازی میرے ملک میں شہرت کا ایک حربہ، حربۂ بازاری تک جا پہنچا ہے، اداکاری اسٹیج سے منبر تک پہنچ رہی ہے۔ پوز بنا بنا کر تصاویر کھنچوانا …… منہاجِ قیادت کی طرف رواں دواں ہے ● حکومت کے اشاروں پر حکومت کے خلاف نعرے بازی بلکہ نوٹس لینے والے خود نعرہ باز بنے ہوئے ہیں ● اور تو اور نبوت پر ہاتھ ڈالنے" والے مجرم کے خلاف مظاہرے کرتے کرتے حضرت طاہر القادری "مباہلے" تک آن پہنچے ہیں اور احتجاجی مظاہرے کو "ختم نبوت کانفرنس" کا رنگ دے بیٹھے ہیں ● حضرت نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے لوگوں کو ایک غلط بنیاد پر جذباتی کیوں بنایا؟!

اور پھر خود صوبائی وزیرِ اعلیٰ کے ہمراہ "مجرموں" کے پاس کیوں جا پہنچے؟ ● اور معاملہ باہمی ملاقات میں کیونکر طے ہوا؟ ● حضرت اپنے انٹرویوز میں تضاد بیانی تک ہی رہتے تو کچھ حد میں رہتے، اپنی کتب میں سلف صالحین تو دور کی بات، اپنے ہی مسلک کے خلاف بھی رہتے ہیں جنہیں چنداں پرواہ نہ تھی (کہ ایسے میں ایسا ہوتا ایسوں کی عادت اور تاریخ ہے)

● اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں (جن کاموں میں جناب پڑے ہیں) عوام کے ساتھ کھیلنا اور پھر ختم نبوت کا ہیرو بننے کی کوشش کرنا یہ حضرت قادری کس منہ سے ختم نبوت کی بات کرتے ہیں

اس منہ سے جس سے بزرگوں کے "الہام در ڈیا" میں لگے ہوئے ہیں یا اُس منہ سے جس سے کہتے ہیں مجھ پر بھی غارِ حرا میں فرشتہ آیا تھا (کچھ ہم بھی سنیں کچھ ہم کو بھی بتا) ● ان کا مباہلے کا چیلنج بھی خوب ہے وہ طاہر مرزا جو منہ چھپا کر پاکستان سے مفرور ہوا تھا۔ اُسے کھلے منہ مینار پاکستان آنے کا کہتے ہیں۔

واہ حضرت واہ! پتہ ہے ایسا نہ ہوگا اور میری واہ واہ ہو جائے گی ● یہ ایسے ہی ہے جیسے رات کوئی کہہ دے دیکھنا صبح سورج نکلے گا تو روشنی ہوگی اور صبح کہہ دے مجھے بزرگ مانو میں نے جیسا کہا ویسا ہوا۔

چیلنج:۔ باقی رہی حضرت قادری کے مباہلے کی بات تو انہیں میں چیلنج کرتا ہوں یہ میرے ساتھ مباہلہ کریں ● میں کہتا ہوں اُن پر غارِ حرا میں فرشتہ نہیں آیا۔ یہ جھوٹ بولتے ہیں ● یہ مباہلہ کریں۔ رسول اللہ کے اُن کے پاس عالمِ بیداری میں آنے پر

● ادارہ منہاج القرآن میں لوگوں کی زمین بلا پوچھے شامل کرنے پر ● اتفاق والوں کی امداد و تعاون پر ● نواز شریف کی نوازشات پر ● جناب طاہر علاؤالدین کے بیٹوں کے اغوا کے معاملے کی (بعینہٖ) صداقت پر ● انتظامیہ کے ان کے جلوس وغیرہ میں اعانت پر ● اور سستی شہرت کے حصول پر، ؎

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

(منجانب: شفیق پسروری ہفت روزہ "الاسلام" لاہور ۱۹ اگست ۸۹ء ملخصاً)

(ادھر کفن بردار ی اُدھر رازداری)

”اردو ڈائجسٹ“ اور ”جنگ“ کی خفیہ رپورٹ

● ”نگران وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف عید الاضحیٰ کے تیسرے روز کوئٹہ پہنچے ادارہ منہاج القرآن کے سربراہ پروفیسر علامہ طاہر القادری ان کے ہمراہ تھے ان کے دورے کا مقصد پیر طاہر علاؤالدین الگیلانی قادری کے صاحبزادوں کے مبینہ اغوا کا معاملہ طے کرانا تھا ● معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے وزیر اعلیٰ بلوچستان میر ظفر اللہ جمالی کے ہمراہ خان آف قلات سے ملاقات کی اس ملاقات میں علامہ طاہر القادری بھی موجود تھے ● باہمی گفتگو کے بعد اصولی طور پر یہ طے پا گیا۔ کہ معاملہ کو مزید طول نہ دیا جائے۔ اور کوئی آبرو مندانہ حل تلاش کر لیا جائے۔

● چنانچہ سلیمان داؤد ۷ر اگست کی شام تھانے میں طلب کیا گیا۔ جو کچھ دیر تھانے میں رہا۔ اور اسی رات ضمانت پر رہا ہو کر گھر آ گیا۔ پولیس نے ہی ضمانت لے لی ● بلوچستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ پولیس نے خود ہی ضمانت لے لی ہو ● یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سیدنا طاہر علاؤالدین کے شہزادگان اور سلیمان داؤد کی عمریں بھی کوئی بائیس پچیس سال کے درمیان ہیں ● شہزادگان سلیمان داؤد کے پھوپھی زاد بھائی اور وہ ان کا ماموں زاد ہے ● شہزادگان کی نانی صاحبہ بی بی کبریٰ سلیمان داؤد کی دادی صاحبہ ہیں۔ چونکہ شہزادگان کی نانی صاحبہ نے اپنے مرحوم شوہر کی ایک یادگار قیمتی کار انہیں دے دی تھی اس لئے تنازعہ ہوا۔ اور سلیمان داؤد نے چوری کا پرچہ کٹوا کے پولیس کی معیت میں شہزادگان کو ”اغوا“ کیا

● ایک ایسا واقعہ جو دو قریبی رشتہ داروں کا نجی نوعیت کا ہے۔ اسی کے حوالے سے آسمان سر پر اٹھا لیا گیا ● اور پروفیسر طاہر القادری نے اغوا کو ایک ایشو بنانے کی کوشش کی اور کمال ہنر مندی سے کچھ بتائے بغیر ایک دنیا کو یہ تاثر دیا۔ کہ بلوچستان میں کوئی بہت بڑا سانحہ رونما ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک معرکۂ حق و باطل بپا ہونے والا ہے۔

● متنازعہ کار تا تصفیہ محفوظ رکھنے کا سرکاری انتظام کر دیا گیا ہے۔“

(روزنامہ جنگ لاہور ۶ر اگست ۱۹۸۸ء)

ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور اگست ۱۹۸۸ء) ملخصاً۔

بعنوان ”پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سسپنس“

اور ایک انکشاف

”پروفیسر طاہر القادری صاحب کے پاس ہم گئے تھے تاکہ نو تحریر عیسائی کے خلاف بڑے پیمانے پر کارروائی ہو سکے لیکن

● انہوں ایک دفعہ تو ملاقات سے محروم رکھا ● دوسری دفعہ صاف کہا کہ میں عوامی سڑک کے احتجاج کا قائل نہیں ہوں یہ عوامی احتجاج اثر پذیر نہیں ہوتا ● ہاں البتہ جب ہائی کورٹ میں اس مقدمہ کی سماعت ہو گی تب اگر میری ضرورت پڑی تو میں وہاں آ کر بات کروں گا۔ لیکن سڑک پر آنا عوامی جلوس میں اچھا نہیں سمجھتا۔

● طاہر القادری صاحب کے اس رویہ سے ہم نہایت ہی پریشان ہو گئے اور پھر چند دن بعد بسلسلہ ”واقعہ اغوا“ انہیں عوامی سڑک کے احتجاج میں بھی دیکھا۔ افسوس کہ ناموس سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر تو نہ آئے لیکن واقعۂ کوئٹہ کی خاطر لاکھوں روپے کے اشتہارات بھی اور سڑکوں پر خود مارچ بھی کرتے رہے۔ عوام اہل سنت ان کی اس روش سے سخت دل برداشتہ ہیں۔ بہرحال اہل سنت نے خود ہی کامیاب مظاہرہ کیا۔ (مولانا قاری محمد عبد الشکور رضوی)

پروفیسر طاہر القادری کے نام کھلا خط

جناب پروفیسر صاحب سلام مسنون ! لوگ آپ کو مولانا، علامہ، ڈاکٹر، پروفیسر، خطیب، ادیب مصنف تو مان سکتے ہیں - لیکن دنیائے سنیت میں آپ کو امام و مجدد یا مجتہد کوئی بھی نہیں مانے گا۔ نہ آپ کو سنیت میں کوئی رخنہ اندازی و من مانی کرنے دیگا - نہ آپ اس کی کوشش فرمائیں اس سے بلاوجہ فتنہ بڑھے گا - آپ کی شخصیت مجروح ہوگی آپ اپنے آپ کو چھوڑ جائیں گے - آپ گھر اور گھاٹ دونوں کے ہی نہیں رہیں گے - مخدوم اہلسنت حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں صاحب مدظلہ العالی ترجمان اہلسنت حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ حضرت مفتی غلام سرور قادری، جناب شفیع محمد صاحب قادری کراچی کی طرف سے آپ کو جو سوالات آئے ہیں - آپ سے جو وضاحتیں چاہی ہیں - ان کا واضح جواب حسام الحرمین شریف کی روشنی میں عنایت فرمایئے اور اس فتنہ کو نہ بڑھنے دیجئے - اپنی شخصیت کو مجروح نہ ہونے دیں - کیا اچھا ہو آپ اپنے آپ کو اکابر اہلسنت کے تابع کرلیں - **تعجب تو یہ ہے** کہ آپ کے حواری شیعوں، وہابیوں، دیوبندیوں، مودودیوں سمیت تمام فرقوں کو مسلمان قرار دے کر تمام فرقوں سے دوستی بھائی چارے کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں - اور جو آپکے اپنے تھے ان سے کٹتے اور دور ہٹتے چلے جا رہے ہیں اسوقت پوری دنیائے سنیت آپکے مخصوص عقائد و نظریات کے باعث آپ کے تعاقب میں ہے -

دھمکیاں مگر آپ اور آپ کے حواری صرف اور صرف حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم پر برس رہے ہیں - دھمکیوں اور الزام تراشیوں پر مشتمل گمنام خطوط لکھ رہے ہیں - ہمیں آپ کے حواریوں کی طرف سے علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کے خلاف چند الزامات و اتہامات سے بھرپور گمنام خطوط ملے ہیں - جن میں کوئی دلیل نہیں - کوئی جان نہیں ہے اور حقیقت سے ان الزامات کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے نہ کسی الزام کا ثبوت ہے - نہ دلیل ہے - حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب کا کوئی فتویٰ کوئی تحقیق ذاتی یا انفرادی نہیں ہوتی - وہ تو مسلک امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے علمبردار ہیں - مسلک رضوی کے ترجمان ہیں - ان کی کوئی اپنی تحقیق اور ان کا کبھی کوئی ذاتی مسلک نہیں ہوتا -

لہٰذا دوسرے بزرگوں کی آڑ میں اپنے دل کی گرمی نہیں نکالنی چاہیے - موضوع و مسئلہ زیر بحث سے ہٹ کر اور دوسروں کے کندھے پر بندوق رکھ کر نہیں چلانی چاہیے اب پروفیسر صاحب سے استدعا ہے کہ وہ اپنے پیدا کردہ اس فتنہ کو یوں ختم کرائیں کہ وہ اپنی انفرادی تحقیقات سے رجوع فرما کر اکابر علماء اہلسنت و مسلک اعلیحضرت امام اہلسنت کی طرف رجوع کریں - میلان طبع واضح طور پر ظاہر کریں - اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق دے - اور ہم سب کو ضد و عناد سے بچائے - اکابر علماء اہلسنت کا اتباع نصیب فرمائے - آمین ثم آمین !!

(ہفت روزہ "الہام" بہاولپور ۱۴ر نومبر ۱۹۸۷ء)

قائدِ انقلاب یا امامُ الفتنہ؟

(مرزا غلام احمد قادیانی کو الہام ہوتا تھا — اور مسٹر طاہر جھنگوی کو بشارتیں)

"پروفیسر محمد طاہر آج جو کچھ بھی ہے۔ نواز شریف، ضیاء الحق اور مجید نظامی (ایڈیٹر نوائے وقت) کی بدولت ہے۔ • نواز شریف نے اسے اتفاق مسجد کا پلیٹ فارم ہی نہیں — • ضیاء الحق تک پہنچنے کا ذریعہ بھی فراہم کیا — ضیاء الحق کی قربت کے سبب ٹی وی اور ذرائع ابلاغ کے دروازے اس کے لئے کھل گئے • مجید نظامی نے اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے اسے "نوائے وقت" کا پلیٹ فارم مہیا کیا۔

بہر حال • یہ جو بلٹ پروف جیکٹ پہن کر، کلاشنکوف باڈی گارڈوں کی معیت میں جدید ترین پجیرو پر سوار ہو کر آتا ہے۔ • اور جس کے اثاثوں کی مالیت فی الوقت ایک اندازے کے مطابق ایک ارب سے زیادہ ہے • اور جس کے پسندیدہ سیاسی اداکار ہٹلر اور اسی قبیلہ کے لوگ ہیں — اسوۂ فاروقی کا علمبردار ہے — وہ پاکستان میں مصطفوی انقلاب برپا کرنا چاہتا ہے — اور اس غرض کے لئے اس نے ۲۵ مئی ۸۹ء کو رات کے آخری پہر موچی دروازہ لاہور میں پاکستان پیپلز موومنٹ (پاکستان عوامی تحریک) کے قیام کا اعلان کیا — ہٹلر، مسولینی، ماؤزے تنگ اور مسٹر بھٹو کی نقالی کی یہ ایک کامیاب کوشش تھی۔

ادارہ منہاج القرآن کا بانی کیا ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے —؟ اس کی موجودہ خدمات کے حوالے سے اس کے آئندہ عزائم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جن لوگوں نے اسے گزشتہ پندرہ بیس برس میں قریب سے دیکھا ہے۔ ان کے مشاہدات کا خلاصہ یہ ہے کہ • وہ جھوٹا ہے۔ مکار ہے، فریبی ہے، احسان فراموش ہے • جن لوگوں کو اس نے اپنے گرد جمع کیا ہے۔ وہ خوش عقیدہ لوگ ہیں — جن کے لئے محمد طاہر نے حسن بن صباح کی طرح بشارت کی حشیش تیار کی ہے۔

• دیت اور قصاص کا مسودہ اس کی بدولت سرد خانے میں ڈالا گیا • عورت کی گواہی کے مسئلے پر اس نے سب سے الگ روش اختیار کی — لیکن اس کی اب تک کی مقبولیت یا مخالفت کا حقیقی سبب اس کا نظریہ بشارت ہے۔

بشارتوں کی بنیاد پر کوئی تحریک برپا کرنے کا سلسلہ اس سے پہلے گزشتہ چودہ سو سالوں میں یا مرزا غلام احمد قادیانی نے شروع کیا تھا — اور یا اب محمد طاہر جھنگوی کر رہا ہے۔

ثبوت • اس کے جھوٹے، مکار، اور فریبی ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ سیدنا فاروق اعظم کے اسوے پر عمل پیرا ہونے کا دعوے دار ہے — وہ اور اس کے اندھے معتقد بھول جاتے ہیں کہ فاروق اعظم کلاشنکوف برداروں کے جھرمٹ میں پجیرو پر سوار ہو کر نہیں آیا کرتے تھے — وہ خچر یا گھوڑے پر اپنی باری سے سواری فرمایا کرتے — اور جب ملازم کے سوار ہونے کی باری ہوتی — تو امیر المومنین ہونے کے باوجود ملازم کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر آگے آگے چلا کرتے تھے۔ ان کا لقب بشارتوں کے لئے سب سے زیادہ موزوں تھا۔ لیکن انہوں

نے کبھی بشارتوں کی بنیاد پر کاروبار حکومت یا سیاست چلانے کا دعویٰ نہیں کیا ـــ اسوۂ فاروقی کی کون سی ایسی بات ہے، جس پر مسٹر طاہر القادری عمل پیرا ہے؟

عکس — چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یہ احمق اپنی اب تک کی "موقع پرستی" اور "مفاد اندوزی" کے دور کا موازنہ رسول اکرمؐ کے مکی دور سے کرتا ہے ● اس کا کہنا ہے کہ جس طرح رسول اکرمؐ مکہ میں دس سال تک خاموش تبلیغ کے بعد مدینہ جاکر سیاسی انقلاب لائے تھے ـــ اسی طرح ہم بھی اب تک خاموشی سے دینی خدمات سرانجام دینے کے بعد اب سیاسی سفر شروع کر رہے ہیں۔ عقل اور علم کی نا پختگی کا اس سے بڑھ کر اور کوئی مظاہرہ نہیں ہو سکتا ● یہ بے وقوف سمجھتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے انقلاب کا آغاز مدینہ سے کیا ـــ اس بیوقوف کو یہ علم نہیں کہ انقلاب کا آغاز تو کوہ فاران پر "لا الہ الا اللہ" کہنے سے ہوا تھا ـــ اور اسلامی انقلاب کا نقطۂ آغاز و انجام لا الہ الا اللہ ہے۔ مدینہ میں اسلام کو جو کامیابیاں ہوئیں ـــ وہ مکی کامیابیوں کی مرہون منت تھیں ● عقیدے کا وہ انقلاب جو مکمل قلب ماہیت کر دیتا ہے ـــ وہ مکے میں رونما ہوا اور اس سارے مکی دور میں سرورِ کائنات کو کسی نواز شریف، کسی ضیاء الحق اور کسی مجید نظامی کی امداد و اعانت، سایہ و سرپرستی حاصل نہ تھی۔ قریش مکہ نے ان کے لئے "اتفاق مسجد" نہیں۔ شعب ابی طالب تیار کی تھی ـــ اور وہ ہادیٔ برحق کے ساتھیوں کی تو صلح تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر کیا کرتے تھے۔

تاسیس انقلاب کانفرنس کے نام پر مسٹر طاہر القادری نے ۲۵ مئی ۸۹ کو جو ڈرامہ کیا ـــ وہ اس اعتبار سے تو قطعی ناکام رہا۔ کہ (کروڑوں کا) سرمایہ اس کانفرنس کے اہتمام و انتظام پر خرچ کیا گیا ـــ کامیابی اس کے مقابلے میں ایک فیصد بھی نہیں ـــ بے پناہ وسائل کی بدولت بیس پچیس ہزار آدمیوں کو اکٹھا کر لینا معمولی بات ہے ـــ اور مقامی لوگوں کی عدم دلچسپی ـــ اپنی تیاریوں کو مکی دور کی تیاریوں سے مشابہ قرار دینے والے کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔ **حقیقت** یہ ہے کہ جس دین ـــ اور جس سیاست کے پیش کرنے کا مسٹر طاہر کا آئندہ پروگرام ہے ـــ وہ غیر مسلموں کو سب سے زیادہ سوٹ کرتا ہے ـــ قادیانیوں کے گھروں میں تو بالخصوص خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں ـــ کہ مصطفوی انقلاب اور اسوۂ فاروقی کے ایک علمبردار نے انہیں ایک پلیٹ فارم مہیا کر دیا ہے۔

مسٹر طاہر القادری نے جس جرأت سے قادیانیوں کو اپنے ساتھ ملانے کا دعویٰ کیا ہے ـــ اس سے یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ گزشتہ دس بارہ برس مسٹر طاہر نے کس منصوبہ کے تحت گزارے۔ ان حالات میں قادیانیوں سے ان کے درپردہ روابط کی نفی کرنا ناممکن ہو جاتا ہے ـــ وہ جو کچھ کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں ـــ وہ قادیانیوں اور غیر مسلم طاقتوں کی شہ پر کر رہے ہیں ـــ اور پاکستان کی بنیادوں پر چلنے والا یہ کلہاڑا بھی مسٹر طاہر کو انہی طاقتوں نے تھمایا ہے ● نواز شریف سے تو مسٹر طاہر نے اپنا تعلق توڑ لیا ہے ● ضیاء الحق اس دنیا میں نہیں رہے ● لے دے کے ایک مجید نظامی رہ جاتے ہیں ـــ ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ حضرت یہ آپ اپنی آستین میں ملک و ملت کے لئے سانپ کی پرورش کیوں کر رہے ہیں؟

(ماہنامہ قیامت راولپنڈی ۹ جون ۱۹۸۹ء)

ؐ صلی اللہ علیہ وسلم — ؓ رضی اللہ عنہ

جماعت سیکولر مودودی آئیڈیل"

پنجاب یونیورسٹی میں حصول تعلیم کے دوران طاہر القادری کے اندر ایک راہنما بننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ جب انہوں نے ایک کلاس فیلو خاتون کو شادی کی پیشکش کرتے ہوئے کہا کہ

" وہ مولانا مودودی سے بڑا راہنما بننا چاہتے ہیں"

شواہد یہ ہیں کہ اگلے سالوں میں انہوں نے مولانا مودودی کے طریق کار اور تنظیم پر سنجیدگی سے غور کیا۔ یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ علامہ طاہر القادری نے اپنی بیشتر اصطلاحیں مولانا مودودی سے مستعار لی ہیں۔ وہ آج بھی انہیں کے انداز میں اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہیں۔

سیکولر جماعت طاہر القادری "بریلوی مکتب فکر" سے تعلق رکھنے کے باوجود ایک ایسی جماعت قائم کرنے کے خواہشمند ہیں جس میں بریلویوں کے علاوہ شیعہ اہلحدیث اور دیوبندی بھی شامل ہو سکیں۔ عام اندازوں کے برعکس یہ ایک مذہبی نہیں۔ سیکولر (لامذہب) جماعت ہوگی۔ جس کے پلیٹ فارم سے مصطفوی انقلاب کا نعرہ سنائی دے گا۔ لیکن اس میں ہر طرح کے عناصر جمع ہوں گے۔

عابدہ حسین حال ہی میں طاہر القادری نے شیعہ ووٹوں کے بل پر الیکشن جیتنے والی سگریٹ نوش ● سیدہ عابدہ حسین (جھنگ) کو اپنی پارٹی میں شمولیت اور شیعہ خواتین کی سربراہی کی پیشکش کی تھی۔ جو اس جدیدیت پسند خاتون نے قبول نہیں کی۔

صلحکلیت طاہر القادری کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں ● ایک رفع یدین کرنے والے کو بھی دیکھا گیا ● خود وہ ایک بار معروف شیعہ عبادت گاہ قصر بتول گئے۔ اور جشن مولود کعبہ کی تقریب سے خطاب کیا ● یہ نکتہ ہمیشہ ان کے ذہن میں رہا۔ کہ اگر کل انہیں سیاست میں حصہ لینا ہے۔ تو انہیں شیعوں۔ دیوبندیوں۔ اور اہل حدیثوں کا مخالف نظر نہیں آنا چاہیئے۔ انہوں نے کسی بھی بڑی قوت کو للکارنے یا اس پر کھلی نقطہ چینی سے گریز کیا۔ (ہفت روزہ "ندا" لاہور ۳۰ رمئی ۱۹۸۹ء)

پہنچا ہوا بزرگ " طاہر القادری کو اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ تقریر بھی فرماتے ہیں اور تحریر کا جوہر بھی دکھاتے ہیں ٹیلی ویژن کے ذریعے گھر گھر دیکھے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ہم خیالوں اور کارکنوں کا وسیع حلقہ منظم کر لیا ہے۔ ان کے بہت سے معاملات خصوصاً سلسلہ ہائے کشف و کرامات بہت سے لوگوں پر گراں گزرتے ہیں۔ لیکن ان سے لطف اندوز ہونے اور مرعوب ہونے والوں کی بھی کمی نہیں۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں اپنی شخصیت کو ایک پہنچے ہوئے بزرگ اور ولی اللہ کے طور پر منواتے چلے جا رہے ہیں۔ اپنے والد گرامی کے صوفیانہ معاملات کی بھی دھاک انہوں نے بٹھا دی ہے اور خود اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات اور ہدایات کا معاملہ واشگاف کر رکھا ہے۔

اب حضرت صاحب سیاست کے کوچے میں قدم رکھ رہے ہیں۔ ان کے خیال میں ان کے انقلابی سفر کا یہ مرحلہ آگیا ہے کہ اس کے لئے تنظیم بنا کر جدوجہد کا آغاز کر دیا جائے (جہاں تک ان کے جنرل ضیاء الحق اور ان کے دور پر شدید حملوں کا تعلق ہے) ایسے افراد جو جنرل صاحب کے دور میں بھی با اثر اور بارسوخ ہوں خاموشی ہی نہیں بلکہ حمایت کے مرتکب سمجھے جائیں اور اپنے قول و فعل سے اس تاثر کو گہرا کرتے جائیں۔ جنرل صاحب کی رخصتی کے بعد انہیں ان کی نیت تک پر شدید

حملے کی داد کیسے دی جا سکتی ہے؟
اگر جنرل صاحب کی نیت خراب تھی، وہ اسلام کے
نام پر دھوکہ دے رہے تھے۔ تو پھر جناب طاہر
القادری جیسے ذہین وفطین اور صاحب علم بلکہ
صاحب منہاج القرآن کو تو سر پر کفن باندھ کر میدان
میں آجانا چاہیے تھا۔ جنرل صاحب کے خصوصی
نائب معتمد میاں نواز شریف کا سرپرست بن جانے
کا تاثر نہیں دینا چاہیے تھا۔ جناب طاہر القادری
گزشتہ گیارہ برسوں میں کسی مسئلے پر حرکت
میں آئے تھے تو وہ ان کے پیر صاحب کے صاحبزادگان
کے مبینہ اغوا کا معاملہ تھا۔ اس پر انہوں نے جلوس بھی
نکالا۔ تقریریں بھی کیں، پریس کانفرنسیں بھی کیں۔ الٹی میٹم بھی
دیئے۔ دھمکیاں بھی دیں۔ لیکن اس کے علاوہ کسی معاملے میں
ان کی کوئی رگ تحریک پھڑکتی ہوئی نہیں دیکھی گئی۔ "نظام زکوٰۃ
کے نام پر قوم کو بھکاری" بنایا جاتا رہا۔ وہ دیکھتے رہے
اور اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیا جاتا رہا۔ وہ
گھر سے باہر نہیں نکلے۔ کیا اسلام پیر صاحب کے
صاحبزادگان سے بھی کم اہمیت کا مسئلہ تھا؟ (ہفت روزہ
"زندگی" لاہور ۱۹ رمئی ۱۹۸۹ء)

اپنے محسن کے خلاف کیوں؟

"محترم قادری صاحب نے شہید ضیاء الحق کی تحسین کا انکار
کرتے ہوئے خود اپنے وجود کی نفی کی کوشش کی ہے۔
— کون نہیں جانتا کہ قادری صاحب موصوف کو مذہبی
حلقوں میں متعارف کرانے میں ضیاء الحق کے دست راست
میاں نواز شریف کی مساعی و سرپرستی ہی کا عمل دخل ہے
گزشتہ دس سالوں میں شہید ضیاء کے دست و بازو نواز شریف
کی جامعہ اتفاق کی وساطت سے سرکاری ذرائع ابلاغ
تک رسائی — اور منہاج القرآن کے قیام سے مذہبی
حلقوں میں تعارف نے انہیں یہ مقام عطا کیا ہے۔
کہ آج وہ پاکستان کے اہل دانش کے سامنے قومی وملی
سطح پر نمایاں ہونے کے بعد اپنے ہی محسنوں خصوصاً
ضیاء شہید کو اسلام کے ساتھ بہت کچھ ہو چکنے اور سابق
صدر کے ذکر کو اقبال کے پاکیزہ تصورات کو دھندلانے
سے تعبیر کر رہے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادری صاحب کو یہ حریت فکر
گزشتہ دس سالوں میں کیوں یاد نہیں آئی — شاید وہ
ہوا کا رخ پہچانتے ہوئے صدر ضیاء کی مخالفت سے
موجودہ مرکزی سیکولر حکومت میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے
کی کوشش کر رہے ہیں۔ قادری صاحب موصوف کو
شاید یاد نہیں رہا کہ ایسی بڑھکوں سے وہ کچھ لادین لوگوں
کی واہ واہ حاصل کر لیں گے — لیکن اپنے ہی محسن
کی بعد از موت کردار کشی سے وہ مذہبی حلقوں اور اخلاقی معیار
کی کسوٹی رکھنے والے مسلمانوں کی نظروں میں ہمیشہ کے لیے
غیر معتبر بلکہ سادہ زبان میں "بے اعتبار" ہو کر رہ جائیں گے
(یہاں قادری صاحب اسلامیان پاکستان کی نظروں میں
کوثر نیازی کو یاد رکھیں) طاہر القادری کی اس کج ادائی، کج
کلاہی اور احسان فراموشی پر ضیاء الحق شہید کی روح عالم بالا
میں اختر شیرانی کی زبان میں کہتی ہو گی۔

انہیں اپنی صورت پہ یوں ناز کب تھا
میرے عشق رسوا کو اختر دعا دیں"

پروفیسر محمد اسلم اعوان
گورنمنٹ کالج قلعہ محمدیہ (سابقہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ)
(ہفت روزہ "زندگی" لاہور ۱۹ رمئی ۱۹۸۹ء)

روزنامہ "قومی آواز" کراچی

پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین طاہر القادری صاحب نے فرمایا ہے کہ "اگر ہر فرقے کے تین مولویوں کو پھانسی پر چڑھا دیا جائے تو فرقہ بندی ختم ہو سکتی ہے طاہر القادری جو ادارہ منہاج القرآن کے بانی بھی ہیں"۔

● حالات سے مجبور ہو کر انتہائی سیکولر ہو گئے ہیں اور انہوں نے عوامی تحریک کے نام سے ایک سیاسی تنظیم بھی قائم کی ہے ● جس میں غیر مسلموں کی شمولیت کے لئے عموماً اور قادیانیوں کی شرکت کے لئے خصوصی گنجائش رکھی ہے ● طاہر القادری صاحب سے جب ان کی سابقہ "ملاگیری" کے حوالے سے ان کی سیکولر تحریک کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ان کی تحریک کا ادارہ منہاج القرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے ● ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی دینداری اور سیاست کاری ہے۔ اور یہ ہر فرقے کے تین تین مولویوں کو پھانسی کا فتویٰ کون سی شرع متین کے مطابق ہے ● اور کیا انہوں نے ادارہ منہاج القرآن کے تین مولویوں کو بھی پھانسی کے لئے نامزد کیا ہے ● قادری صاحب کو یہ علم نہیں ہے کہ لادینی سیاست سے لادینی ثقافت فروغ پاتی ہے اور انہیں لادینیت کے فروغ کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی ● قادری صاحب سے ہماری نہایت مخلصانہ اور ہمدردانہ گزارش ہے۔ کہ وہ اپنے نوزائیدہ ذوقِ سیاست کے تحت طبقۂ علماء کو نہ چھیڑیں، ورنہ ان کے فتوؤں سے انہیں نہ قادیانی بچا سکیں گے۔ نہ غیر مسلم۔ وما علینا الا البلاغ

(روزنامہ "قومی آواز" کراچی ۱۰ جولائی ۱۹۸۹ء)

ہفت روزہ "احوال" کراچی

پروفیسر طاہر القادری بطور ایک سیاستدان کے اپنے قدم آگے بڑھانے کے بجائے مسلسل ترقی معکوس کا شکار دکھائی دے رہے ہیں ● ان کے بارے میں یہ کہا گیا تھا۔ کہ "وہ ایسے راہنما ہیں جن کی مٹھی میں ملت اسلامیہ کی تقدیر کا پروانہ ہے"۔ اور وہ اس بدقسمت اور فریب خوردہ قوم کو انقلاب مصطفوی کی منزل سے ہمکنار کر دیں گے۔

● لیکن ان سے وابستہ ایسی عام توقعات مایوسی میں بدل رہی ہیں۔ اپنی سیاسی جماعت کا اعلان کرنے کے بعد پروفیسر طاہر القادری کا حال اس صیاد کا ہو گیا ہے جو اپنے ہی جال میں پھنس کر رہ گیا ہو ● صرف ڈیڑھ ماہ کی قلیل مدت میں ان کی تضاد بیانی کے ایسے شاہکار سامنے آئے ہیں۔ کہ ان کے اپنے بیگانے سب ہی تصویر حیرت بنے ہوئے ہیں ● انہیں سب سے پہلے عورت کی سربراہی کے جواز و عدم جواز کی بحث کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ اس مسئلے پر جم نہیں پا رہے اور مسلسل تردید و وضاحت کے چکر میں الجھتے جا رہے ہیں۔ (سیاست میں آنے سے قبل) ایک طرف عورت کی سربراہی کو کسی بھی صورت قبول نہ کرنے کے بارے میں پروفیسر صاحب کا انداز بیان اور طرز استدلال ہے ● مگر دوسری جانب وہ عورت کی سربراہی کو قبول نہ کرنے والوں کو شکست خوردہ کہہ کر معلوم نہیں کس کو خوش کر کے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

افسوس تو اس بات پر ہے کہ عورت کی سربراہی کے بارے میں جو بات گزشتہ سال پروفیسر صاحب کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ پیپلز پارٹی کے مرکز میں برسر اقتدار آنے کے فوراً بعد ان کی سمجھ میں آ گئی۔

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

قصیدۂ خمینی پروفیسر صاحب کا ایک اور بیان ان کے لئے بلائے جان بنا ہوا ہے اور اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اس ایک بیان نے ان کے اندر کے طاہر القادری کو مکمل طور پر بے نقاب کر دیا ہے۔

ایرانی قونصلیٹ لاہور میں آیت اللہ خمینی کی یاد میں منعقدہ ایک تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے۔ انہوں نے جناب خمینی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ " آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح زندہ ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح دنیا سے رخصت ہوئے" ● قادری صاحب جوش جذبات یا جوش خطابت میں ایسی بہت سی باتیں کہہ جاتے ہیں جن کی بعد میں انہیں تردید کرنی پڑتی ہے لیکن ان کا یہ بیان ایسا ہے جس کی ابھی تک تردید یا وضاحت نہیں کی گئی ● یہ بیان جس روز اخبارات میں شائع ہوا۔ شیعہ اور سنی دونوں مکاتب فکر کے علماء نے اس کی مذمت کی اور اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

محترم پروفیسر صاحب نے ترنگ میں آکر بستر علالت پر وفات پانے والے ایک ہر دلعزیز ایرانی راہنما کو کربلا کے تپتے ہوئے ریگزاروں میں تین دن کے بھوکے پیاسے بر سر پیکار امام مظلوم سے تشبیہ دیکر نواسۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں جس گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اس پر انہیں پوری قوم اور خدا و رسول سے معافی طلب کرنی چاہئے تھی۔ مگر برا ہو۔ انانیت خود نمائی اور سیاسی مصلحتوں کا کہ انہیں ایسا نہیں کرنے دیا۔ کہا جاتا ہے چند روز بعد جب پروفیسر صاحب منہاج القرآن مسجد میں جمعہ پر تقریر کر رہے تھے۔ تو کسی نے اٹھ کر ان کے اس بیان پر بھی اعتراض کیا۔ اس پر پروفیسر صاحب آئیں۔ بائیں۔ شائیں کرنے لگے۔ تاہم اس کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ اپنے اس بیان کی اشاعت کے بعد پروفیسر صاحب نے موچی دروازہ لاہور میں آیت اللہ خمینی کی یاد میں منعقد ہونے والے جلسہ عام میں شرکت نہیں کی۔ اور خود کو ایک بڑے حادثے سے محفوظ کر لیا جو لوگوں کے احتجاج کی صورت میں وہاں رونما ہو سکتا تھا۔

قصۂ پھانسی اپنے ایک بیان میں انہوں نے فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمہ کے لئے تجویز پیش کی کہ اگر ہر فرقے کے تین تین مولویوں کو پھانسی دی جائے تو فرقہ واریت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ آج انہوں نے اس بیان کی اس قدر وضاحت کی ہے کہ انہوں نے تین تین مولویوں کو نہیں، تین تین انتہا پسندوں کو پھانسی دینے کی بات کی تھی۔

کلیم غش میں ہے اور جل رہا ہے دامن طور
ابھی تو حسن کا پہلا ہی پردہ اٹھا ہے

بولہبی سیاست کے مقابلے میں مصطفوی سیاست کا جو نعرہ لگایا تھا۔ لگتا ہے پارٹی اس سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ اور اب وہ اپنے پیغام کی بجائے دھمکیوں کی زبان پر آگئی ہے ● ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری کو اپنا مستقبل۔ مایوس نظر آگیا ہے اور وہ کسی نہ کسی بہانے سیاست سے دستبردار ہونا چاہتے ہیں ● ان کے مذکورہ بیانات کے علاوہ ان کی پالیسیوں میں بھی کوئی نئی بات نہیں۔ نہ ان کے پاس کوئی پرکشش سیاسی پروگرام ہے۔ بعض لوگ ان

پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ صرف اقتدار کے سائے میں پھل پھول سکتے ہیں ● اور اب وہ نواز شریف کے چھوٹے سائے سے نکل کر بے نظیر چھتری کے نیچے آ گئے ہیں۔ اور وہی زبان استعمال کرنے لگے ہیں۔ جو اس جماعت کا خاصہ ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے۔ کہ انہیں بائیں بازو اور پیپلز پارٹی کے اخبارات وجرائد بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔ ٹرسٹ کے اخبارات انہیں بڑی نمایاں حیثیت دے رہے ہیں اب اس پردۂ زرنگاری میں کون ہے اس کا علم تو قادری صاحب ہی کو ہوگا۔ لیکن مصطفوی انقلاب سے دلچسپی رکھنے والے بے شمار لوگ قادری صاحب کی نت نئی قلابازیوں سے بڑے پریشان دکھائی دیتے ہیں ● قادری صاحب آجکل ضیاء الحق اور نواز شریف کے دور کو یزیدی دور کہہ رہے ہیں اور ساتھ ہی بھٹو دور پر بھی تنقید کر جاتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو بنک بیلنس برابر دکھائی دے لیکن الفاظ کے استعمال اور معنی و مفہوم میں ان کا ذہن پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔

آخر میں ان سے گزارش ہے کہ وہ نواز شریف کو یزید کہنے میں احتیاط کریں۔ شریف فیملی نے ان کے ساتھ ہمیشہ شفقت کا برتاؤ کیا ہے۔ انہیں زندگی کی سہولتیں فراہم کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ مکان کی تعمیر، گھر کی آرائش، ٹی وی، ایئر کنڈیشنر اور فرنیچر وغیرہ فراہم کئے۔ سفر کے لئے گاڑی مہیا کی اور جب پہلی گاڑی ذرا جاذب نظر نہ رہی تو نئی ہنڈا سوک خرید کر دی۔ (یہ گاڑی پروفیسر صاحب واپس کر چکے ہیں) انہیں قیمتی تحفے تحائف پیش کئے جو پروفیسر صاحب نے قبول بھی کئے۔ حالانکہ وہ اپنے بقول تحفے قبول نہیں کرتے۔ اور ایک بار کاموکی میں اپنی تقریر کے بعد جناب امجد علی چشتی (کاموکی) سے تحفے میں چاول قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ عام طور پر تحفے قبول نہ کرنا اور اتفاق والوں سے سب کچھ قبول کر لینا۔ ان کے اتفاق برادرز سے خصوصی تعلقات کا مظہر ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ انہوں نے کوئی ناجائز مفادات حاصل کئے ہوں گے۔

(ہفت روزہ احوال کراچی ۱۴ر جولائی ۱۹۸۹ء)

(مستقبل کی جماعت اسلامی)

"جنگ" لاہور "پروفیسر طاہر القادری کا کہنا ہے کہ ہماری جماعت کی اٹھان اسی طرح ہے جیسے ۱۹۶۸ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی تھی۔ اگر فوری طور پر انتخابات کا اعلان کر دیا جائے تو بھی ہم قومی اسمبلی میں چالیس نشستیں لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بعض مبصرین کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ ہم عوامی تحریک کو مستقبل کی ایک اور جماعت اسلامی کہہ سکتے ہیں۔" (جنگ لاہور سیاسی ایڈیشن ۲۹ر جولائی ۱۹۸۹ء)

(دعویٰ غلط ہو گیا)

"نوائے وقت" لاہور "ڈاکٹر محمد طاہر القادری، پیر طاہر علاؤالدین گیلانی کے دست حق پرست پر بیعت ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ وہ کوئی بھی کام حضرت طاہر علاؤالدین گیلانی کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے حضرت طاہر علاؤالدین گیلانی کی طرف سے انہیں خارزار سیاست میں قدم رکھنے کی مخالفت کی تھی۔ اور خود ان کا اپنا دعویٰ بھی یہی تھا۔ کہ وہ زندگی بھر تحریک منہاج القرآن کی قیادت کرتے رہیں گے۔ اور کبھی سیاست میں نہیں آئیں گے۔ نومبر ۸۸ء میں لاہور کے ایک ماہنامہ میں ان کا ایک انٹرویو چھپا تھا۔ یہ انٹرویو میری نظر سے بھی گزرا تھا: علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری

نے انٹرویو نگار کے ایک سوال کے جواب میں انتہائی زور دیکر کہا تھا کہ "وہ زندگی میں کبھی سیاست میں نہیں آئیں گے" مگر صرف دو سال بعد آج وہ قومی سیاست میں کود چکے ہیں۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو خود کو سیاست میں آلودہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ تحریک منہاج القرآن کے ذریعے ملک کے اندر اسلامی انقلاب برپا کرنے کا خواب شرمندۂ تعبیر کر سکتے تھے۔ انہوں نے چند ماہ پیشتر اچانک سیاست میں آنے کا فیصلہ کر کے بہت سے لوگوں کو چونکا یا ہے۔ سیاست میں آنا اگر بہت ضروری تھا تو ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو یہ سفر نئی سیاسی جماعت کے پلیٹ فارم کی بجائے پاکستان مسلم لیگ میں شمولیت یا جمعیت العلمائے پاکستان کی تنظیم نو سے شروع کرنا چاہیے تھا۔ (سیاسی مبصر "نوائے وقت" لاہور ۱۳ اگست ۹۰ء)

لمحۂ فکریہ

کتاب ہذا میں فقیر نے پروفیسر صاحب کی طرح لفاظی و من مانی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ "خطرہ کی گھنٹی" حصہ اول کی طرح ناقابل تردید دلائل و حوالہ جات کی روشنی میں بعض حقائق کی نقاب کشائی کی ہے ● اور ساتھ ہی علمائے اہلسنت کے بیانات و فتاویٰ کے علاوہ غیر جانبدار "دوسروں کی زبان سے" اور ملکی صحافت کی روشنی میں پروفیسر صاحب کی پراسرار اور دورخی و تہ در تہ شخصیت کو بہمہ پہلو آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے ● اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی و مفاد پرستی اور اندھی عقیدت سے کام نہ لے تو اب کسی کے لئے بھی پروفیسر صاحب کے "ذوالوجہین" (دو منہ والا) ہونے اور ان کی ریاکاری و نمود و نمائش۔ اور ابن الوقتی و تقیہ بازی کو جاننے اور ان کے ظاہر و باطن میں جھانکنے کی کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ واللہ الھادی والموفق۔

اپنی زبانی اپنی قصیدہ خوانی و مبالغہ آرائی

اپنے آپ کو نابغۂ عصر (یکتائے زمانہ) منوانے اور بہرطور عوامی اذہان پر اثر انداز ہونے کے لئے دیگر پراپیگنڈا کے علاوہ پروفیسر صاحب نے اپنی زبانی اپنی قصیدہ خوانی و خود ستائی کے لئے ایک شعبہ "مکشوفات و مبشرات" بھی قائم کر رکھا ہے۔ جیسا کہ ان کا ترجمان رقمطراز ہے کہ "پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے بعض نیک خوابوں اور مبشرات کا تذکرہ کیا تو مثبت ذہن رکھنے والے لاکھوں عوام کے لئے یہ امر "تقویت ایمانی"[عہ] کا باعث بنا" (ماہنامہ منہاج القرآن اگست ۱۹۸۹ء)

چنانچہ تکمیل موضوع کے لئے اس سلسلہ کی بعض خود ساختہ روایات مختصر تبصرہ کے ساتھ درج ذیل ہیں۔ یاد رہے کہ پروفیسر صاحب موقع بموقع جھوٹ بولنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے جبکہ راوی کی ثقاہت و روایت کی صحت کے لئے سچا ہونا بہت ضروری ہے۔

روایت "فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (والد صاحب کو) طاہر کے تولد کی بشارت دی اور نام بھی خود تجویز فرمایا"

تبصرہ۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو بفرمان رسالت طاہر۔ طاہر و پاکدامن رہتا اور اس کا دامن انکار اجماع، تفرقہ بازی اور غیر طاہر (ناپاک) عقیدہ والے بدمذہبوں کے بھائی چارہ اور گمراہی و کذب بیانی کے داغوں سے داغدار نہ ہوتا۔ اور یا پھر ایسا کر کے دانستہ طور پر طاہر القادری نے ناقدری و ناشکری کی ہے اور دونوں صورتوں کا انجام بخیر نہیں۔

روایت "سرکار دو جہاں نے محمد طاہر کو دودھ کا بھرا ہوا ایک مٹکا عطا کیا۔ میں (طاہر)

عہ یاد رہے کہ اسمٰعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب کا نام بھی "تقویت ایمان" ہے

وہ تقسیم کرنے لگا۔ اور رسُول پاک نے میری پیشانی پر بوسہ دیکر اپنا کرم فرمایا۔ (دونوں حوالے کتاب "نابغہ عصر" و قومی ڈائجسٹ لاہور نومبر ۱۹۸۶ء)

تبصرہ۔ بات وہی ہے کہ اگر پروفیسر صاحب سچے ہیں۔ تو اس کرم کے بدلے انہوں نے سخت ناقدریٔ و ناشکری کی ہے اور اپنے مذکورہ غیر طاہر کارناموں سے دودھ کو خالص نہیں رہنے دیا۔ اور خود کو اہل ثابت نہیں کیا۔

روایت "منہاج القرآن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا۔ فرمایا۔ میں یہ کام تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ تم شروع کرو۔ منہاج القرآن کا ادارہ بناؤ۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ لاہور میں تمہارے ادارہ منہاج القرآن میں خود آؤں گا۔" (ماہنامہ قومی ڈائجسٹ نومبر ۱۹۸۶ء)

تبصرہ۔ سوال یہ ہے کہ جس شخص کے قول و فعل کے تضاد کے باعث اس کی شہرت ہی خراب ہو۔ وہ ایسی خصوصیت اور اتنی بڑی امانت کی سپردگی کا اہل کیسے ہو سکتا ہے • اور اس کے معاصرین مخلص و بے ریا عشاق رسول علماء و مشائخ جو بیش بہا دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے طاہر القادری کو کس علم و عمل کی بنا پر یہ امتیاز حاصل ہوا ہے؟ • اور اگر ایسا ہوا ہے تو پھر پروفیسر صاحب نے "منہاج القرآن" کے برعکس الٹے کام کر کے اور برعکس راستہ اختیار کر کے اس نعمت کی سخت ناشکری و ناقدری کی ہے۔ اور "منہاج القرآن" کی سپرد کردہ ذمہ داری و ڈیوٹی چھوڑ کر اس نے ایک عوامی لیڈر کی سطح پر آکر اور "جیئر مین عوامی تحریک" کا روپ دھار کر سخت ناانصافی و زیادتی کی ہے۔ انہیں تو اس سپرد کردہ ذمہ داری ہی میں جان کھپا دینی چاہیے تھی۔ جیسا کہ عام تاثر بھی یہی ہے۔

روایت والد صاحب ڈاکٹر فرید الدین صاحب فرماتے تھے۔ میں ایک رات میں تین تین، چار چار سو صفحات کی کتاب پڑھ لیتا تھا۔ تو پھر سالوں تک، کتاب کا ایک ایک حرف، ایک ایک سطر حافظے میں محفوظ رہتی تھی وہ یقیناً عبقری روزگار تھے۔" (قومی ڈائجسٹ)

تبصرہ۔ جب بیٹا "نابغہ عصر" ہے تو باپ "عبقری روزگار" کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر باپ کی قصیدہ خوانی میں بیٹے کی یہ روایت صحیح ہے تو پھر ایسے حافظے کے مالک کو کم از کم حافظ قرآن ہونا چاہیے تھا۔ اور ایسے باتونی بیٹے کی بجائے فتاویٰ شامی و فتاویٰ رضویہ جیسی کوئی یادگار چھوڑنی چاہیے تھی اور خدمت دین کے لئے کوئی علمی و تحقیقی کام سرانجام دینا چاہیے تھا۔ تاکہ بمصداق

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

دنیا خود ان کا مقام پہچان لیتی اور ان کے برخوردار کو لمبی چوڑی کہانیاں بنانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

روایت پروفیسر صاحب کے والد صاحب اپنی وفات کے دس روز بعد جب خواب میں ان سے ملے تو بقول پروفیسر انہوں نے فرمایا کہ • "بیٹے! جب آپ لوگ جنازہ پڑھ کر فارغ ہو گئے اور آپ نے کپڑا میرے چہرے سے ہٹایا اور مسکراتا ہوا پایا • اس وقت پردے اٹھا دیئے گئے تھے اور عالم آخرت اور عالم عقبےٰ کے مقامات، باغ جنت اور علیین کی اعلیٰ سیرگاہیں اللہ پاک نے مجھے دکھانا شروع کیں۔ تو ان کو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور آپ میری مسکراہٹ کا تعلق ادھر سمجھ رہے تھے • پھر دس روز تک نہ ملنے کا سبب یہ بتایا۔ کہ مجھے دس روز تک اس عالم کی سیر کرائی جاتی رہی اور آج فارغ ہوا تو آپ کو ملنے کے

لئے آگیا● مزید فرمایا۔ بیٹے! نکیرین سوال کے لئے
میری قبر میں آئے تو میں اس وقت عصر کی نماز پڑھ
رہا تھا۔ انہوں نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس چلے
گئے اور آج دس دن ہو گئے میں انتظار کر رہا ہوں
کہ آکر سوال کریں لیکن وہ مڑ کر نہیں آئے۔
(قومی ڈائجسٹ مذکور) **تبصرہ** - جیسا کہ آپ گذشتہ
صفحات میں "حقائق کی کسوٹی" کے تحت پڑھ چکے ہیں
کہ پروفیسر صاحب کے والد صاحب عام ڈاکٹروں کی
طرح ایک ریش بریدہ ڈاکٹر تھے۔ جو مسائل کی تحقیق و
معلومات کے لئے مرکزی جامعہ رضویہ فیصل آباد کے
مدرسین اساتذہ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ اور ان
کی زندگی میں کوئی ایسی "کراماتی" جھلک ان کے
معاصرین پر ظاہر نہیں ہوئی۔ مگر ان کی وفات کے
بعد انہیں کہاں سے کہاں پہنچانے کے لئے بھی صرف
ان کا بیٹا ہے۔ اور اس بیٹے کی اس "طلسماتی کہانی"
میں بھی اس کا یہ جذبۂ خود نمائی کارفرما ہے۔ کہ میں
ایسے "عبقریٔ روزگار" کا "نابغۂ عصر" بیٹا ہوں۔
بہرحال یہ تو تھی بیٹے کی زبانی۔ باپ کی کہانی۔ اور
اب سنیئے "باپ کی زبانی۔ بیٹے کی کہانی" اور غور
فرمائیے کہ نیچے اوپر الٹ پلٹ کر بات پہنچتی ہے تو صرف
پروفیسری نمود و نمائش پر۔

روایت پروفیسر صاحب نے اپنے بیٹے سے
مکالمہ کے دوران کہا "بیٹے ایک معاملہ
ایسا ہے کہ تم اگر سونے کے بھی بن جاؤ اور جو کچھ چاہو
کما لو۔ اس معاملے میں تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس
نے پوچھا وہ کون سی بات ہے؟ میں نے کہا وہ یہ کہ
تمہارا والد (طاہر القادری) میرے والد (ڈاکٹر فرید الدین)
سے کسی بھی قیمت پر کبھی بھی بہتر نہیں ہو سکتا۔ تمہارا والد
ساری زندگی جو چاہے بنتا پھرے، وہ میرے والد کا
مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چھوٹا بچہ تھا۔ بات اس کی سمجھ میں آ
گئی وہ ہنس پڑا" (قومی ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۹ء)

تبصرہ - دیکھ لیجئے پروفیسر صاحب نے کسی معتبر
معاصر بزرگ کی روایت کی بجائے جب اپنی زبانی خود
اپنے والد صاحب کی "وفات کی کرامات" سنائیں۔ تو
اس وقت بھی محض "پدرم سلطان بود" کے تحت
● اس واقعہ وتعلق سے فی الحقیقت اپنی ہی ذات کی نمائش
و اس سے فائدہ اٹھانا مقصود تھا۔ کیونکہ والد صاحب تو
رحلت فرما گئے تھے● اور اب جب پروفیسر صاحب
نجی طور پر اندرون خانہ بیٹے سے مکالمہ فرما رہے تھے۔
تو اس وقت بھی یہی خبط تھا۔ کہ "تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتے
اور تمہارا باپ میرے باپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا"۔ الفاظ
کی اس ہیر پھیر کا منطقی نتیجہ کیا نکلا۔ یہی نا۔ کہ
"طاہر القادری جیسا کوئی نہیں ہو سکتا۔ طاہر القادری کا
کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا" وہ "نابغۂ عصر" ہے اور
"عبقریٔ روزگار" کا بیٹا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

روایت "کراچی میں رفیق ادارہ مسز مہاجر نے
خواب سنایا کہ "ہم ایک قافلے کی
صورت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس
پر حاضر ہیں اور مسجد نبوی کو سجایا جا رہا ہے۔ ہمارے پوچھنے
پر ایک خادم بتلاتا ہے۔ کہ پروفیسر صاحب آگئے ہوتے
ہیں۔ اس لئے مسجد کو سجایا جا رہا ہے"۔ بعد ازاں
(خواب سنانے کے بعد) حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔
جو خواب کی خوشی میں وہ اپنے ہمراہ لائی تھیں" (منہاج القرآن)
تبصرہ اہل سمجھ انصاف پسند حضرات پر چھوڑا گیا۔ وما علینا الا البلاغ